754

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،10۔اکتوبر 2006

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات آبپاشی وقوت برقی)

i۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

ii۔ غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلقہ)

i۔ (مورخہ 28۔جون اور 3۔اکتوبر 2006 کے ایجنڈے سے زیرالتواء رکھی گئی قرارداد)

ii۔ (مورخہ 4۔جولائی اور 3۔اکتوبر 2006 کے ایجنڈے سے زیرالتواء رکھی گئی قرارداد)

iii۔ (مورخہ 3۔اکتوابر 2006 کے ایجنڈے سے زیرالتواء رکھی گئی قرارداد)

iv۔ (موجودہ قراردادیں)

حصہ دوم

عام بحث

756

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چھبیسواں اجلاس

منگل، 10-اکتوبر 2006

(یوم الثلاثہ، 16-رمضان المبارک 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 10 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ
الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۭ﴿28﴾
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ
بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ
سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي
التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۾ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــــَٔهٗ
فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ
لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿29﴾

سُوْرَةُ الْفَتْح آیات 28 تا 29

وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت (کی کتاب) اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور حق ظاہر کرنے کے لئے خدا ہی کافی ہے (28) محمد ﷺ خدا کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں سخت ہیں اور آپس میں رحم دل، (اے دیکھنے والے) تو ان کو دیکھتا ہے کہ (خدا کے آگے) جھکے ہوئے سر بسجود ہیں اور خدا کا فضل اور اس کی خوشنودی طلب کر رہے ہیں۔ (کثرت) سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے یہی اوصاف تورات میں (مرقوم) ہیں۔ اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں۔ (وہ) گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تاکہ کافروں کا جی جلائے۔ جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے خدا نے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے (29)

وما علینا الا البلاغ o

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ آبپاشی و قوت برقی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا آفتاب احمد خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

محکمہ آبپاشی میں کروڑوں روپے کی کرپشن کی نشاندہی

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آج چونکہ اریگیشن اور پاور کے محکمہ جات کے سوالات ہیں۔ میں اس سے متعلق وزیر موصوف سے کچھ information لینا چاہوں گا کہ ان سوالات اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا basic مقصد یہی ہوتا ہے کہ اگر کوئی irregularities ہوں یا کرپشن ہو تو اس پر کوئی ایکشن لیا جاسکے۔ شاید وزیر صاحب کے علم میں ہو کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی last meeting میں سیکرٹری اریگیشن بھی وہاں تھے، ثابت کیا کہ اریگیشن سیکرٹری کی نااہلی اور ان کی mala fide کی وجہ سے ایک پراجیکٹ جو 2 کروڑ روپے سے شروع ہوا تھا اب 11 کروڑ روپے تک پہنچ کر چکا ہے لیکن ابھی تک اس کی technical sanction نہیں ہوئی۔

نمبر 2، ایک آدمی جس پر گورنمنٹ کے exchequer کی کروڑوں روپے کی embezzlement prove ہو گئی تھی اس کو انہوں نے minor penalty ڈال کر ایک increment stop کر دی۔ میں چاہوں گا کہ کیا یہ وزیر صاحب کے علم میں ہے، اگر ہے تو انہوں نے اس پر کیا ایکشن لیا ہے؟

جناب سپیکر: وزیر اریگیشن صاحب! آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اگر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں کوئی ایسا مسئلہ آیا ہے تو naturally انہوں نے ہی اس پر کوئی ایکشن لینا ہے، میرے نوٹس میں ابھی تک ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلو اب آپ کے نوٹس میں یہ بات آگئی ہے آپ اس کو inquire کرالیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس وقت اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کرپشن کے لحاظ سے سب پر سبقت لے جارہا ہے۔ یہ technical jobs ہوتی تھیں آپ نے اس کو یہاں پر transit rate بنا

دیا ہے۔ یہ وزیر صاحب ماشاللہ بڑے honest ہیں میں ان کی عزت کرتا ہوں مگر ان کو پتا ہی نہیں کہ نیچے کیا ہو رہا ہے۔ اگر اس طرح ایکسیئن، ایس ای اور سیکرٹری مل کر لوٹ رہے ہیں تو کیا کیا جائے؟ I hope that he will also take some action.

جناب سپیکر: آپ نے نشاندہی کر دی ہے ابھی وہ اس پر ایکشن لیں گے۔

سوالات

(محکمہ آبپاشی و قوت برقی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ پہلا سوال نمبر 3320 سردار غزالی رحیم خان صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ Next ہے ملک اصغر علی قیصر صاحب کی طرف سے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! سوال نمبر 7474۔

سال 06-2005، نہروں پر تعمیر ہونے والے پن بجلی گھر، لاگت اور پیداوار سے متعلقہ تفصیل

*7474: **ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

مالی سال 06-2005 کے دوران حکومت نے صوبہ میں نہروں پر پن بجلی گھروں کی تعمیر کے لئے کتنی رقم مختص کی ہے یہ پن بجلی گھر کس کس نہر اور جگہ پر کتنی مالیت سے تیار ہوں گے اور ان سے کتنی بجلی پیدا ہو گی؟

وزیر قوت برقی:

اس ضمن میں عرض ہے کہ پنجاب حکومت نے رواں مالی سال 06-2005 میں پن بجلی گھر کی تعمیر کے لئے مبلغ 80 ملین روپے کی رقم مختص کی ہے۔ یہ پن بجلی گھر اپر جہلم کینال کی ذیلی نہر گجرات برانچ کے مقام کھوکھرا پر تعمیر ہو گا اور اس پن بجلی گھر کی لاگت کا تخمینہ مبلغ 255.064 ملین روپے منظور ہوا ہے۔ اس پن بجلی گھر کی Capacity 3.2 میگاواٹ ہے۔ جس سے سالانہ 20.56 ملین یونٹ بجلی پیدا ہو گی۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی question یہ ہے کہ اس کے علاوہ پن بجلی گھر کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر قوت برقی!

وزیر قوت برقی: جناب سپیکر! حکومت پن بجلی گھروں کے حوالے سے ایک منصوبے کے تحت کام کر رہی ہے۔ کھوکھرا پراجیکٹ کے 31-اکتوبر کو ٹینڈر ہیں۔ 7 پراجیکٹ ڈیپارٹمنٹ خود لگائے گا، باقی پرائیویٹ سیکٹر کو دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اپر جہلم کینال کی ذیلی نہر گجرات برانچ کے اوپر یہ تعمیر ہوگا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ منصوبہ کس stage پر ہے؟

وزیر قوت برقی: جناب سپیکر! 31-اکتوبر کو اس کے ٹینڈر ہیں۔ جنوری 2007 میں انشاء اللہ العزیز اس پر کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی۔ شکریہ۔ next سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے، question dispose of ہوا۔ next سوال بھی سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے--- تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ next سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے--- تشریف نہیں رکھتیں، question dispose of ہوا۔ next سوال بھی محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! 7030 on her behalf Question No.۔

جناب سپیکر: جی، on her behalf، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! question No. 7030

منچن آباد شہر سے گزرنے والی نہر پر موجود پل کی کشادگی اور ایک مزید پل کی تعمیر

*7030: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شہر منچن آباد کو فورڈ واہ نہر دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے نہر پر صرف ایک پل ہے جس کی چوڑائی بہت کم ہے جس کی وجہ سے صرف یک طرفہ ٹریفک ہی گزر سکتی ہے اور پل کی دونوں اطراف ٹریفک کا رش رہتا ہے جس سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پل ٹوٹ پھوٹ گیا تھا جو حال ہی میں معمولی مرمت کے بعد بحال کر دیا گیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پل کو کشادہ کرنے کے ساتھ ساتھ ایک مزید پل تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی :

(الف) یہ درست ہے کہ شہر منچن آباد کو فورڈ واہ نہر دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے اور اس پر پل موجود ہے تاہم ٹریفک کا مسئلہ نہ ہے۔

(ب) پل کی ضروری مرمت کر دی گئی ہے اور اس پر ٹریفک رواں دواں ہے۔

(ج) پل موجودہ حالت میں ٹھیک کام کر رہا ہے اس لئے کسی نئے پل کی تعمیر کی ضرورت نہ ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! supplementary question.

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ "تاہم ٹریفک کا مسئلہ نہ ہے۔" جناب! یہ سوال اس لئے دیا گیا تھا کہ وہاں پر ٹریفک کا مسئلہ ہے۔ یہ موجودہ پل 90 سال سے بھی زیادہ پرانا بنا ہوا ہے اب وہاں پر ٹریفک اتنی زیادہ ہو گئی ہے کیونکہ جو مین فورڈ واہ کینال ہے وہ right from Sulemanki to Bahawal Nagar جاتی ہے اس کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے اور آبادی کا زیادہ بڑھاؤ other side of the canal ہے۔ اب یہ چھوٹا پل ہے اور اس پر ہمیشہ ٹریفک کی problem رہتی ہے کیا یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ اس پل کو چوڑا کر دیا جائے تاکہ وہاں پر ٹریفک کا رش نہ رہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس میں عرض یہ ہے کہ محکمہ آبپاشی کے زیر اہتمام صرف وہ پل ہوتے ہیں جہاں اریگیشن کے حوالے سے کام کاج ہو۔ یہاں پر محکمہ اریگیشن صرف آٹھ فٹ سے تیرہ فٹ تک پل چوڑا کر سکتا ہے۔ اگر وہاں پر ٹریفک کا مسئلہ ہے تو پھر یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ یا محکمہ سی اینڈ ڈبلیو سے رجوع کریں تو وہی اس پر کام کر سکتے ہیں۔ محکمے نے ان دو محکموں کو صرف این او سی دینا ہوتا ہے پھر انھوں نے ڈیزائن بنا کر تعمیر کرنی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! آپ ایسا کریں کہ جتنے بھی نہروں کے پل ہیں کیونکہ نہریں آج سے سو سوا سو سال پہلے کھودی گئیں تھیں۔ ان پلوں کا سائز چوڑائی میں بہت کم ہے۔ یہ نہیں کہ صرف منچن آباد میں کم ہے، ہر جگہ ہی کم ہے۔ اس کے علاوہ جس کو سو سال یا سو سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے یقیناً وہ پل بھی اچھی حالت میں نہیں ہوں گے۔ آپ کی بات ٹھیک ہے کہ ضلع کونسل یا سی اینڈ ڈبلیو کی ذمہ داری بنتی ہے۔ آپ ان کو چٹھی لکھ دیں۔ محکمہ آبپاشی لکھے گا کہ اس پل کی حالت ٹھیک نہیں ہے تو پھر ہی وہ اس پر کچھ عمل کریں گے۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! آپ کی بات بجا ہے۔ یہ صرف اسی پل کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ overall مسئلہ ہے کیونکہ یہ پل سو سال پرانے ہو چکے ہیں اور جب سے یہ نظام وجود میں آیا ہے اس وقت یہ پل بنائے گئے تھے۔ ہم اس کی صرف مرمت وغیرہ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم اس پر ایک پالیسی بنا کر پورے پنجاب کے حوالے سے سروے کر کے چٹھی لکھ دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ صحیح کہہ رہے ہیں، سب کا ہونا چاہئے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ نے بالکل صحیح پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ بہاولپور میں 11VC اور شہر کے درمیان ایک پل ہے جو بالکل ہی ختم ہو گیا ہے اور پل صراط ہے۔ مہربانی کر کے اس کا بھی سروے کروائیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب نے فرمادیا ہے۔ جہاں سی اینڈ ڈبلیو یا ضلع کونسل کوئی روڈ بناتی ہے۔ پہلے تو کچے روڈ پر دس فٹ کا پل محکمہ اریگیشن نے بنا دیا۔ اب کوئی بیس فٹ کا روڈ ہے اور کوئی چوبیس فٹ کا روڈ ہے۔ اس کے ساتھ پل کی بھی widening ہونی چاہئے۔ لیکن پل پر خرچہ کافی آتا ہے

اس لئے محکمہ avoid کرتا ہے کہ اگر پرانا پل ہی گزارا کر جائے تو لاگت کم آئے گی۔ منسٹر صاحب کی ماشاء اللہ اچھی سوچ ہے کہ پورے پنجاب کے جو پرانے پل ہیں ان کے بارے میں متعلقہ محکمے سی اینڈ ڈبلیو یا ضلع کونسل کو آپ چٹھی لکھ دیجئے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس طرح سے اب ہوا ہے کہ اس کے ضمنی سوال کے سلسلے میں آپ نے ایک چیز کو پوائنٹ آؤٹ کیا۔ آپ نے کہہ دیا اور انھوں نے آگے سے کہہ دیا کہ پنجاب کے تمام پلوں کا سروے ہو جائے گا۔ یہ فرمادیں کہ سروے کتنی دیر میں ہوگا اور یہ ہاؤس میں رپورٹ کب پیش کریں گے۔ ورنہ تو پھر ایسے ہی ہے کہ جیسے یہاں پر کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ ہو جائے گا اور اس کے بعد دو سال بعد پتا چلتا ہے کہ کچھ بھی نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: میں یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ تین ماہ میں سروے مکمل کر کے متعلقہ محکموں ضلع گورنمنٹ اور سی اینڈ ڈبلیو کو چٹھی بھیج دیں گے۔ اس کے بعد پل بنانا ان کی ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے۔ جی، محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے سوال 7030 کے جز (الف) کا جو جواب دیا گیا ہے کہ یہ درست ہے کہ شہر منچن آباد کو فورڈواہ نہر دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے اور اس پر پل موجود ہے تاہم ٹریفک کا مسئلہ نہ ہے۔ میرا پوچھنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ پل موجود ہے۔ میں پل کا تو پہلے ہی کہہ رہی ہوں کہ وہاں پر ایک ہی پل ہے۔ میرا پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی چوڑائی کتنی ہے۔ جب ایک طرف سے ٹریفک چلتی ہے تو دوسری طرف لائنیں لگ جاتی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس پل کو کشادہ کرنے کے لئے گورنمنٹ کا کوئی منصوبہ ہے؟

جناب سپیکر: بی بی! اس پر بات ہو گئی ہے۔ محکمہ اریگیشن متعلقہ محکمے سی اینڈ ڈبلیو یا ضلع کونسل کو چٹھی لکھ دے گا اور پل بنانا ان کا کام ہے۔ اگلا سوال جناب ارشد محمود بگو کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: On his behalf Question No. 7250

S.E لوئر جہلم کینال سرکل سرگودھا کے متنازعہ احکامات اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*7250: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رولز 1938 کے مطابق پنجاب بھر میں "نکاس" کے لئے 15 منٹ فی مربع لیڈ مقرر ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ S.E لوئر جہلم کینال سرکل سرگودھا نے قواعد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے لیڈ 15 منٹ فی مربع کی بجائے 25 منٹ فی مربع کر دی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایس ای مذکورہ کے اس نوٹیفکیشن کے خلاف چیف انجینئر متعلقہ اور سیکرٹری آبپاشی کو درخواستیں دی گئیں تو انھوں نے ایس ای مذکورہ سے اس سلسلہ میں سفارشات بھیجنے کے لئے کہا مگر انھوں نے اس سلسلہ میں ابھی تک اعلیٰ افسران کے احکامات کی تعمیل میں سفارشات نہیں بھیجیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایس ای مذکورہ کے اس نوٹیفکیشن کے مطابق کسانوں کو کافی مشکلات پیش آ رہی ہیں اور روزانہ لڑائی جھگڑے کے واقعات رونما ہو رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ایس ای جہلم کینال سرکل سرگودھا کے اس نوٹیفکیشن کو واپس لے کر لیڈ 15 منٹ فی مربع مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) بمطابق کینال ایکٹ مجریہ 1873 ترتیب وارہ بندی کے لئے جنرل ہدایات تو ہیں لیکن قانونی حیثیت نہ ہے اس لئے مختلف کینال سرکلز میں لیڈ کے لئے عمل متعلقہ سپرنٹنڈنٹ انجینئر یا چیف انجینئر کی ہدایات کے مطابق ہو رہا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ ایس ای، ایل جے سی سرکل نے سال 1970 میں بذریعہ چھٹی نمبر 3630-32/424/5 مورخہ 14-04-70، 25 منٹ فی مربع لیڈ مقرر کی جس کا ان کو اختیار ہے کیونکہ لیڈ کے لئے رولز مرتب شدہ نہ ہیں۔ اس پر 1970 سے پورے ایل جے سی سرکل میں عمل ہو رہا ہے۔ آج تک کسی بھی زمیندار کو ماسوائے چوہدری محمد نذیر ولد فضل دین قوم باجوہ چک نمبر 99 شمالی شکایت نہ ہوئی ہے اور پورے پنجاب میں لیڈ کا ایک عمل نہ ہے۔

(ج) درست ہے کہ SE کے مذکورہ بالا نوٹیفکیشن مجریہ 1970 کے خلاف محمد نذیر مذکورہ کی طرف سے مورخہ 04-12-23 کو تحریک موصول ہوئی اور دفتر ہذا نے SE کا جواب ان کی سفارشات کے ساتھ بذریعہ نمبر 19316-17/rev/38/97 مورخہ 05-10-24 حکومت کو ارسال کر دیا ہے لیکن صرف ایک زمیندار کے ذاتی مفاد کی خاطر پورے سرکل کے نظام کو درہم برہم کرنا مناسب نہ ہے کیونکہ زمیندار نگال کا مفاد تو اٹھا رہا ہے۔ البتہ کٹوتی نگال کرانے کے لئے تیار نہ ہے۔

(د) درست نہ ہے کیونکہ سال 1970 سے اس پر عمل ہو رہا ہے ماسوائے مذکورہ بالا زمیندار کے اور کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب ایس ای، ایل جے سی کے مذکورہ بالا نوٹیفکیشن مجریہ 1970 فوری طور پر واپس لینے کا ارادہ نہ رکھتی ہے کیونکہ اس پر 1970 سے عمل ہو رہا ہے۔ البتہ پنجاب ریونیو مینوئل کی تجدید زیر غور ہے۔ اور لیڈ وارہ بندی کے بارے میں ابھی کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں لکھا ہے کہ کینال ایکٹ مجریہ 1873 ترتیب وارہ بندی کے لئے جنرل ہدایات تو ہیں لیکن قانونی حیثیت نہ ہے۔ وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ ایکٹ اور قانونی حیثیت میں کیا فرق ہے اگر ایکٹ ہے اور اس کی قانونی حیثیت نہیں ہے تو وہ کس چیز کا ایکٹ ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس کی قانونی حیثیت اس لئے نہیں ہے کہ متعلقہ ground realities کو مدنظر رکھ کر وہاں کے آفیسرز سپرنٹنڈنٹ انجینئر اور ایکسیئن لیڈ بناتے ہیں۔ انھوں نے قانونی حیثیت کا پوچھا ہے۔ اس میں جواب یہ ہے کہ قانونی حیثیت وہی ہوتی ہے تو قانون میں درج ہو اور جو رولز بعد میں محکمہ مرتب کرتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز (ب) میں انھوں نے فرمایا ہے کہ پورے پنجاب میں لیڈ کا عمل ایک جیسا نہ ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پورے پنجاب میں لیڈ کا عمل ایک جیسا کرنے کے لئے ان کا کیا موقف ہے؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! پورے پنجاب میں لیڈ کا عمل ایک جیسا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ زمین پر depend کرتا ہے۔ کہیں پر زمین ہموار اور کہیں ناہموار ہوتی ہے اس لئے لیڈ ایک جیسی نہیں ہو سکتی۔ اس سلسلے میں متعلقہ افسر موقع کی مناسبت سے لیڈ کو مقرر کرتا ہے۔ ایک منظور شدہ نکے سے دوسرے نکے کے درمیانی حصے کو لیڈ کہتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آبیانہ تو یہ ایک ہی شرح سے لے رہے ہیں۔ اگر کسی کو پندرہ اور کسی کو پچیس منٹ مل رہے ہیں تو اس میں ٹائم کا فرق بھی آ جاتا ہے کہ کسی کو زیادہ کسی کو کم پانی مل رہا ہے یہ آبیانہ بھی پھر اسی شرح سے لیں۔

جناب سپیکر: اگر ایک موگا چار اور دوسرا آٹھ انچ کا ہے تو ان دونوں کی لیڈ ایک جیسی تو نہیں ہو سکتی، آٹھ انچ والے کا پریشر زیادہ ہوگا۔ ایک موگے سے دوسرے موگے کے درمیانی فاصلے کو اس لیڈ نے cover کرنا ہے۔ اگر پانی کا پریشر زیادہ ہوگا اور سپیڈ سے چلے گا تو وہ کم وقت میں طے کر لے گا اور اگر پانی کا پریشر کم اور موگے کا سائز زیادہ ہوگا تو وہ زیادہ وقت میں طے کرے گا اس لئے لیڈ ایک جیسی نہیں ہو سکتی۔

رانا آفتاب احمد خان: کیا ایکٹ 1873 میں یہ وضع نہیں ہے کہ کتنا ہوگا؟

وزیر آبپاشی: اس میں وارہ بندی کے حوالے سے جنرل ہدایات تو موجود ہیں لیکن لیڈ کے حوالے سے کوئی چیز درج نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اکثر یہ ہوتا ہے کہ جب محکمے کے متعلق کوئی شکایت ہوتی ہے تو گورنمنٹ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتی اور کہتی ہے کہ شکایت ہی کوئی نہیں ہے، کسی نے شکایت ہی نہیں کی۔

اس سوال کے جز (ب) کے جواب میں انھوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ ایک شخص محمد نذیر ولد فضل دین کی شکایت موصول ہوئی تھی اور لیڈ کے حوالے سے عمل نہ ہوا ہے۔ میرا ان سے

ضمنی سوال یہ ہے کہ انھوں نے اس حوالے سے کیاانکوائری کی اور اگر انکوائری کی ہے اور اس میں کوئی بے ضابطگی پائی گئی تھی تو انھوں نے ان لوگوں کے خلاف کیاایکشن لیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! ہمیں صرف ایک آدمی کی شکایت موصول ہوئی تھی۔ اس نے 1970 کے نوٹیفکیشن کا حوالہ دیا تھا کہ یہ نوٹیفکیشن کے مطابق درست نہ ہے۔۔ اس پر مکمل انکوائری کی اور چیک کیا تو نوٹیفکیشن درست پایا گیا۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ صوابدیدی اختیارات سپرنٹنڈنٹ انجینئر کے ہوتے ہیں کہ وہ لیڈ کو پانی کے پریشر کے حوالے سے مقرر کرے اس لئے ایک زمیندار کی شکایت پر ہم پورے نظام کو نہیں بدل سکتے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ایک آدمی کی شکایت تو انھوں نے تسلیم کی ہے۔ میری اطلاع کے مطابق بہت زیادہ لوگوں نے اس پر شکایت کی ہے۔ یہ مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ انھوں نے انکوائری کب اور کس نے کی تھی اور اس انکوائری کے نتائج کیا برآمد ہوئے تھے، حکومت نے اس پر کیا ایکشن لیا تھا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کوئی اندازہ ہے کہ کس نے انکوائری کی تھی؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس وقت 24۔اکتوبر 2005 کو متعلقہ جو SE تھا اس نے انکوائری کی تھی اور اس نے ہی اس زمیندار کو بتا دیا تھا لیکن اس کے باوجود بھی جیسے ارشد بگو صاحب کہہ رہے ہیں تو میں خود بھی محسوس کرتا ہوں کہ ہمیں پنجاب کے ریونیو کے manual کو از سر نو دیکھنے کی ضرورت ہے تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: سوال نمبر 7331۔

لاہور۔ اریگیشن ورکشاپس، آمدن و اخراجات اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*7331: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اریگیشن ورکشاپس لاہور شہر میں کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) ان ورکشاپس میں کون کون سی مشینری اس وقت ناقص پڑی ہوئی ہے؟

(ج) ان ورکشاپس کو مالی سال 2004-05 اور 2005-06 کے دوران کتنی رقم حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی ہے۔ اس عرصہ کے دوران ان ورکشاپس کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اس عرصہ کے دوران ان ورکشاپس کے بجٹ میں کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے، ڈی اے پر خرچ ہوئی اور کتنی رقم گاڑیوں کی مرمت اور ڈیزل/پٹرول وغیرہ پر خرچ ہوئی ہے؟

(ہ) اس وقت ان سرکاری ورکشاپس میں کون کون فرائض سرانجام دیئے جارہے ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) لاہور میں دو عدد اریگیشن ورکشاپس ہیں جن کے نام اور محل وقوع درج ذیل ہیں۔

I۔ مغلپورہ اریگیشن ورکشاپ ڈویژن لاہور جو کہ مغلپورہ برلب نہر (لاہور برانچ آر ڈی 257050) واقع ہے۔

II۔ ورکشاپساندہ روڈ لاہور جو کہ ایم او کالج کے عقب میں واقع ہے۔

(ب) ناقص مشینری کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) I۔ مغلپورہ اریگیشن ورکشاپ

مالی سال 2004-05			مالی سال 2005-06		
فراہم کردہ رقم	اخراجات	آمدن	فراہم کردہ رقم	اخراجات	آمدن
39215000	36312720	4862820	42100000	41834447	20000000

II۔ ساندہ روڈ ورکشاپ

8035560	8035560	----	83370541	85944285	----

(د) مطلوبہ تفصیل درج ذیل ہے:۔

(I) مغلپورہ اریگیشن ورکشاپ ڈویژن مغلپورہ

مالی سال 2004-05			مالی سال 2005-06		
ملازمین کی تنخواہ	ٹی اے/ڈی اے	گاڑیوں کا خرچہ	ملازمین کی تنخواہ	ٹی اے/ڈی اے	گاڑیوں کا خرچہ
35404725	746973	161022	41036075	697127	101245

(II) سانده روڈ ورکشاپ لاہور

ملازمین کی تنخواہ	ٹی اے/ڈی اے	گاڑیوں کا خرچہ	ملازمین کی تنخواہ	ٹی اے/ڈی اے	گاڑیوں کا خرچہ
8035560	----	----	85944285	----	----

(ہ) مغلپورہ اریگیشن ورکشاپ میں بیراجوں / ہیڈ ورکس، ریگولیٹرز وغیرہ پر نصب کئے جانے والے آہنی دروازے اور ان کی مشینری نئے سرے سے بنانے اور موجودہ سسٹم کی درستی کے لئے مرمت کا کام کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ گاڑیوں کی اوور ہالنگ / مرمت اور الیکٹرک موٹروں اور پمپوں کی مرمت کا کام بخوبی کیا جاتا ہے اور اس ورکشاپ میں 36 عدد آہنی دروازے اور ان کی مشینری بنانے کا کام ہو رہا ہے۔

II- ورکشاپ سانده روڈ، لاہور

ورکشاپ سانده روڈ لاہور اس وقت کسی قسم کا کوئی کام نہیں کر رہا ہے کیونکہ وہ ساقط کر دیا ہے اور تمام عملہ فالتو (سرپلس) ہے جس کی ایڈجسمنٹ کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ناقص مشینری کی لسٹ کافی طویل ہے لیکن مجھے صرف یہ بتا دیں کہ یہ مشینری کب سے ناکارہ ہے اور اسے کیوں نیلام نہیں کیا گیا، اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس میں عرض یہ ہے کہ یہ مشینری چونکہ کافی دیر پہلے کی خریدی گئی ہے اور یو ایس ایڈ کے تحت یہ سارا سامان آیا تھا اور اس کو کافی عرصہ گزر چکا ہے۔ نیلامی کا ایک پروسیجر ہوتا ہے، ایک نیلام کمیٹی ہے جو اس کو نیلام کرتی ہے لیکن اس سے پہلے اس کو ناکارہ کیا جاتا ہے تاکہ ناکارہ مشینری کو پروسیجر کے تحت ساتھ ساتھ نیلام کرتے رہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میں نے سوال کیا ہے کہ یہ مشینری کب سے ناکارہ تھی اور اسے نیلام کیوں نہیں کیا گیا؟ یہ تو انہوں نے بتایا ہی نہیں ہے کہ یہ کب سے ناکارہ ہے؟ مکمل جواب تو دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس کو 10 سال کا عرصہ ہو چکا ہے تو اس وقت سے کچھ سامان ناکارہ ہے جس میں سے کافی حد تک نیلام کر دیا گیا ہے اور کچھ سامان ورکشاپ میں پڑا ہوا ہے اس کو نیلام

نہیں کیا گیا۔ جب انہوں نے سوال اٹھایا تو میں جب اس پر تیاری کر رہا تھا تو میں نے خود اس حوالے سے دیکھا کہ یہ معاملہ کافی درست تھا کیونکہ ایم پی اے صاحب نے صحیح نشاندہی کی ہے۔ اس پر میں نے سیکرٹری آبپاشی کو ہدایات دی ہیں کہ ان کو فوراً نیلام کیا جائے کیونکہ اس طرح ناکارہ پڑے ہوئے سامان سے کافی نقصان ہو رہا ہے اور اس سے مزید نقصان برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ میں تو حاجی اعجاز صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک صحیح چیز کی نشاندہی کی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، حاجی صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور چیمہ صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس بات کو accept کیا۔ انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ سروے رپورٹ تیار کی جا رہی ہے اور مجاز اتھارٹی کی منظوری کے بعد اس مشینری کو نیلام کر دیا جائے گا۔ یہ فرما دیں کہ سروے رپورٹ کب تک مکمل ہو جائے گی اور مجاز اتھارٹی میں کون کونسے ممبران شامل ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! سروے رپورٹ انشاء اللہ تعالیٰ ایک ماہ کے اندر آ جائے گی اور اس کمیٹی میں متعلقہ چیف انجینئر، ایکسین اور ایس ای صاحب شامل ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور کے علاوہ کل کتنی ورکشاپ پنجاب میں کام کر رہی ہیں نیز انہوں نے سوال کے جز الف میں لکھا ہے کہ مغلپورہ اریگیشن ورکشاپ میں جو کام ہوتا ہے اس سلسلے میں ورکشاپ میں 36 آہنی دروازے اور ان کی مشینری بنانے کا کام ہو رہا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کب سے ہو رہا ہے اور یہ کب مکمل ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! لاہور کے علاوہ ایک اور بھلوال ورکشاپ ہے یعنی لاہور میں دو ورکشاپس ہیں ایک مغلپورہ اور ایک سانده ورکشاپ ہے جس کا یہاں سوال میں ذکر کیا گیا ہے اور اس کے علاوہ ایک بھلوال ورکشاپ ہے۔ جہاں تک 36 آہنی دروازوں کا تعلق ہے تو یہ تونسہ بیراج کی rehabilitation کا پروگرام پچھلے سال شروع ہوا تھا اور اس وقت ان کی بننے کے لئے

placement کی گئی ہے اور تونسہ بیراج کی rehabilitation کے سلسلے میں یہ دروازے بنائے جا رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! فرمائیں!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی چاہتی ہوں کہ میرے ضلع بہاولنگر کی تحصیل ہارون آباد سے ایم پی اے غلام مرتضیٰ صاحب اور اعجاز الحق صاحب جو ایم این اے ہیں اور وہاں کے تحصیل ناظم کی کرپشن پر وہاں کے اخبارات نے جب خبریں چھاپی ہیں تو ان کو کل چاہئے تو یہ تھا کہ یہ حضرات اپنی صفائی میں تردید کرتے مگر وہاں کے ایم پی اے صاحب اور تحصیل ناظم نے مورخہ 26۔ستمبر کو دن 2 بجے اپنے غنڈوں کو۔۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہی بات کر رہی ہوں۔ یہ امن عامہ کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔ ملک صاحب! آپ سوال کا نمبر پکاریں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ زیادتی ہے کہ آپ میری بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! پلیز تشریف رکھیں۔ جی، ملک صاحب!

ملک اصغر علی قیصر: سوال نمبر 7393۔

راجباہ سروالا، فیصل آباد، کنکریٹ لائننگ کی تعمیر اور غیر معیاری کام سے متعلقہ تفصیل

*7393: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راجباہ سروالا فیصل آباد کی کنکریٹ لائننگ دو کروڑ روپے سے حال ہی میں کی گئی ہے؟

(ب) اس راجباہ کی کنکریٹ لائننگ کا ٹھیکہ جن ٹھیکیداروں کو دیا گیا، ان کے نام، پتا جات اور آج تک ان کو کتنی رقم کی ادائیگی کی گئی ہے؟

(ج) اس راجباہ کی کنکریٹ لائننگ کا کام محکمہ کے جن ملازمین کی سربراہی میں مکمل ہوا، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان افسران /اہلکاران نے کتنی دفعہ اس کام کا موقع پر معائنہ کیا اور ہر دفعہ کام کے معیار کے بارے میں جو رپورٹ دی اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ناقص میٹریل کے استعمال کی وجہ سے کنکریٹ کے کناروں کی دوبارہ ٹوٹ پھوٹ شروع ہو گئی ہے؟

(و) کیا حکومت اس ناقص اور غیر معیاری کام کرنے والے ٹھیکیدار اور اس کے ذمہ دار محکمہ کے سرکاری ملازمین کے خلاف قانونی / محکمانہ کارروائی کرنے اور اس کام کی تحقیقات کسی دیگر محکمہ سے کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست نہ ہے۔ راجباہ سروالا کی لائننگ (برجی 2460 تا 10500) پر کل لاگت 8.87 ملین روپے آئی ہے۔

(ب) اس راجباہ پر جن ٹھیکیداروں کو ٹھیکہ دیا گیا ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

کام	ٹھیکیدار کا نام وپتا	رقم ادا کی گئی
1۔ سروالا راجباہ کی پختہ لائننگ برجی نمبر 2+460 تا 4+250	العرش انجینئرنگ کنسٹرکشن کمپنی احمد لاج، علی سٹریٹ، خیابان کالونی نمبر 2 فیصل آباد	2.28 ملین روپے
II۔ برجی نمبر 4+250 تا 7+500	حسن حسین اینڈ برادرز بلو کی تحصیل پتوکی ضلع قصور	3.005 ملین روپے
III۔ سروالا راجباہ برجی نمبر 7+500 تا 10+500	منظور احمد ٹھیکیدار سردار سٹریٹ بالمقابل کمرشل کالج شیخوپورہ	2.54 ملین روپے
	کل لاگت	8.87 ملین روپے

(ج) محکمہ کے جن ملازمین کی سربراہی میں کام مکمل ہوا ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام	عہدہ	گریڈ
1۔ محمد افضل	سب ڈویژنل آفیسر اکیانہ سب ڈویژن فیصل آباد	بی۔ایس17
2۔ شیخ محمد عبداللہ	سب ڈویژنل آفیسر فیصل آباد	بی ایس17
3۔ میاں عبدالرحمن طارق	سب انجینئر فیصل آباد اکیانہ سب ڈویژن	بی ایس11

(د) تمام کام متعلقہ افسران/اہلکاران کی مسلسل نگرانی میں مکمل ہوا اور کام کے دوران موقع پر ہدایات بھی جاری کی گئیں۔

(ہ) درست نہ ہے۔ راجباہ میں کہیں سے کوئی ٹوٹ پھوٹ نہ ہے۔ تمام کام منظور شدہ ڈیزائن اور محکمہ کے میعار کے مطابق مکمل ہوا ہے اور عرصہ ایک سال سے مذکورہ راجباہ میں صحیح طور پر پانی چل رہا ہے۔ مذکورہ راجباہ گنجان آبادی ملحقہ ریلوے سٹیشن فیصل آباد سے گزرتا ہے لہذا کنسٹرکشن کے دوران یہ کام تمام اداروں اور میڈیا کی نظر میں تھا، مگر کسی جانب سے کام کے معیار کے متعلق کوئی شکایت نہ کی گئی۔

(و) تمام کام منظور شدہ ڈیزائن اور محکمانہ معیار کے مطابق ہوا ہے اس لئے کسی تحقیق یا انکوائری کی ضرورت نہ ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: آپ رولز آف پروسیجر پڑھ لیں تاکہ آپ کو پتا چل جائے کہ پوائنٹ آف آرڈر کیسے raise کیا جاتا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، ملک صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش ہے کہ منسٹر صاحب یہ بتا دیں کہ جو سر والا راجباہ ہے اس کے متعلق کوئی ڈیپارٹمنٹل انکوائری ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس کے متعلق انکوائری ڈیپارٹمنٹل کے علاوہ انٹی کرپشن نے بھی کی ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: انٹی کرپشن نے جو انکوائری کی ہے کیا اس میں جو افسران اور ٹھیکیداران ہیں ان کو فارغ کر دیا ہے؟

وزیر آبپاشی: میری اطلاع کے مطابق انٹی کرپشن نے یہ انکوائری drop کر دی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال چودھری زاہد پرویز صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد صاحبہ کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: سوال نمبر 7776۔

پنجاب اریگیشن وڈرینج اتھارٹی لاہور کے قیام، دائرہ کار اور مقاصد کی تفصیل

*7776: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب اریگیشن وڈرینج اتھارٹی لاہور کب کس قانون کے تحت قائم کی گئی تھی کیا اس کی منظوری مجاز اتھارٹی سے حاصل کی گئی تھی اور اس کو قائم کرنے کے مقاصد کیا ہیں؟

(ب) اب تک یہ ادارہ اپنے مقاصد پورے کرنے میں کہاں تک کامیاب رہا ہے؟

(ج) اس کا دائرہ کار کہاں تک ہے اس کے ماتحت جو نہریں اور دیگر آبی ذخائر ہیں ان کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی ایکٹ 1997 (ACT XI of 1997) کے ذریعہ قیام پذیر ہوئی۔ اس ایکٹ کی منظوری باقاعدہ پنجاب اسمبلی میں پاس ہونے کے بعد گورنر پنجاب نے فرمائی۔ اس کو قائم کرنے کے مقاصد اس ایکٹ کی تمہید (Preamble) میں دیئے گئے ہیں۔ ایکٹ کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پائلٹ ایریا واٹر بورڈ جو کہ لوئر چناب کینال (ایسٹ) سرکل فیصل آباد میں دفعہ 14 کے تحت قیام پذیر ہوا۔ اس ایریا واٹر بورڈ میں 85 فارمز آرگنائزیشن کو پچھلے سال تین سالوں کے لئے مرحلہ وار راجباہائے متعلقہ کے انتظام وانصرام سونپے جا چکے ہیں۔ تین سال مکمل ہونے کے بعد ان فارمز آرگنائزیشن کی کارروائی کا مکمل جائزہ لے کر ہی مقاصد کے حصول کے متعلق وثوق سے کہا جا سکے گا۔ تاہم ابتدائی طور پر یہ تجربہ مفید ثابت ہوا۔ آبیانہ کی وصولی بہت بہتر ہوئی ہے اور اوسطاً 75 فیصد وصول ہوئی ہے۔ جبکہ 14 کسان

تنظیمیں 100 فیصد آبیانہ کی وصولی کر چکی ہیں۔ ٹیلوں تک پانی کی ترسیل بھی یقینی ہو گئی ہے اور پانی چوری کے واقعات میں بھی کافی کمی آئی ہے اور کسانوں کے آپس کے تنازعات تقریباً ختم ہو گئے ہیں اور سراج واہ کی تعمیر و مرمت کسان خود کر رہے ہیں۔ جس سے پانی کی تسلسل سے فراہمی میں بہتری ہوئی ہے۔

(ج) ویسے تو اس اتھارٹی کا دائرہ کار موجودہ صوبہ ہے۔ لیکن ابھی تک دفعہ 214 کے تحت مندرجہ ذیل ایریا زمین پر کام ہو رہا ہے یا آغاز کیا جا چکا ہے۔ لوئر چناب (ایسٹ) سرکل 85 فارمز آرگنائزیشن نہری نظام کا انتظام و انصرام سنبھال چکی ہیں۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صادقیہ کینال

تین فارمز آرگنائزیشن یعنی R 4-ہاکڑہ، سراج واہ اور بھوکاں پچھلے چھ سال سے کام کر رہی ہیں۔ ایک ٹرم مکمل ہونے کے بعد دوسری دفعہ نئی تنظیمیں قائم کی گئی ہیں۔

لوئر چناب کینال ویسٹ

ایریا واٹر بورڈ کا نوٹیفکیشن ہو چکا ہے اور راجباہ پر ابتدائی تنظیم سازی کا کام شروع ہے۔

چشمہ رائٹ بنک کینال

راجباہائے پر ابتدائی تنظیم سازی کا کام شروع ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں بڑا contradiction ہے میں صرف اس کی وضاحت چاہوں گا۔ انہوں نے تیسری لائن میں لکھا ہے کہ تین سال مکمل ہونے کے بعد ان فارمز آرگنائزیشن کی کارروائی کا مکمل جائزہ لے کر ہی مقاصد کے حصول کے متعلق وثوق سے کہا جا سکے گا۔ یہ ابھی تین سال نہیں ہوئے ہیں لیکن اس کے آگے آئیں تو بڑا یقینی طور پر انہوں نے کہا ہے کہ ٹیلوں تک پانی کی ترسیل بھی یقینی ہو گئی ہے۔ پانی چوری کے واقعات میں بھی کافی کمی آئی ہے اور کسانوں کے آپس کے تنازعات تقریباً ختم ہو گئے ہیں اور سراج واہ کی تعمیر و مرمت کسان خود کر رہے ہیں اب یہ performance یقینی بنا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں بڑا contradiction ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

جناب سمیع اللہ خان: میرا ضمنی سوال یہی ہے کہ یہ غلط بیانی کی گئی ہے۔ پانی end تک نہیں پہنچ رہا یہاں یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ یقینی ہو گیا ہے۔ اب یہاں جو کسان بیٹھے ہیں میرا تعلق چونکہ براہ راست اس شعبے سے نہیں ہے، میں رانا صاحب سے بھی مشورہ کر رہا تھا کہ واقعی اب پنجاب میں دودھ کی نہریں بہہ رہی ہیں اور آخر تک پانی پہنچ رہا ہے اور پانی چوری کے واقعات بالکل ختم ہو گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال کے جواب میں بالکل غلط بیانی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس میں چونکہ پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ یہ پنجاب اریگیشن و ڈرینج اتھارٹی 1997 میں پنجاب اسمبلی کے ایکٹ کے تحت معرض وجود میں آئی تھی اور پھر اس پر پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر بہاولنگر میں تین FO's بنائی گئی تھیں اس کے بعد پھر LCC جو فیصل آباد کی نہر ہے اس پر ہماری موجودہ حکومت نے 03-2002 میں یہ پراجیکٹ شروع کیا۔ اس حوالے سے یہ پائلٹ پراجیکٹ بنایا گیا پھر فارمرز آرگنائزیشنز کو تمام اختیارات دے دیئے جاتے ہیں اور متعلقہ محکمہ کو ان اختیارات سے withdraw کر لیا جاتا ہے۔ محکمہ کے تمام اختیارات جس میں چاہے پانی چوری کا چاہے اس میں وارہ بندی کا مسئلہ ہے وہ تمام اختیارات FO's کے پاس چلے جاتے ہیں۔ چونکہ FO's کا تین سال کا tenure ہوتا ہے ابھی ان کے تین سال مکمل ہونے میں چھ ماہ بقایا ہیں اس کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ چھ ماہ بعد پھر ان کا الیکشن ہو گا تو ان کی کارکردگی کی judgement صحیح معنوں میں جو اس کھال کے لوگ ہوتے ہیں جو ان کے ووٹر ہوتے ہیں، وہ کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کہا گیا ہے کہ ان فارمز آرگنائزیشن کی وجہ سے ٹیلوں تک جو پانی پہنچا ہے، یہ وہ رپورٹ ہے جو اب تک ہمیں اس عرصہ میں ملی ہے کہ اس وقت تک وہاں پر محکمہ انہار کے ذریعے سے کام ہو رہا ہے اس سے بہتر ان FO's نے کام کیا ہے اور وہاں پر انہوں نے لوگوں کے disputes بھی حل کئے ہیں، کوئی بھی کورٹس میں نہیں گیا۔ اگر ایم پی اے صاحب چاہیں تو میں ان کو موقع پر بھی لے کر جا سکتا ہوں۔ اس پر ورلڈ بنک کی ٹیم بھی پچھلے دنوں آئی تھی۔ انہوں نے بھی appreciation کا لیٹر جاری کیا ہے اور ان کی کارکردگی اس حوالے سے جانچی گئی ہے اور جہاں تک میں نے تین سال کا بتایا ہے وہ اس الیکشن پر منحصر ہے کہ اگر ان کی کارکردگی اچھی ہو گی تو لوگ ان کو دوبارہ منتخب کریں گے اور اگر کارکردگی بہتر نہ ہو گی نئے لوگ آئیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے جس فارمر آرگنائزیشن کا بتایا ہے یہ میرے حلقہ میں ہے اور یہ مدوآنہ ڈسٹری بیوٹری ہے اور میرا گاؤں 40/JB ٹیل پر آخری گاؤں ہے۔ ان کی پہلی بات تو negate کرتا ہوں کہ وہاں پر پانی نہیں پہنچ رہا ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا اگر آپ ان کی کارکردگی کو جانچنے کے لئے تین سال انتظار کریں گے تو پھر وہ تین سال کا نقصان ہو چکا ہوگا۔ ان کی کارکردگی سالانہ بنیادوں پر جانچی جائے بلکہ ہاڑی ساونی ہونی چاہئے۔ کیا یہ اس بات کا ارادہ رکھتے ہیں کہ ان کی کارکردگی جانچنے کے لئے تین سال کی بجائے ایک سال کر دیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ ان کا سالانہ آڈٹ ہوتا ہے۔ تین سال تو الیکشن کی مدت ہے اور میرا خیال ہے کہ تین سال الیکشن کا پیریڈ ٹھیک ہے بلکہ کچھ لوگ تو کہتے ہیں کہ پانچ سال ہونے چاہئیں۔ ہم نے تین سال اس لئے کیا ہے کہ یہ آرگنائزیشنز کچھ نظام چلا سکیں اگر ہر سال الیکشن ہوں گے تو بہت سارے دوسرے نقصانات بھی ہو سکتے ہیں لیکن اس سلسلے میں میں عرض کروں کہ ان کا آڈٹ سالانہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: ان کا سوال ہے کہ ان کو کارکردگی کے طریق کار کو جانچنے کے لئے اس کی مدت ایک سال کی جائے۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! ان کی کارکردگی آڈٹ رپورٹ سے جانچی جا سکتی ہے۔ آڈٹ رپورٹ سالانہ ہوتی ہے اور well-known firms کے چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ آڈٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب اعجاز احمد خان!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! محترم جناب عامر چیمہ صاحب نے اسی سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ پانی چوری کے واقعات میں بھی کافی کمی آئی ہے میرا ان سے سوال یہ ہے کہ 2005-06 میں جو کمی آئی ہے اس کے باوجود کیا انہوں نے پانی چوری کی کوئی ایف آئی آر درج وغیرہ کروائی ہیں؟

جناب سپیکر: جی،وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض ہے کہ یہ 85 آرگنائزیشنز بنائی گئی تھیں۔ جن میں ضلع فیصل آباد، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ، شیخوپورہ اور حافظ آباد شامل ہے ان 85 آرگنائزیشنز میں سے اب تک ہمارے ہاں تین فارمر آرگنائزیشنز ایسی ہیں جن کے خلاف شکایات موصول ہوئی ہے کہ تین آرگنائزیشن پانی چوری کرنے میں خود ملوث پائی گئیں ان پر ہم نے کارروائی کی اور ان کو فارغ کیا ہے اور ان پر کارروائی ہو رہی ہے۔ اسی طرح ان کے نقطہ نظر کے مطابق اور اگر ان کے سامنے کسی ایف او کی شکایت آئی ہے تو مجھے بتائیں ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، حاجی صاحب! اگر کوئی ایسا کیس ہے تو بعد میں وزیر صاحب سے مل لیں۔ جی، چودھری اصغر علی گجر!

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تھل کینال کی نہروں کو پوری طرح چلانے کے لئے محکمہ آبپاشی نے ان نہروں میں پانی کی مقدار کو کم کر دیا ہے جس کی وجہ سے ٹیلوں پر پانی ختم ہو گیا ہے۔ میں یہ پہلے کی بات نہیں بلکہ ابھی کی بات کر رہا ہوں۔ ابھی تو تین ماہ سے انہوں نے یہ کیا ہے کہ نہروں کو ریگولر چلانے کے لئے نہروں کے پانی میں کٹ لگا کر نہروں سے پانی کم کر دیا جس سے ٹیلیں پانی سے فارغ ہو گئیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ کیا ٹیلوں پر پانی پہنچانے کے لئے اور وہاں پر پورا پانی پہنچانے کے لئے ان کی کیا تجاویز ہیں؟

جناب سپیکر: جی،وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! کیونکہ یہاں پر خصوصی طور پر تھل کینال کے حوالے سے پوچھا گیا ہے ویسے تو یہ fresh question بنتا ہے لیکن میں ان کی معلومات کے لئے بتا دوں بلکہ چودھری صاحب نے ہی اسمبلی میں بات اٹھائی تھی اور پھر وزیر اعلیٰ صاحب نے اس تھل کینال کی re-modeling کا حکم صادر فرمایا تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال جون تک تھل کینال کی re-modeling مکمل ہو گئی ہے اس re-modeling سے تھل کینال پہلے سات ہزار کیوسک چلا کرتی تھی اب نو ہزار کیوسک تک پانی لے کر چلے گی۔ اس میں کچھ ایسے رقبہ جات جو پہلے اس میں شامل نہیں تھے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ سی سی اے میں شامل کرنے کے لئے غور و خوض ہو رہا ہے۔ اصل میں انہوں نے ٹیل تک پانی پہنچانے کی بات کی ہے تو اس کے لئے میں عرض کر دوں

کہ ہم نے already ٹیل کمیٹیاں تشکیل کی ہوئی ہیں اور وہ خود اس کی نگرانی کرتی ہیں اور شکایات پر ہم بروقت ہدایات جاری کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے شکایت کی ہے اور آج اس کا ذکر اسمبلی میں کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ میں کوشش کروں گا کہ ان کی جلد از جلد شکایت کا ازالہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بات درست ہے اور ان کی مہربانی ہے کہ انہوں نے اس ازالہ کی یقین دہانی کروائی ہے ابھی انہوں نے ایک بات کی ہے کہ تھل کینال کی وارہ بندی کو ختم کیا گیا ہے۔ وزیراعلیٰ صاحب کی بڑی مہربانی، محکمہ کی بڑی مہربانی، یہ بات درست ہے کہ انہوں نے ہمارا پانی sanction کیا لیکن میں ان کی اطلاع کے لئے کہ ٹیل منڈا کینال کی re-modeling نہیں ہو سکی اس میں پورا پانی نہیں آتا۔ وہ نہر پندرہ سو کیوسک سے زیادہ پانی برداشت نہیں کرتی جب تک 17 سو کیوسک پانی نہیں جائے گا پانی کی وارہ بندی ختم نہیں ہو گی تو میں یہ کہتا ہوں کہ وہ زمینداراسی طرح اب بھی خسارے میں جا رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ٹیل منڈا برانچ کی وارہ بندی کو ختم کرنے کے لئے ان کے پاس کیا منصوبہ بندی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض ہے کہ تھل کینال مین برانچ کی re-modeling مکمل ہو گئی ہے جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ وہ نو ہزار کیوسک تک اس کو لے گئے ہیں۔ اس کو جو چھوٹی برانچیں ہیں جیسا کہ ڈسٹری بیوٹری، مائنرز اور دوسری چھوٹی نہریں ہیں ان میں ابھی re-modeling ہونا باقی ہے۔ اس کے لئے اس سال کے مالی بجٹ میں وزیراعلیٰ صاحب نے فنڈز مہیا کر دیئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ان پر بھی re-modeling کا کام شروع ہو جائے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم مکمل سسٹم کی re-modeling کریں گے اور 2008 تک تمام سسٹم کی وارہ بندی ختم کر دی جائے گی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ضلع بہاولنگر میں آبپاشی کے سلسلے میں جو وارہ بندی کا مسئلہ ہے اور پانی جو tails end تک نہیں پہنچتا حکومت نے اس کو بہتر بنانے کے لئے کیا اقدامات کیا کئے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ وزیر صاحب وہی تو دس منٹ سے بتا رہے ہیں آپ نے سن لینا تھا۔ جی، احسان الحق نولاٹیا صاحب!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں ہاؤس میں پہلے بھی اس معاملے میں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کا شکریہ ادا کر چکا ہوں کہ انہوں نے اڑھائی ارب روپے کے پراجیکٹ سے re-modeling کر کے اڑھائی ہزار کیوسک کا اضافہ کیا جس کے تحت نہروں میں پانی کی وارہ بندی ختم کرنے کے لئے ایک تگ و دو کی ہے۔ جو ہمارا matter ہے اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ میانوالی سے پانی بھکر، خوشاب، لیہ، اور جب کوٹ ادو میں پہنچتا ہے تو میرے حلقے میں 19 tails ہیں تو کسی بھی tail end پر کبھی بھی پانی پورا نہیں پہنچتا۔ محکمہ بھی موجود ہے کبھی یہ surprise visit کر کے دیکھیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ایک ہیڈ سے ایک طے شدہ مقدار میں پانی آگے جانا ہوتا ہے۔ وہ اس چیز کو تو ensure کر لیتے ہیں اس کے بعد آگے فرض کریں کہ دو سو outlet ہیں۔

جناب سپیکر! وہ وہاں پر پانی زائد لیتے ہیں جس کی وجہ سے tails end پر پانی نہیں پہنچتا۔ چار سالوں میں آج تک محکمے کے کسی ذمہ دار افسر نے ہماری tails کو surprise visit نہیں کیا اگر وہ کیا جائے تو پھر اس معاملے میں حل نکلے گا کہ کیا پانی اگر وہاں نہیں پہنچتا تو کون لیتا ہے؟ محکمے میں یہ اصول ہے کہ جب نئی نہر بنتی ہے تو پندرہ سالوں میں پائپ کو لوہے کی مشین کے ساتھ تبدیل کریں گے۔ جب وہ مشین لگتی ہے تو کوئی فرد پانی چوری نہیں کرتا۔ اب چار اضلاع جب پانی چوری کر لیتے ہیں تو اس کا اثر لامحالہ مظفر گڑھ میں کوٹ ادو پر پڑتا ہے۔ محکمہ یہ بتائے کہ ڈرینج ایکٹ کے مطابق جب نہر بنتی ہے تو 15 سالوں میں انہوں نے یہ مشینیں لگانی ہوتی ہیں۔ اب تھل کینال کو بنے ہوئے سات سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک وہی موگے اور پائپ لگے ہوئے ہیں اس کے لئے وزیر صاحب یہ بتائیں کہ تھل کینال میں پائپوں کو تبدیل کر کے لوہے کی مشینیں جو رولز کے مطابق 15 سال بعد انہوں نے لگانے تھے۔ سات سال گزرنے کے باوجود انہوں نے نہیں لگائے وہ یہ کب لگائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ اس میں پورے سسٹم کی re-modeling کی جا رہی ہے۔ اس re-modeling کے دوران انشاء اللہ تعالیٰ ان کی اس تجویز کو بھی مد نظر رکھیں گے اور اس پر عملدرآمد کروائیں گے۔ جہاں تک انہوں نے ابھی بات کی ہے کہ پانی نہیں پہنچتا اور یہ کہ محکمہ تعاون نہیں کرتا۔ اسی سلسلے میں پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ اس کا مقصد یہی تھا کہ محکمہ انہار کے افسران جو لوگوں کے ساتھ تعاون نہیں کرتے اور کسان کو تنگ کرتے ہیں ان سے تمام اختیارات لے کر کسانوں کو دے دیئے جائیں اور کسان اپنا نظام خود چلا سکیں اور اسی لئے یہ نظام لایا جا رہا ہے اور کسانوں کی بہتری کے لئے لایا جا رہا ہے جیسے ایک گھر کی خود بندہ حفاظت کرتا ہے تو پانی بھی کسان کا اپنا پانی ہے اور وہ خود اس کی حفاظت کریں، خود یہ نظام چلائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اس سے نظام میں بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال 7809 ہے جو محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتیں تو question dispose of ہوا۔ اگلا سوال 7848 ہے جو کہ لالہ شکیل الرحمٰن اور چودھری زاہد پرویز صاحب کا ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے لہذا question dispose of ہوا۔ اگلا سوال 7991 سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

مرالہ راوی ایم۔آر لنک کے حفاظتی بند کی ناقص تعمیر

*7991: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے نارنگ منڈی شیخوپورہ کے نواحی سرحدی علاقے بریار کہنہ کے ساتھ مرالہ راوی ایم۔آر لنک نہر کا کٹاؤ روکنے اور اس کا رخ بدلنے کے لئے گزشتہ سال چار کروڑ روپے بند بنانے پر خرچ کئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ بند بنانے کے لئے پتھر کا استعمال کرنا تھا، پتھر استعمال کرنے کی بجائے لاکھوں روپے سے مٹی کا بند بنا دیا گیا، بند کی ناقص تعمیر کی وجہ سے مٹی نہر کے پانی میں بہہ گئی اور جس جگہ پر بند بنایا گیا تھا وہاں پر ایک بار پھر نہر کے پانی کی وجہ سے کٹاؤ نے شدت اختیار کر لی ہے؟

(ج) کیا حکومت اس بند کی ناقص تعمیر کی تحقیقات کروانے، اس کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے اور ان سے خورد برد کردہ رقم کی برآمدگی کے لئے تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ نارنگ منڈی شیخوپورہ کے نواحی سرحدی علاقے بریار کہنہ کے ساتھ مرالہ راوی ایم۔آر لنک نہر کے کٹاؤ پر دو بند U/S اور D/S تعمیر کئے گئے ہیں۔یہ بات درست نہیں ہے کہ اس پر چار کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں۔اس منصوبہ پر دو کروڑ اکانوے لاکھ انسٹھ ہزار لاگت آئی ہے۔

(ب) یہ درست نہیں کہ بند میں پتھر استعمال کرنے کی بجائے مٹی کا بند بنا دیا گیا۔بند بنانے سے پہلے ماڈل سٹڈی، نندی پور ریسرچ انسٹیٹیوٹ سے کروائی گئی ہے اور اس کی روشنی میں مجاز اتھارٹی سے تکنیکی تخمینہ منظور کروایا گیا اور اس کے مطابق موقع پر منصوبہ کی تکمیل کی گئی۔جس میں پتھر اور مٹی کا کام دونوں شامل ہیں۔

(ج) چونکہ منصوبہ تکنیکی تخمینہ کی منظوری کے مطابق مکمل ہوا ہے اور منصوبہ مکمل ہونے کے بعد بھی محکمہ ہذا کے افسران اور ڈائریکٹر ویجیلنس کا site visit کروایا گیا اور انہوں نے منصوبہ کو تصریحات کے مطابق درست قرار دیا۔مزید تحقیقات کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: خان صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب سمیع اللہ خان: جی، جناب سپیکر! چونکہ یہ نارنگ منڈی اور میرے حلقے کے کچھ لوگوں کی وہاں زمین بھی ہے تو مجھے وہ اس جگہ پر لے کر گئے تھے ایک حقیقت یہ ہے کہ جز (الف) میں لکھا ہے کہ نہر کا کٹاؤ روکنے کے لئے یہ کیا گیا تو نہر کا کٹاؤ ابھی تک جاری ہے جبکہ انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ یہ 2 کروڑ 91 لاکھ روپے کی لاگت سے یہ منصوبہ تعمیر کیا گیا۔ضمنی سوال یہ ہے کہ اتنی رقم استعمال کر کے اگر کٹاؤ اسی طرح سے جاری ہے تو اس پر وزیر موصوف کوئی تحقیق کرانے کے لئے تیار ہیں؟

دوسرا ضمنی سوال جز (ب) میں یہ ہے کہ یہ درست نہیں کہ بند میں پتھر استعمال کرنے کی بجائے مٹی کا بند بنا دیا گیا ہے۔بند بنانے سے پہلے ماڈل سٹڈی نندی پور ریسرچ انسٹیٹیوٹ سے کروائی گئی ہے اور اس کی روشنی میں مجاز اتھارٹی سے تکنیکی تخمینہ منظور کروایا گیا اور اس کے

مطابق منصوبہ مکمل کرایا گیا۔ وہاں جا کر احساس ہوتا ہے کہ پتھر ڈالا ہی نہیں گیا اور اب چونکہ وہ بہہ چکا ہے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ مٹی کے ساتھ پتھر بھی بہہ گیا حالانکہ اس منصوبے میں پتھر کا بالکل ہی استعمال نہیں ہوا اور ان کے ٹھیکے میں پتھر استعمال ہوا ہے۔ اس کا یہ جواب دے دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! پہلے انہوں نے عرض کیا ہے کہ کافی نقصان ہوا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ چار کروڑ سے یہ بند بنایا جبکہ یہ منصوبہ 2 کروڑ 51 لاکھ 59 ہزار روپے کی لاگت آئی ہے۔ اور یہ بھی ongoing منصوبہ ہے اور ابھی یہ مکمل نہیں ہوا کیونکہ اس دفعہ پانی کافی زیادہ آ گیا تو چونکہ بند بن رہا تھا اور پانی زیادہ آنے سے منصوبہ بھی مکمل نہیں ہوا تھا اور یہ نقصان ہوا اور پھر site visit کروایا گیا اور ہمارے ڈائریکٹر ویجیلینس جو کہ نیوٹرل آدمی ہیں نے visit کر کے اس بات کو درست قرار دیا کہ محکمہ درست کام کر رہا ہے جبکہ انہوں نے دوسرے سوال میں پوچھا ہے کہ پتھر کا کام نہیں کروایا گیا تو یہ ماڈل سٹڈی نندی پور میں کی جاتی ہے اور ماڈل سٹڈی ہی سامنے رکھ کر پھر ڈیزائن بنایا جاتا ہے تو یہ بند مٹی اور پتھر یعنی مٹی سے بنایا جائے گا اور جب یہ بند مکمل ہو گا تو اس کے بعد stone pitching کی جائے گی کیونکہ ابھی یہ منصوبہ جاری ہے اور ابھی مکمل نہیں ہوا لیکن اس کے باوجود جیسے ایم پی اے صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ خود موقع پر گئے تھے تو میں بھی ان کے ساتھ جانے کو تیار ہوں اور ہم پروگرام بنا لیتے ہیں تاکہ ان کی شکایات کا ازالہ کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 7996 سردار فتح محمد خان بزدار صاحب کا ہے۔ جی، سردار صاحب!

ڈی جی خان، فلڈ واٹر کے سیرابی استعمال کے منصوبہ جات

*7996: سردار فتح محمد خان بزدار: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ڈیرہ غازی خان کی تحصیل تونسہ میں رود کوہی hill torrent سنگھڑ، وہوا اور کوڑا کے فلڈ واٹر کو سیرابی کے لئے channalize کرنے کی سکیم منظور ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم کا بجٹ بھی منظور ہوا، اگر ایسا ہے تو کتنی رقم منظور ہوئی؟

(ج) رود کوہی سنگھڑ، وہوا اور کوڑا کے پانی کو سیرابی کے لئے کام کب شروع ہوگا اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان کی تحصیل تونسہ میں رود کوہی hill torrent سنگھڑ، وہوا اور کوڑا کے فلڈ کو سیرابی کے لئے استعمال کرنے کی ایک سکیم کی نشاندہی ہوئی ہے۔ ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے اس سکیم کے تحت ان رود کوہیوں کے پانی کو علاقہ پچادھ میں آبپاشی کے لئے ایک منصوبہ تیار کیا جائے گا جو کہ feasibility study کے مراحل میں ہے۔

(ب) اس سکیم کی feasibility study کے لئے حکومت نے دوران مالی سال 07-2006 09.916 ملین روپے مختص کئے ہیں۔

(ج) ان رود کوہیوں کے پانی کو پچادھ کے علاقہ کی سیرابی کے لئے ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے feasibility study کے قابل عمل ہونے کے نتیجہ کے بعد ہی عملی منصوبہ بنایا جائے گا اور گورنمنٹ پاکستان کو منظوری کے لئے بھیجا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار فتح محمد خان بزدار: جی، میرا سوال یہ ہے کہ ڈیرہ غازی خان کی تحصیل تونسہ میں پہاڑی ندی نالے ہیں جو سال بھر چلتے رہتے ہیں جہاں بڑا پانی آتا ہے۔ ایک سکیم منظور ہوئی تھی سنگھڑ، وہوا، کوڑا تاکہ اس پانی کو چینلائز کیا جائے اور پچادھ کی زمینوں کو آباد کیا جائے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس پر ابھی تک کام کیوں نہیں شروع ہوا۔ کافی عرصے سے سنتے آرہے ہیں کہ یہ کام ابھی شروع ہو جائے گا اور اس سال شروع ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ان کی بات بالکل درست ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں نالوں کے حوالے سے feasibility study شروع کرا رکھی ہے اور 07-2006 کے مالی سال میں اس کی صرف feasibility study کے لئے 9.916 ملین روپے رکھے گئے ہیں اور feasibility study کے بعد پتا چلے گا کہ یہ منصوبہ آسکتا ہے کہ نہیں کیونکہ ہوتا یہ ہے کہ hill torrents پر

خاصی رقم درکار ہوتی ہے اور پہاڑوں سے نکلنے والے پانی کو چینلائز کرنے کے لئے کافی رقم چاہئے اور اس پر حکومت پاکستان اور پنجاب حکومت اتنے فنڈز مہیا نہیں کر سکتیں تو پھر اس کے لئے ہمیں ڈونرز ایجنسیوں کے پاس جانا پڑتا ہے جن میں ورلڈ بنک، جاپان بنک یا ایشین ڈویلپمنٹ ہیں، ان کو پھر ہم feasibility study دیں گے تو ان پر یہ منحصر ہو گا کہ وہ فنڈز مہیا کرتے ہیں یا نہیں لیکن میں یہ پوری کوشش کروں گا کہ ان کے اس منصوبے کو شامل کروایا جا سکے۔

سردار فتح محمد خان بزدار: جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ راجن پور میں اسی طرح کی ایک رود کوہی جسے "کہا" کہتے ہیں، اس پر کام کافی عرصہ پہلے ختم بھی ہو چکا ہے اور وہاں یہ پانی استعمال بھی ہو رہا ہے جبکہ ڈیرہ غازی خان کی تحصیل تونسہ میں ابھی یہ کام شروع بھی نہیں ہوا اور میرا خیال ہے کہ گورنمنٹ اس طرف کوئی توجہ نہیں دے رہی اور ہم لوگ neglected ہیں اور ایگریکلچر کے لحاظ سے ہمارا کوئی کام نہیں ہوتا۔ قبائلی علاقہ میں کچھ بھی نہیں ہے، علاقہ پچادھ بھی neglected ہے۔ اس طرح ہم کس کو کہیں آپ ہی مہربانی کریں اور گورنمنٹ کو کہیں مہربانی کر کے اس کام کو شروع کرائیں تاکہ لوگوں کو فائدہ ہو اور علاقے کا مفاد ہو اور یہاں کے لوگ غریب ہیں اور ہجرت کر کے کہیں اور جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کی feasibility بن رہی ہے اور اس پر کام شروع ہے اور جب feasibility وغیرہ مکمل ہو گی تو پھر اس کی approval ہونے کے بعد on ground کام شروع ہو گا۔ اگلا سوال 8078 ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا question dispose of ہوا۔ اگلا سوال محترمہ انجم سلطانہ صاحبہ کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر: on her behalf سوال کا نمبر 8150 ہے اور وزیر موصوف اس کا جواب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

محکمہ آبپاشی میں ڈیٹا انٹری آپریٹر کی بھرتی کی تفصیل

*8150: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیکرٹری اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے تحت ڈیٹا انٹری آپریٹر کی تعیناتی کے لئے درخواستیں طلب کر کے ٹھوکر نیاز بیگ لاہور میں ٹیسٹ وغیرہ لیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بھرتی میرٹ کو نظر انداز کر کے کی گئی ہے جس طرح ایف ایس سی پاس ڈپلومہ کمپیوٹر ہولڈر نوجوان محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف کو ٹیسٹ میں فائنل ہونے کے باوجود تعینات نہیں کیا گیا، وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ مورخہ 14-اپریل 2006 کو گورنمنٹ انجینئرنگ اکیڈمی ٹھوکر نیاز بیگ لاہور میں پریکٹیکل ٹیسٹ لیا گیا اور ٹیسٹ میں 58 درخواست دہندگان شامل ہوئے جن میں ایف ایس سی پاس کمپیوٹر ڈپلومہ ہولڈر نوجوان محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف 42 ویں پوزیشن پر رہا اور چار اسامیوں کے against پہلے چار امیدواران کو بالکل میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا گیا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! کل کے question hour کو ملاحظہ فرمائیں کہ یہی سوال اس میں بھی تھا۔ اس سے پہلے دو روز گزرے ہیں اس میں بھی محترمہ انجم سلطانہ کا یہی سوال تھا اور سید احسان اللہ وقاص صاحب نے عرض کی تھی کہ ہم ہاتھ جوڑ کر حکومت سے کہتے ہیں کہ یہ تین آدمی جن کو انہوں نے بھرتی نہیں کیا خدا کے لئے انہیں بھرتی کر لیں۔ تاکہ محترمہ کا یہ سوال ہر question hour میں نہ آئے۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! اگر وہ میرٹ پر آئیں گے تو بھرتی ہو گی ناں۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! unstirred question میں بھی ان کے دو سوالات ہیں تو بگو صاحب کی تجویز ہے کہ ہم پوری اپوزیشن کی جانب سے ہاتھ جوڑ کر درخواست کرتے ہیں کہ ایف اے پاس نوجوان محمد ابرار لطیف جو محترمہ کے گھر میں ملازمت کرتا ہے اسے خدا کے لئے نوکری دے کر ہمیں ممنون فرمائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر: On his behalf sir. Question No 8193 وزیر موصوف جواب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

جناح اور اسلام بیراج کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*8193: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب جناح بیراج اور اسلام بیراج کی تعمیر کر رہی ہے؟

(ب) ان بیراجوں کی تعمیر کے تخمینہ لاگت کی تفصیل الگ الگ دی جائے؟

(ج) ان بیراجوں کی تعمیر کن کن دریاؤں پر کس کس جگہ ہو رہی ہے؟

(د) ان بیراجوں پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے اور موقع پر کتنے فیصد کام ہوا ہے؟

(ہ) یہ بیراج کن کن افسران کی زیر نگرانی مکمل ہو رہے ہیں؟

(و) ان بیراجوں سے کیا فوائد حاصل ہوں گے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) حکومت پنجاب نے بیراجز کی مرمت کے لئے ایک سکیم تیار کی ہے، جس کا نام Rehabilitation & Modernization of Barrages ہے۔ اس میں جناح اور اسلام بیراج شامل ہیں۔

(ب) جناب بیراج کی تعمیر کا تخمینہ 5113.84 ملین روپے ہے جبکہ اسلام بیراج کی تعمیر کا تخمینہ 872.86 ملین روپے ہے۔

(ج) جناح بیراج دریائے سندھ پر کالا باغ کے مقام پر واقع ہے جبکہ اسلام بیراج دریائے ستلج پر واقع ہے۔

(د) ان بیراجوں کے لئے ابھی تک کوئی فنڈ مہیا نہیں کئے گئے اور اس لئے نہ ہی کوئی خرچہ ہوا ہے۔

(ہ) ابھی تک افسران کا تقرر عمل میں نہ لایا گیا ہے۔

(و) جناح بیراج پر کام مکمل ہونے سے اگلے پچاس سال تک تھل کینال میں سپلائی یقینی ہو جائے گی جس سے پانچ اضلاع کا 21.23 لاکھ ایکڑ رقبہ سیراب ہو گا جبکہ اسلام بیراج کی

مرمت سے ہیڈورکس سے جو نہریں نکلتی ہیں ان میں پانی کی سپلائی ڈیزائن کے مطابق پوری ہو جائے گی جس سے زرعی پیداوار میں اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ دو بیراج ہیں جناح بیراج اور اسلام بیراج ان کے لئے کوئی فنڈ نہیں رکھا گیا اور جناح بیراج کالا باغ کے مقام پر ہے اب جناب! feasibility پر کروڑوں نہیں بلکہ اربوں روپے خرچ ہوئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر اتنے پیسے خرچ ہوئے ہیں اور روزانہ یہاں اخباروں میں شور آتا ہے کہ کالا باغ ڈیم بن رہا ہے اور جناح بیراج بن رہا ہے تو اس کے لئے اب تک فنڈز کیوں نہیں رکھے گئے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں یہ عرض ہے کہ ہمارے بیراج جو بنے ہوئے ہیں جب اریگیشن سسٹم بنایا گیا تھا اس وقت یہ بیراجز معرض وجود میں آئے تھے اور تقریباً اگر دیکھا جائے تو اس سسٹم کو آئے ہوئے سو سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے اور یہ بیراج مختلف ٹائم میں بنے ہیں اور پھر کچھ بیراج 1960 کی دہائی میں جب انڈس واٹر ٹریٹی ہوئی اس کے بعد بنائے گئے تو naturally اگر دیکھا جائے تو ان بیراجز کو پچاس سے ساٹھ سال ہو گئے پھر حکومت نے فیصلہ کیا کہ ہم ان بیراجز کی rehabilitation کریں تو اس حوالے سے حکومت پنجاب نے اور ہماری موجودہ حکومت نے جناب چیف منسٹر کی سربراہی میں ایک ادارہ قائم کیا جس کو Rehabilitation Modernization of Barrages کہا جاتا ہے۔ اب ایک بیراج کو بنانے کے لئے لامحالہ آٹھ سے 9-ارب روپے اس کی صرف rehabilitation پر درکار ہوتا ہے اور اس وقت تونسہ بیراج پر ہماری حکومت نے کام شروع کر دیا ہے جو 10-ارب روپے کا پروجیکٹ ہے۔ یہ Rehabilitation Modernization of Barrages کی باڈی بنائی گئی ہے اب یہ کہا گیا ہے کہ باقی بیراجز کی بھی ماڈل سٹڈی کریں اور اس کے بعد ان کی feasibility study تیار کروائیں PC-1 تیار کریں پھر اس پر ہم پیسا مختلف ڈونرز ایجنسی سے لیں گے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! یہ irrelevant بات کر رہے ہیں---

جناب سپیکر: وہ جواب دے رہے ہیں آپ بات تو سن لیں---

وزیر آبپاشی: میں irrelevant بات نہیں کر رہا ہوں یہ میری پہلے بات سن لیں۔

راجہ ریاض احمد: یہ جواب نہیں دے رہے بلکہ یہ تو ٹیپ چل رہی ہے جو سیکرٹری صاحب نے بریفنگ دی ہے اس کی ٹیپ چل رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! پلیز آپ تشریف رکھیں، آپ منسٹر صاحب کی بات سنیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ ان کا جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیا جواب چاہتے ہیں؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے سوال یہ پوچھا ہے کہ Rehabilitation & Modernization of Barrages۔۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ کی تسلی ہو گئی ہے؟

راجہ ریاض احمد: نہیں، جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پھر آپ کا کیا سوال ہے؟

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا ہے کہ یہ آپ نے سوال بڑا الٹا سا کر دیا ہے کہ میری تسلی ہو گئی ہے، کیا میں وزیر ہوں؟ جناب! میری تسلی تو ان ساروں پر بھی پوری نہیں ہونی ہے۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں آپ فرما رہے تھے کہ۔۔۔

راجہ ریاض احمد: جناب! آپ میری تسلی کا ٹیسٹ کروائیں اگر پوری ہو گئی پھر کہیے گا۔

جناب سپیکر: پھر آپ کا کیا ضمنی سوال ہے؟

راجہ ریاض احمد: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بیراج کے لئے کوئی فنڈ نہیں رکھا گیا ہے میرا صرف اتنا سوال تھا ادھر سے ٹیپ چلنا شروع ہو گئی یہ اتنا بتا دیں کہ اس کے لئے فنڈ کیوں نہیں رکھا گیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! یہ اگر میری بات سن لیتے تو میں اسی طرف آ رہا تھا ان کو ہر کام کی جلدی ہوتی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہر کام میں یہ بڑی جلدی سے فارغ بھی ہو جائیں گے۔ اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ اس میں پوری ایک feasibility بنتی ہے اس کی study ہونے کے بعد ہی فنڈز

رکھے جاتے ہیں اب ان کی ساری study مکمل ہو گئی ہے اب ہم ڈونرز ایجنسی کے پاس گئے ہیں اور انہوں نے ہمارے ساتھ commitment کر لی ہے اب تونسہ بیراج پر کام ہو رہا ہے اور ہمارے پاس اتنی زیادہ skill نہیں ہے کہ ایک دم چودہ بیراج پر اکٹھا کام شروع ہو جائے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! حکومت فنڈز کے لئے کوشش کر رہی ہے۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! تونسہ بیراج چونکہ سب سے زیادہ اہمیت کا بیراج ہے اس پر کام مکمل ہونے کے بعد جناح بیراج اور اسلام بیراج کی priority ہے پھر ان پر کام شروع کر دیا جائے گا اور اس پر ورلڈ بنک اور ایشیئن بنک نے ہمیں in writing commitment دے دی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ ہے کہ Rehabilitation & Modernization of Barrages یہ چودہ بیراج ہیں یہ بتائیں کہ یہ priority کس طرح fix کرتے ہیں کہ پہلے کون سے بیراج پر کام شروع کیا جائے؟ دوسرا سوال یہ تھا کہ انہوں نے بیراج کی تعمیر کا تخمینہ 5113.84 ملین دیا ہے یہ تخمینہ اس وقت لگتا ہے جب feasibility بن جاتی ہے PC-1 وغیرہ بننے کے بعد یہ ہو جاتا ہے یہ کیا وجوہات ہیں کہ ان دو بیراجوں کو انہوں نے فنڈز allocate نہیں کئے، کیا یہ ان کی priorities کے نیچے آتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ ان چودہ بیراجز پر جب ہم نے تمام کی study کی تو تونسہ بیراج سب سے زیادہ خستہ حالت میں تھا اگر اس پر سب سے پہلے کام شروع نہ کیا جاتا تو بہت بڑے نقصان کا بھی خدشہ تھا اس لئے ہم نے اس پر پہلے کام شروع کیا۔ اب جناح اور اسلام بیراج کی رپورٹ بھی آ گئی ہے اس پر اگلے مرحلے پر ہر صورت میں کام شروع ہونا ہے اور یہ کام اللہ کے فضل سے 2007 اور 2008 کے مالی سال میں شروع کر دیا جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اسلام بیراج دریائے ستلج پر واقع ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ جب اس کی rehabilitation ہو جائے گی تو پانی کی سپلائی بہتر ہو جائے

گی۔ گزارش ہے کہ یہ دریا سندھ طاس معاہدے کے تحت ہندوستان کے حصے میں چلا گیا اب صورتحال یہ ہے کہ ایک قطرہ پانی بھی ڈاؤن سٹیم نہیں جاتا جس کے نتیجے میں۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو ڈاؤن سٹیم پانی نہیں جاتا اس کے لئے محکمے کے پاس کیا بندوبست ہے تاکہ دریا کے اطراف میں جو کسان ہیں جو اس سے پانی لیتے تھے اور جو وہاں ٹیوب ویل لگے ہوتے تھے اب پانی بہت ہی نیچے چلا گیا بہت مشکلات ہیں اور شہروں میں بھی واٹر ٹیبل بہت زیادہ نیچے چلا گیا ہے۔ اس سلسلے میں آیا کوئی منصوبہ بندی ہے کہ یہ ڈاؤن سٹیم وافر پانی چھوڑیں تاکہ یہ مشکلات حل ہو سکیں اور میں نے پرسوں یہ تجویز بھی دی تھی جب پبلک ہیلتھ کا دن تھا کہ جب ہم آلو، پیاز اور چینی انڈیا سے خریدتے ہیں تو کیا ستلج کے لئے پانی نہیں خرید سکتے اس کی کوئی منصوبہ بندی کے لئے ہمیں بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! ان کی بات بجا ہے کہ انڈس واٹر ٹریٹی کے بعد دریائے ستلج جب انڈیا کے پاس چلا گیا تو اس کو operational کرنے کے لئے پھر لنک کینال بنائی گئی اور لنک کینال سے پانی لے جایا گیا تو بی ایس لنک سے پانی جاتا ہے لیکن بی ایس لنک کی استعداد اتنی زیادہ نہ تھی پھر ہم نے پچھلے سال اس کی re-modeling مکمل کی اور اس کی re-modeling مکمل ہونے سے وہاں پر پانی پچھلے سال پہلی دفعہ دریائے ستلج میں چھوڑا گیا پھر اس سے گراؤنڈ واٹر کی recharging کی گئی تو انشاء اللہ تعالیٰ میں ان کو یہ یقین دہانی بھی کرا دیتا ہوں کہ جب ہمیں جون جولائی میں سالانہ فلڈ واٹر وافر ملتا ہے اور اس کو محفوظ کرنے کی بجائے ہم سمندر میں پھینک دیں اور وہ ضائع ہو جائے ہم اس سے یہی کوشش کریں گے کہ اس سے اس علاقے کی گراؤنڈ واٹر کی availability کی recharging کی جائے تاکہ وہاں کے لوگوں کا مسئلہ حل ہو سکے۔ انہوں نے بالکل صحیح نشاندہی کی ہے اور اس کے علاوہ ہم نے ایک اور سکیم میلسی کینال کی re-modeling کی ہے فیڈرل گورنمنٹ نے فنڈز مہیا کر دیئے ہیں وہ منصوبہ منظور ہو گیا ہے اس کی re-modeling ہونے کے بعد بھی یہ مسئلہ کافی حد تک ٹھیک ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ کا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ میرا سوال نمبر 8197 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایکسین ہیڈ تریموں جھنگ۔ سال 05-2004 کا بجٹ اور اخراجات

*8197-A: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایگزیکٹو انجینئر ہیڈ تریموں جھنگ کو مالی سال 05-2004 میں کتنی رقم مد وار فراہم کی گئی؟

(ب) اس مالی سال کے دوران جو تعمیرات ہوئیں ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل دی جائے؟

(ج) اس عرصہ کے دوران جن جن عمارتوں کی تزئین و آرائش اور مرمت کی گئی ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل دی جائے؟

(د) اس عرصہ کے دوران کتنی رقم اس کے ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی۔اے/ڈی۔اے پر خرچ کی گئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول/ڈیزل کی خرید پر خرچ ہوئی؟

وزیر آبپاشی:

(الف) مالی سال 05-2004 میں تریموں ہیڈ ورکس ڈویژن کو فراہم کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

523-400/410-Transportation=60000/-
523-400/420-Machinery & Equipment=71250/-
523-400/430-Furniture& fixture=26250/-
523-400/4400-Building Structure=1736000/-
523-400/450-451-Main Canal including barrage=10032000/-
527-400/460-461-Flood Embankment and Drainage=7391000/-
52800-Suspense Grant-9=2200000/-
52800-Suspense Grant-37 = 200000/-
523-300-320-Construction of irrigation works(ADP)GrantNo-37=5304000/-

(ب) کاموں کی فہرست (Annex-a) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کاموں کی فہرست (Annex-b) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د)

سرکاری ملازمین کی تنخواہیں 30,148,447روپے

ٹی اے/ڈی اے 7,79771روپے

(ہ) سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول/ڈیزل کی مد میں11,99,062روپے خرچ ہوئے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! یہ جوSuspense Grantہے اس کی ذرا وضاحت فرمادیں کہ یہ کیوں رکھی جاتی ہے اور اس کا کیا مقصد ہے اور اس کو کون کھاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر!Suspense Grantاس لئے رکھی جاتی ہے تاکہ ایمرجنسی معاملات آئیں تو ان پر فنڈز مہیا کئے جا سکیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہSuspense Grantسب سے زیادہ کرپشن ہے یہ جتنے سیکرٹری صاحبان ہیں یہ اس پر پلتے ہیں۔ اس کا سب سے آسان طریقہ ہے آپ کے پاس maintenanceاورrepairکے بھی فنڈز ہیں آپ ایمرجنسی فنڈز رکھتے ہیں why do you call Suspense Grantکیاsuspense accountمیں جتنے پبلک اکاؤنٹ کمیٹی میں پیرے آتے ہیں سب میںembezzlementسیکرٹری اریگیشنinvolveہوتا ہے۔ میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بھی کہا ہے میں نشاندہی کرتا ہوں کہ دیکھیں Suspense Grant-9= 2200000یہ کروڑوں روپے رکھ لیتے ہیں یہ صرف ایکheadکی ہے اس کو یہchangeکرتے، Why does the Finance not take action on thisکہ آپ Suspense Accountکیوں رکھتے ہیں؟ اگر آپ دو روپے خرچ کرتے ہیں تو لکھیں کہ آپ نے یہ گاڑی کا پنکچر لگوایا ہے۔Suspense Accountمیں یہ سب سے بڑا گھپلہ ہو رہا ہے اس کے لئے وزیر صاحب ذرا وضاحت فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی !

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اگر یہ غور سے دیکھیں تو جز (الف) میں Suspense Grant کے حوالے سے جو بتایا گیا ہے، یہ دو گرانٹس ہیں، ایک گرانٹ نمبر 9 ہے اور ایک گرانٹ نمبر 37 ہے، گرانٹ نمبر 9 میں 22- لاکھ روپیہ اور گرانٹ نمبر 37 میں صرف 2- لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے جبکہ Repair & Maintenance کے لئے اگر دیکھیں تو وہ رقم زیادہ رکھی گئی ہے تو ایمر جنسی کسی وقت بھی پڑ سکتی ہے اور اریگیشن کا سسٹم ایسا ہوتا ہے کہ وہ 22- لاکھ روپیہ ایمر جنسی کے لئے کوئی اتنی زیادہ رقم نہیں ہے کہ اس پر کوئی ایسا ہو سکے۔ اس پر پورے checks & balances ہیں اور جیسے خود یہ بتا رہے ہیں کہ آڈٹ بھی ہوتا ہے اور پھر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں بھی یہ معاملہ سامنے آتا ہے۔ پھر وہاں پر پنجاب اسمبلی کے ہی ممبران ہوتے ہیں جو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کو head کرتے ہیں اور وہ اس سارے مسئلے کو چھان بین کرتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اس پیسے کو کوئی خورد برد کر لے گا۔ اس پر بہت سارے checks & balances موجود ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب صاحب !

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ یہ دیکھ لیں کہ صرف ایک ڈویژن کا 22- لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے، Maintenance & Repair کے علیحدہ ہیں۔ آپ کے پاس سسٹم ہے اگر آپ کو کوئی ایمر جنسی آتی ہے تو آپ اس کی re-appropriation کروا سکتے ہیں، ایک head سے دوسرے head میں مگر ?Why do you keep it in Suspense Account تو یہ ہے کہ Suspense Account ایسا اکاؤنٹ ہے جس کا لفظ ہی آپ دیکھیں کہ suspense ہے کہ کسی کو پتا نہیں کہ یہ کہاں استعمال ہونا ہے، وزیر صاحب بیچاروں کو تو میرا خیال ہے کہ وہ ایک minute بھی نہیں دیتے، ہم نے recoveries ڈالی ہیں without technical sanction/without administrative approval ابھی تک ڈی جی خان ایریا کے آٹھ آٹھ کروڑ روپے کے paras ہیں اور ان کی recovery نہیں ہوئی ہے۔ یہ انہی کو recover کر لیں تو میں کہتا ہوں کہ بڑی بات ہے۔ They should stop writing the Suspense Account. They should write Emergency Account. اس کو کر لیں۔ Why do you write Suspense Account?

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سر خرو اعوان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بارانی ایریاز میں جو سمال ڈیم بنائے جاتے ہیں، اب اس دفعہ budget allocation میں، میں پڑھ رہا تھا کہ چکوال ڈسٹرکٹ کو چار ڈیم ملے ہیں اور چاروں ہی ایک تحصیل کو دیئے گئے ہیں جبکہ تین اور تحصیلیں ہیں۔ ایک تو میرا سوال منسٹر صاحب سے یہ ہے کہ اس کے لئے ان کی کیا پالیسی ہے یعنی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ جس کو مرضی دے دے یا کوئی equal distribution کی جاتی ہے؟

دوسرا سوال میرا یہ ہے کہ ہمارے علاقہ میں ایک گبھیر ڈیم ہے جو کہ 1962 سے feasible آرہا ہے، جب ہم ڈیمانڈ کرتے ہیں تو یہ بتایا جاتا ہے کہ feasibility بن رہی ہے۔ اس دفعہ بھی بجٹ بک میں لکھا گیا ہے کہ اس کی feasibility کے لئے کچھ پیسے دے دیئے گئے ہیں اور اگلے سال اس کو دیکھا جائے گا تو اس کے لئے میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ ان کی کیا پالیسی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! یہ relevant question تو نہیں ہے لیکن میں پھر بھی بتاتا ہوں کہ ایم پی اے صاحب کی ہی request پر چیف منسٹر صاحب نے اس ڈیم کی منظوری کا اعلان فرمایا اور اس سال اس کی study کے لئے پیسے رکھ دیئے گئے ہیں اور naturally یہ ایک بہت بڑا ڈیم بننا ہے، جب تک اس کی مکمل study نہیں ہوگی تو اس وقت تک کس طرح پتا چل سکے گا کہ اس پر کتنی لاگت آسکتی ہے اور یہ ڈیم feasible ہے یا non feasible ہے؟ اس لئے پہلے study کروانا زیادہ ضروری ہے اور اگر یہ اس سال کی اے ڈی پی کی کتاب کو دیکھیں تو اس میں اگلے تین سال کا پروگرام دیا گیا ہے۔ اس دفعہ چیف منسٹر صاحب نے یہ کیا ہے کہ صرف ایک سال کا پروگرام نہیں بلکہ آئندہ آنے والے تین سالوں کا بھی پروگرام اے ڈی پی میں شامل ہے۔ آئندہ تین سالوں کے پروگرام میں یعنی کہ 2007 اور 2008 کے پروگرام میں اس ڈیم کو بنانے کے لئے بھی رقم رکھی گئی ہے۔ اگر یہ غور سے دیکھیں، اے ڈی پی کی کتاب کو اگر دیکھا جائے تو اس سوال کا جواب وہاں پر موجود ہوگا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

قمر ڈسٹری بیوٹری سے پیدا ہونے والے مسائل اور حکومتی اقدامات

*3320: سردار غزالی رحیم خان پتافی: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قمر ڈسٹری بیوٹری لنک نمبر 3 ہیڈ درخواست مائنر کا نکاس 50 مکعب فٹ ہے جبکہ سپلائی 25 مکعب فٹ کی جاتی ہے جو کہ ناکافی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ قمر ڈسٹری بیوٹری پہلے قمر مائنر کے نام سے جاری تھی لیکن پرانہ نالا شوریہ سے منقطع کر کے درخواست مائنر سے جاری کی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ قمر ڈسٹری بیوٹری بوجہ تبدیلی کے پانی کی سپلائی 25 مکعب فٹ کی جاتی ہے کیونکہ ڈسٹری بیوٹری درمیان سے ٹوٹ پھوٹ کا ہمیشہ شکار رہتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ قمر ڈسٹری بیوٹری کی تعمیر ابتداء ہی سے ناقص ہوئی جس کا پانی بیڈ لیول سے نیچے بہتا ہے۔ آب نوشی کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آب نوشاں عرصہ 32 سال سے آبیانہ ادا کرتے چلے آرہے ہیں جبکہ پانی نہیں دیا جاتا نیز آر ڈی 27000 پر ایک bed base تعمیر کر دیا جائے تو سپلائی کسی حد تک درست ہو سکتی ہے؟

(ہ) اگر مندرجہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام کی ضرورت اور سہولت کے پیش نظر مذکورہ ڈسٹری بیوٹری کو ری ماڈل کرنے اور دونوں اطراف پختہ کرنے کو تیار ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ قمر ڈسٹری بیوٹری کا ڈیزائن ڈسچارج 50 کیوسک ہے پانی کی کمی بیشی کی صورت میں تمام راجباہوں کو برابر کمی بیشی دی جاتی ہے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے کہ قمر مائنر پہلے خانپور راجباہ سے نکلتا تھا جو کہ نالہ شوریہ کی شاخ تھی مگر بعد میں اس راجباہ کو قمر فیڈر سے منسلک کر دیا گیا جو لنک III کی برجی نمبر 22665 سے نکلتا ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ قمر ڈسٹری بیوٹری کی تعمیر ابتدا ہی سے ناقص ہوئی ہے قمر مائنر جو ابتدا سے نالہ شوریہ کی ٹیل سے نکلنے والے راجباہ خانپور کی بر جی نمبر 28964 سے نکلتا تھا نالہ شوریہ کی لمبائی 32 میل ہے جس کی وجہ سے راجباہ خانپور کی ٹیل پر اکثر پانی کی کمی کی شکایت رہتی تھی کیونکہ یہ نظام آبپاشی کافی لمبا تھا اس لئے قمر مائنر کی خاطر قمر فیڈر بنایا گیا تاکہ پانی کی کمی کی شکایت کا ازالہ ہو سکے۔

(ہ) محکمہ نے ISRP کے تحت ڈی جی خان کینال سسٹم کی rehabilitation کی سکیم تیار کی ہے اور دوران مالی سال 07-2006 کام شروع ہو جائے گا اس میں قمر ڈسٹری بیوٹری بھی شامل ہے۔

مشینری سرکل ایکسکویٹر ڈویژن فیصل آباد، کرپشن میں ملوث اہلکاران اور انکوائری کی تفصیلات

*5228: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایکسکویٹر ڈویژن فیصل آباد مشینری سرکل کے افسران اور اہلکاران کو کرپشن کے الزامات پر معطل کر دیا گیا ہے؟

(ب) کس کس اہلکار کو کب اور کس تاریخ سے معطل کیا گیا اور انکوائری کے لئے کن افسران کی تقرری کس تاریخ کو کی گئی؟

(ج) اگر انکوائری کا فیصلہ نہیں ہوا تو اس کی وجوہات اور اگر ہو گیا ہے تو انکوائری کے نتیجہ میں مجرم قرار دیئے گئے افراد کے خلاف کیا کارروائی ہوئی کون کون اہلکار مجرم قرار دیئے گئے اور کن افسران کو تقرری میں بے گناہ قرار دیا گیا؟

وزیر آبپاشی:

(الف) جی ہاں درست ہے۔

(ب) جن اہلکاروں کو معطل کیا گیا ہے ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تمام اہلکاروں کو مورخہ 03-10-21 کو بحکم سیکرٹری محکمہ آبپاشی معطل کیا گیا۔ انکوائری کے لئے درج ذیل افسران پر مشتمل کمیٹی مورخہ 03-10-18 کو تشکیل دی گئی۔

1۔ میاں عبدالغفار، چیف انجینئر (Convener)
2۔ معین الدین شاہ، سپرنٹنڈنگ انجینئر یو جے سی سرکل جہلم (Member)
3۔ اصغر حمید، ایکسیئن، سمندری ڈرینج ڈویژن فیصل آباد (Member)

(ج) انکوائری کی روشنی میں فیصلہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ آبپاشی کے قابل مرمت و نیلامی ڈوزرز اور سکریپرز کی تعداد و تفصیل

*5229: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 2003 میں محکمہ کے پاس موجود 48 ڈوزرز میں سے آٹھ عدد قابل مرمت ہیں کیا ان کی مرمت کرائی گئی اور بقایا 26 عدد قابل نیلامی ہیں کیا ان کی نیلامی کر دی گئی اور کتنے نئے خریدے گئے؟

(ب) اسی طرح 63 عدد سکریپرز میں سے صرف 15 قابل استعمال ہیں بقایا 11 قابل مرمت اور 37 قابل فروخت ہیں ان کی مرمت اور نیلامی کا کیا انتظام کیا گیا ہے؟

(ج) یہ مشینری 2003 میں زیادہ تر کس علاقہ میں زیر استعمال رہی کیا عام آدمی بھی اسے کرائے پر حاصل کر سکتا ہے یا یہ صرف حکومتی استعمال کے لئے ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) 2003 میں محکمہ کے پاس موجود 48 عدد ڈوزرز تھے جن میں آٹھ عدد قابل مرمت تھے ان تمام کی مرمت کرا دی گئی ہے 26 ڈوزرز ناقابل نیلامی ہیں ان میں سے 4 عدد کی نیلامی کر دی گئی ہے بقایا 22 عدد کی نیلامی کا مناسب انتظام کیا جا رہا ہے اور کوئی نیا ڈوزر نہیں خریدا گیا۔

(ب) محکمہ کے پاس 63 عدد سکریپرز میں سے 15 عدد قابل استعمال ہیں۔ 11 عدد قابل مرمت تھے جو کہ تمام مرمت کر لئے گئے ہیں 37 عدد قابل فروخت ہیں جن میں سے 14 عدد نیلام کر دیئے گئے ہیں باقی 23 عدد کی نیلامی کا مناسب انتظام کیا جا رہا ہے۔

(ج) یہ مشینری 2003 میں کسی کام پر نہیں لگائی گئی یہ مشینری عام آدمی کرائے پر حاصل نہیں کر سکتا یہ صرف حکومتی استعمال کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔

جالوہ مائنر بہاولنگر پر واقع پل کی تعمیر نو

*6787: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ منچن آباد (بہاولنگر) میں جالوہ مائنر کا پل لوہار کا موضع ٹوبہ بلوچاں نزد چک روڑ ناقابل استعمال ہے اور کسی بھی وقت ٹوٹ سکتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ پل کی از سر نو تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) جالوہ مائنر پر پل اور فال برجی نمبر 9000 پر واقع ہے جس کی کچھ عرصہ پہلے مرمت کر دی گئی ہے اب یہ پل ٹریفک کے لئے محفوظ ہے۔

(ب) وضاحت جز بالا میں کر دی گئی ہے۔

سال 05-2004 سمال ڈیمز کی تعمیر، لاگت اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*7590: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال 05-2004 کے بجٹ میں صوبہ میں سمال ڈیمز کی تعمیر کے لئے کتنی رقم فراہم کی گئی تھی؟

(ب) اس رقم سے کس کس جگہ سمال ڈیمز تعمیر ہوئے، ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ان ڈیمز میں سے کتنے مکمل ہوئے اور کتنے ابھی زیر تکمیل ہیں؟

(د) ہر ڈیم میں کتنا پانی store کرنے کی گنجائش ہے اور ان سے کتنے ایکڑ رقبہ سیراب ہوا ہے یا ہوگا؟

وزیر آبپاشی:

(الف) مالی سال 05-2004 کے بجٹ میں صوبے میں سمال ڈیمز کی تعمیر کے لئے مبلغ -/555.91 ملین روپے رکھے گئے تھے۔

(ب) اس رقم سے 10 ڈیم تعمیر ہونگے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ڈیم	ضلع	تخمینہ لاگت
1۔	سوال ڈیم	اٹک	96.700ملین روپے
2۔	جلوال ڈیم	اٹک	100.526ملین روپے
3۔	تلکنا ڈیم	اٹک	99.880ملین روپے
4۔	ٹھٹھی سیداں ڈیم	اٹک	39.119ملین روپے
5۔	جابہ ڈیم	اٹک	43.539ملین روپے
6۔	کھائی ڈیم	چکوال	169.120ملین روپے
7۔	غزیال ڈیم	چکوال	117.697ملین روپے
8۔	سلیال ڈیم	جہلم	43.714ملین روپے
9۔	ڈومیلی ڈیم	جہلم	269.985ملین روپے
10۔	جمال ڈیم	راولپنڈی	84.437ملین روپے

(ج) ان ڈیمز میں سے 7ڈیمز مکمل ہو چکے ہیں اور 3 ڈیمز ابھی زیر تکمیل ہیں (زیر تکمیل ڈیمز درج ذیل ہیں) کھالی ڈیم، غزیال ڈیم، ڈومیلی ڈیم

(د) ہر ڈیم میں ذخیرہ آب کی گنجائش اور رقبہ سیراب کرنے کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ڈیم	ذخیرہ آب کی گنجائش	رقبہ سیراب
1۔	سوال ڈیم	2400ایکڑ فٹ	930ایکڑ
2۔	جلوال ڈیم	5000ایکڑ فٹ	2364ایکڑ
3۔	تلکنا ڈیم	2050ایکڑ فٹ	1000ایکڑ
4۔	ٹھٹھی سیداں ڈیم	600ایکڑ فٹ	300ایکڑ
5۔	جابہ ڈیم	860ایکڑ فٹ	400ایکڑ
6۔	کھائی ڈیم	5921ایکڑ فٹ	1803ایکڑ
7۔	غزیال ڈیم	2000ایکڑ فٹ	900ایکڑ
8۔	سلیال ڈیم	527ایکڑ فٹ	450ایکڑ
9۔	ڈومیلی ڈیم	8690ایکڑ فٹ	5000ایکڑ
10۔	جمال ڈیم	1860ایکڑ فٹ	1488ایکڑ

محکمہ انہار یو سی 2 شیخوپورہ۔ مانگٹانوالہ مری کی ماڈلنگ کے کام سے متعلقہ تفصیل

*7767: محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ انہار یو سی سی 2 شیخوپورہ میں مانگٹانوالہ مری کی ماڈلنگ کے کام کا ٹھیکہ کتنی مالیت میں کس ٹھیکیدار کو دیا گیا تھا، اس کی مدت تکمیل کیا تھی؟

(ب) اس کام کے ٹھیکہ کا ٹینڈر کس اخبار میں مشتہر ہوا اور اس کے ٹینڈروں میں جن ٹھیکیداروں نے حصہ لیا، ان کے نام، پتاجات اور ٹینڈر کی رقم کی تفصیل دی جائے؟

(ج) یہ ٹینڈر جن افسران کی زیر نگرانی کھولے گئے ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور اس کام کا ٹھیکہ جس اتھارٹی نے الاٹ کیا اس کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(د) یہ کام محکمہ کے جن افسران کی زیر نگرانی مکمل ہوا، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز انہوں نے موقعہ پر کتنی دفعہ اس کام کی چیکنگ کی اور ہر دفعہ کن کن نقائص کی نشاندہی کی؟

(ہ) کیا حکومت اس کام میں کروڑوں روپے کا نقصان حکومت کو پہنچانے کے ذمہ داران کے خلاف قانونی اور محکمانہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) بحالی مانگٹانوالہ فیڈر برجی 0 تا 65155 کا کام میسرز چودھری برادرز کو مبلغ 48.550 ملین روپے مالیت میں دیا گیا ہے اور اس کی مدت تکمیل 18 ماہ ہے۔

(ب) اس کام کا ٹینڈر نوٹس اخبار The Nation اور روزنامہ خبریں میں بالترتیب 22-دسمبر 2005 اور 23-دسمبر 2005 کو شائع ہوا اور مندرجہ ذیل ٹھیکیداروں نے ٹینڈر میں حصہ لیا۔

نمبر شمار	نام ٹھیکیداران مع پتاجات	رقوم/ٹینڈر
1-	میسرز چودھری برادرز مارشل سٹریٹ شیخوپورہ	48.550 ملین
2-	ندیم وسیم اینڈ کو نیو چو برجی پارک نزد گندہ نالہ لاہور	49.67 ملین
3-	رحمان بلڈرز جی ٹی روڈ کامونکی ضلع گوجرانوالہ	49.39 ملین
4-	میسرز مکرم اینڈ کو 197 گلشن کالونی فیصل آباد	50.36 ملین

(ج) یہ ٹینڈر گورنمنٹ کی نامزد کمیٹی کی زیر نگرانی کھولے گئے جن کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1- وحید اقبال خان سپرنٹنڈنٹ یو سی سی سرکل لاہور گریڈ19 چیئرمین ٹینڈر کمیٹی
2- گلزار احمد بھٹی ایگزیکٹو انجینئر (SCARP) نمائندہ چیف انجینئر لاہور گریڈ18 ممبر کمیٹی
3- محمد وسیم بٹ ایگزیکٹو انجینئر شیخوپورہ ڈویژن یو سی سی گریڈ18 ممبر کمیٹی

یہ ٹینڈر مجاز اتھارٹی چیف انجینئر اریگیشن لاہور زون گریڈ20 (محمد وقار خان) نے approve کیا۔

(د) یہ کام مکمل نہ ہوا ہے۔ اس کی مدت تکمیل 07-06-30 ہے مذکورہ کام حال ہی میں یکم فروری 2006 کو شروع ہوا ہے۔ جن افسران کی نگرانی میں کام ہو رہا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1- شیخ مقبول احمد سب انجینئر باڑیانوالہ سیکشن گریڈ11
2- چوہدری محمد اسلم سب انجینئر چیچو کی ملیاں، گریڈ14
3- محمد صادق رانا ایس ڈی او شیخوپورہ سب ڈویژن گریڈ17

ایگزیکٹو انجینئر شیخوپورہ ڈویژن یو سی سی شیخوپورہ نے موقع پر مذکورہ بالا کام کو چار دفعہ چیک کیا اور کام میں کوئی نقص نہ پایا گیا ہے۔

سپرنٹنڈنٹ انجینئر یو سی سی نے بھی موقع پر کام مذکورہ کو ایک دفعہ چیک کیا اور کوئی نقص نہ پایا گیا ہے۔

(ہ) ابھی کام کو شروع ہوئے چھ ماہ سے بھی کم عرصہ ہوا ہے اور صرف 26.40 ملین روپے کی ادائیگی کی گئی ہے اس لئے کروڑوں روپے کے نقصان کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا ہے۔ تاحال کسی کارروائی کا کوئی جواز نہ ہے۔

ایکسیئن کڑانہ ڈویژن سرگودھا، سال 04-2003 اور 05-2004 کے بجٹ اور اخراجات کی تفصیل

*7809: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایگزیکٹو انجینئر کڑانہ ڈویژن ایل جے سی سرگودھا کے دائرہ کار کی تفصیل دی جائے۔ اس کے ماتحت کتنی نہریں، مائنر اور راجباہ جات ہیں؟

(ب) اس کو مالی سال 04-2003 اور 05-2004 میں کتنی رقم کن کن مدات میں فراہم کی گئی؟

(ج) اگر اس کو فراہم کردہ رقم کا آڈٹ کروایا گیا تھا تو آڈٹ رپورٹ کی نقل دی جائے؟

(د) ان سالوں کے دوران کڑانہ ڈویژن کو فراہم کردہ کتنی رقم اس کے ملازمین اور افسران کی تنخواہوں اور ٹی۔اے، ڈی۔اے پر خرچ ہوئی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران اس ڈویژن کو فراہم کردہ کتنی رقم سے گاڑیوں کی مرمت کروائی گئی اور کتنی رقم سے ڈیزل وغیرہ خرید کیا گیا؟

(و) ان سالوں کے دوران اس ڈویژن میں کون کون سے ترقیاتی کام سرانجام دیئے گئے ان کی تفصیل نیز تخمینہ لاگت کی تفصیل دی جائے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) کڑانہ ڈویژن میں نہروں، راجباہائے اور مائنرز کی تعداد درج ذیل ہیں۔

تعداد راجباہائے	22 عدد
تعداد مائنرز	53 عدد
تعداد مین چینل	3 عدد
تعداد اسکیپ چینل	1 عدد
کل تعداد	79 عدد

(ب)

I۔ مالی سال 04-2003 میں کڑانہ ڈویژن میں فراہم کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	ہیڈ آف اکاؤنٹ	گرانٹ نمبر	مہیا کردہ رقم (ملین میں)
1۔	440 بلڈنگ اینڈ سٹرکچر	9	0.450
2۔	450 اریگیشن ورک	9	4.651
3۔	460 فلڈ ایمبنکمنٹ	9	1.014
4۔	320 کنسٹرکشن آف ورک (اے ڈی پی)	37	13.78

II۔ مالی سال 05-2004 میں کڑانہ ڈویژن میں فراہم کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	ہیڈ آف اکاؤنٹ	گرانٹ نمبر	مہیا کردہ رقم (ملین میں)
1۔	440 بلڈنگ اینڈ سٹرکچر	9	1.366
2۔	450 اریگیشن ورک	9	5.967
3۔	460 فلڈ ایمبنکمنٹ	9	2.018
4۔	320۔ کنسٹرکشن آف ورک (اے ڈی پی)	37	71.069

(ج) مالی سال 04-2003 کا آڈٹ مالی سال 05-2004 کے ماہ دسمبر 2004 میں کیا گیا۔ آڈٹ رپورٹ کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مالی سال 05-2004 کا آڈٹ مالی سال 06-2005 کے ماہ نومبر 2005 میں کیا گیا۔ آڈٹ رپورٹ کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مالی سال 04-2003 میں فراہم کردہ رقم سے ملازمین اور افسران کی تنخواہوں اور ٹی اے ڈی اے پر خرچ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مالی سال 05-2004 میں فراہم کردہ رقم سے ملازمین اور افسران کی تنخواہوں اور ٹی اے ڈی اے پر خرچ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ)

I۔ مالی سال 04-2003 اور 05-2004 میں گاڑیوں کی مرمت کروانے و ڈیزل خریدنے پر درج ذیل رقم خرچ کی گئی۔

نمبر شمار	مالی سال	مہیا کردہ رقم ملین میں	پٹرول/ڈیزل پر خرچ ملین میں	مرمت پر خرچ ملین میں
	2003-04	1.331	0.336	0.526
	2004-05	1.45	0.699	0.593

(و)

I۔ مالی سال 04-2003 میں درج ذیل ترقیاتی کام سالانہ ترقیاتی پروگرام (اے ڈی پی) کے تحت سرانجام دیئے گئے۔

نمبر شمار	نام ترقیاتی سکیم	تخمینہ لاگت
1۔	لائننگ آف اریگیشن چینلز ان کڑانہ ڈویژن (وسوآنہ مائنز اور مالکانہ مائنز)	19.629
2۔	لائننگ آف چوکیرہ ڈسٹی، قاضیاں اینڈ آسیاں مائنرز	19.202

II۔ مالی سال 05-2004 میں درج ذیل ترقیاتی کام سالانہ ترقیاتی پروگرام (اے ڈی پی) کے تحت سرانجام دیئے گئے:۔

نمبر شمار	نام ترقیاتی سکیم	تخمینہ لاگت
1۔	لائننگ آف چوکیرہ ڈسٹی، قاضیاں اینڈ آسیاں مائنز	19.202
2۔	لائننگ آف منگٹی مائنز اینڈ ملکے برانچ ڈسٹی	14.200
3۔	لائننگ آف کڑانہ ڈسٹی آرڈی 160200 تا 76100	14.264
4۔	لائننگ آف شاہنواز مائنز آرڈی 0 تا آرڈی 17000 تا ٹیل	16.242

III- مالی سال 2004-05 میں درج ذیل ترقیاتی کام نیشنل ڈرینج پروگرام (این ڈی پی) کے تحت سرانجام دیئے گئے۔

نمبر شمار	نام ترقیاتی سکیم	تخمینہ لاگت
1-	لائننگ آف مرولیانوالہ مائنر آر ڈی 19250 کنٹریکٹ نمبر جے پی ایس جے پی ایس / سی ایل 27	19.202
2-	لائننگ آف کوٹ راجہ مائنر آر ڈی 0 تا آر ڈی 9215 کنٹریکٹ نمبر جے پی ایس / سی ایل 21	2.089
3-	لائننگ آف کلہ مائنر آر ڈی 0 تا آر ڈی 13440 تا ٹیل کنٹریکٹ نمبر جے پی ایس / سی ایل 19	3.649
4-	لائننگ آف بیجن ڈسٹی آر ڈی 95500 تا آر ڈی 109473 تا ٹیل کنٹریکٹ جے پی ایس / سی ایل اے 17	4.468
5-	لائننگ آف آرائیاں مائنر آر ڈی 0 تا آر ڈی 17800 تا ٹیل کنٹریکٹ نمبر جے پی ایس / سی ایل 27	5.747
6-	لائننگ آف تاندلیاں مائنر کنٹریکٹ نمبر جے پی ایس / سی ایل 40	4.521
7-	لائننگ آف ٹانگو مائنر آر ڈی 0 تا آر ڈی 15873 تا ٹیل کنٹریکٹ نمبر جے پی ایس / سی ایل 40	4.578
8-	لائننگ آف ساہووال مائنر آر ڈی 0 تا آر ڈی 18904 تا ٹیل کنٹریکٹ نمبر جے پی ایس / سی ایل 26	5.884
9-	لائننگ آف بکھی مائنر آر ڈی 0 تا آر ڈی 19250 کنٹریکٹ نمبر جے پی ایس / سی ایل 24	8.038
10-	لائننگ آف جسپال مائنر آر ڈی 0 تا آر ڈی 27300 تا ٹیل کنٹریکٹ نمبر جے پی ایس / سی ایل	9.923
11-	لائننگ آف کوٹ مومن مائنر آر ڈی 0 تا آر ڈی 22250 تا ٹیل کنٹریکٹ نمبر جے پی ایس / سی ایل	9.605

نندی پور ریسرچ انسٹیٹیوٹ گوجرانوالہ کے اغراض و مقاصد اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*7848: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) اور چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ آبپاشی کا نندی پور ریسرچ انسٹیٹیوٹ گوجرانوالہ کب قائم کیا گیا تھا اور اس کے قائم کرنے کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) اس میں کس کس کام پر ریسرچ کی جاتی ہے؟

(ج) اس وقت اس ادارے میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(د) اس ادارے کا سال 04-2003 اور 05-2004 کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل دی جائے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) محکمہ آبپاشی کا ریسرچ سٹیشن ابتدائی طور پر 1925 میں ملک پور نزد پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور میں نہر اپر باری دوآب کے کنارے قائم کیا گیا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد یہ سٹیشن بھارت میں رہ جانے کی وجہ سے محکمہ آبپاشی کو اپنے پراجیکٹ کی ڈیزائننگ اور تعمیر میں دشواری پیدا ہونے لگی۔ جس کے نتیجہ میں نندی پور ریسرچ سٹیشن ضلع گوجرانولہ 1952 میں نہر اپر چناب کے کنارے قائم کیا گیا۔ یہ ادارہ اپنے حجم اور احسن کارکردگی کی وجہ سے دنیا کے تمام ایسے اداروں میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے اور اس کے کام اور تحقیق کو دنیا میں عزت کی نگاہ سے دیکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ اس ادارے کا مقصد ملک اور خصوصاً صوبہ پنجاب میں تعمیر ہونے والے پانی اور بجلی کے ترقیاتی پراجیکٹس کے ڈیزائن کو چیک کرنا ہے تاکہ ان پراجیکٹس سے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کئے جا سکیں۔

(ب) اس سٹیشن پر پانی اور بجلی کے لئے قائم ہونے والے پراجیکٹس "ڈیم" ہائیڈل پاور سٹیشن، بیراج، ہیڈورکس، پل، نہریں اور ان سے متعلقہ تعمیرات کی ڈیزائننگ پر تحقیق کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ دریاؤں میں سیلاب اور اس کی وجہ سے ہونے والے نقصانات پر کنٹرول اور دریاؤں کے رخ کو درست سمت میں رکھنے کے لئے ریسرچ کی جاتی ہے۔ اس ریسرچ کے ذریعے ڈیزائن کئے گئے پراجیکٹس اپنی کارکردگی میں بہت بہتر اور اس سے حاصل ہونے والے فوائد میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے اور ان کی ڈیزائننگ اور تعمیر میں کس قسم کے نقص کا احتمال نہیں رہتا۔

(ج) اس وقت ادارے میں تعینات ملازمین کی تعداد، عہدہ اور گریڈ وغیرہ کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مالی سال 04-2003 اور 05-2004 کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1- مالی سال 2003-04

سالانہ اخراجات	سالانہ آمدنی
2,52,66,013/-	12,41,794/- روپے

2- مالی سال 2004-05

سالانہ اخراجات	سالانہ آمدنی
2,88,84,959/- روپے	17,79,817 روپے

کینال ریسٹ ہاؤس اوچ شریف میں درختوں کی غیر قانونی کٹائی

*8078: **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 4 ماہ قبل کینال ریسٹ ہاؤس اوچ شریف بہاول پور کے ملکیتی لاکھوں روپے کے درخت بیلدار اور میٹ کی نگرانی میں کاٹے گئے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ ایکسیئن کو لوگوں نے اس سلسلہ میں آگاہ کیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایکسیئن نے اطلاع ملنے کے باوجود متعلقہ ملازمین کے خلاف کارروائی نہ کی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ چند روز قبل ایکسیئن نے کینال ریسٹ ہاؤس اوچ شریف کا اچانک visit کیا تو لوگوں نے انہیں ان قیمتی درختوں کے کاٹنے کا ثبوت فراہم کیا؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایکسیئن نے متعلقہ سرکاری ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کی بجائے الٹا درخواست دینے والے افراد کو کہا کہ یہ درخت میری نجی پراپرٹی ہے، کسی بھی شہری کو اس میں مداخلت کی اجازت نہ ہے؟

(و) کیا حکومت ان درختوں کے کاٹنے کی تحقیقات کروانے اور اس کے ذمہ دار افسران اور اہلکاران سے ان درختوں کا نقصان وصول کرنے اور ان کے خلاف قانونی / محکمانہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) چار ماہ قبل کینال ریسٹ ہاؤس اوچ شریف میں صرف دو عدد درختوں قسم سفیدہ کے اوپر سے تقریباً پانچ اور آٹھ فٹ لمبائی کے ٹکڑے ٹیوب ویل سپلائی کے لئے بجلی کے تار پاس کرنے کے لئے محکمہ واپڈا کے اہلکاروں کی ہدایت پر کاٹے گئے تاکہ بجلی کے تار درختوں

سے نہ ٹکرائیں۔ درختوں کے اوپر کے حصے جو کاٹے گئے سٹور میں محفوظ ہیں۔ یہ درخت سب انجینئر اوچ شریف کی نگرانی میں کاٹے گئے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے۔

(ج) ایکسیئن احمد پور شرقیہ نے اطلاع ملنے کے بعد انکوائری کے دوران complainant کو بار بار بلایا مگر وہ حاضر نہ ہوئے۔

(د) یہ درست ہے کہ ایکسیئن احمد پور شرقیہ نے کینال ریسٹ ہاؤس اوچ شریف کا دورہ کیا لیکن یہ درست نہ ہے کہ لوگوں نے درخت کاٹنے کا کوئی ثبوت فراہم کیا۔

(ہ) یہ درست نہ ہے۔

(و) تقریباً چار ماہ قبل بجلی کی تار گزارنے کے لئے واپڈا کے اہلکاران کی ہدایت پر سب انجینئر اوچ شریف نے اپنے عملے کی مدد سے دو عدد درخت قسم سفید کے اوپر سے کچھ حصہ کاٹا تاکہ بجلی کی تار گزارے جا سکیں جو کہ کینال کالونی اوچ شریف میں سٹور کے اندر محفوظ ہیں لہذا محکمانہ کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

سیالکوٹ۔ ہیڈ مرالہ پر ٹال ٹیکس کی وصولی سے متعلقہ تفصیل

*8382: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ ہیڈ مرالہ سے گزرنے والی ہر گاڑی پر ٹیکس لگایا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ وہاں کے رہائشی لوگوں کو دن میں کئی بار وہاں سے گزرنا پڑتا ہے؟

(ج) متذکرہ بالا ٹیکس محکمہ نہر کتنے عرصہ سے وصول کر رہا ہے یہ ٹیکس کس کے حکم سے وصول کیا جاتا ہے؟

(د) جب سے یہ ٹیکس لگایا گیا ہے اب تک کتنا ٹیکس جمع ہوا ہے اور متذکرہ ٹیکس کہاں کہاں استعمال ہوتا ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) سیکرٹری آبپاشی کے نوٹیفکیشن نمبری SO(REV)2-19/95 مورخہ 29۔ جون 1995 کے مطابق درج ذیل گاڑیوں کے علاوہ بیراج پر سے گزرنے والی تمام گاڑیوں پر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔

(1) جھنڈے والی گاڑیاں جن پر قصر صدارت یا گورنر ہاؤس کی نمبر پلیٹ لگی ہو۔
(2) تمام جھنڈے والی گاڑیاں
(3) سرکاری فوجی گاڑیاں
(4) پولیس کی گشت والی گاڑیاں
(5) محکمہ صحت سوشل سکیورٹی یا ہلال احمر کی ایمبولینس گاڑیاں
(6) آگ بجھانے والی گاڑیاں
(7) محکمہ آبپاشی کی گاڑیاں۔

(ب) علاقہ کے رہائشی لوگوں کو جن کی گاڑیاں دن میں کئی بار بیراج پر سے گزرتی ہیں ان کو سیکرٹری آبپاشی کے نوٹیفکیشن نمبری SO(REV)(I&P)2-19/98 مورخہ 26-06-98 کے مطابق -/125 روپے ماہوارہ پر پاس جاری کیا جاتا ہے۔

(ج) متذکرہ ٹیکس مرالہ ڈویژن میں سال 98-1997 سے بمطابق سیکرٹری آبپاشی کے نوٹیفکیشن نمبری SO(REV)2-19/95 مورخہ یکم دسمبر 1996 سے شروع کیا گیا یہ ٹیکس محکمہ نہر کے تمام بیراجز پر لگایا جاتا ہے۔

(د) جمع ہونے والا ٹیکس خزانہ سرکار میں بذریعہ ہیڈ آف آکاؤنٹ (P.W.Deposit)G-10113 جمع کروا دیا جاتا ہے جسے حکومت پنجاب اپنی ضروریات کے مطابق استعمال کرتی ہے۔ مرالہ ڈویژن اس ٹیکس کو استعمال نہیں کرتا۔ اب تک جمع ہونے والے ٹیکس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	سال	رقم
1۔	1997-98	7,69,630
2۔	1998-99	9,00,000
3۔	1999-2000	12,45,383
4۔	2000-01	13,05,000
5۔	2001-02	13,25,000
6۔	2002-03	13,36,505
7۔	2003-04	21,00,000
8۔	2004-05	35,50,000
9۔	2005-06	46,00,000
10۔	2006-07	55,55,000 (سال 2006-07 کی فائنل بڈ کی رقم)

موضع بھمبہ کلاں تحصیل و ضلع قصور سرکاری اراضی پر قبضہ اور حکومتی اقدامات

*8476: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راجباہ ظفر کے برجی نمبر 6 تا 8 موضع بھمبہ کلاں تحصیل و ضلع قصور کی پٹریوں اور دیگر سرکاری اراضی پر ناجائز ذرائع سے لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے بلکہ اس طریقے سے راجباہ کا راستہ بھی تبدیل کر دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے کاشتکاران موگہ نمبر 6562/L بری طرح متاثر ہو چکے ہیں اگر یہ درست ہے تو حکومت ناجائز قابضین سے کب تک واگزاری کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا ناجائز قابضین کی وجہ سے متاثرین موگہ 6562/L پانی کی فراہمی میں کمی کا شکار ہیں اور بھل صفائی بھی متاثر ہو رہی ہے، جس کی شکایات محکمہ کے افسران تک کئی بار کی گئیں مایوسی کے شکار متاثرین کا یہ مسئلہ کب حل ہو گا؟

(ج) کیا حکومت ناجائز قابضین کے خلاف قانونی کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ راجباہ ظفر کی برجی نمبر 6-7 موضع بھمبہ کلاں تحصیل و ضلع قصور کی پٹریوں اور دیگر سرکاری اراضی پر ناجائز ذرائع سے لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ البتہ نہری پٹری سے ملحقہ زمین کے مالکان نے اپنی ذاتی زمینوں میں مکانات تعمیر کر رکھے ہیں اور نہری پٹری پر درخت لگائے ہوئے تھے جن کے نیچے اپنے مویشی وغیرہ باندھ لیا کرتے تھے اور گوبر وغیرہ نہر کے کنارے پر جمع کر دیتے تھے، ملزمان کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جا چکی ہے اور اب موقع سے ناجائز لگائے گئے درخت محکمہ جنگلات کے توسط سے کاٹ دیئے گئے ہیں اور نہر کی الائنمنٹ موقع پر درست کرا دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ موگہ نمبر 6562/L کے پانی کی فراہمی میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے یا بھل صفائی متاثر ہوتی ہے۔ معاملہ محض دو گروپوں میں باہمی اختلافات کا ہے جو ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے ہر حربہ استعمال کر رہے ہیں۔ البتہ محکمہ انہار نے نہری پٹری پر مویشی باندھنے والوں اور نہری پٹری کو ناجائز استعمال کرنے والوں کے خلاف

کارروائی بروقت کی ہے۔

(ج) نہری پٹری کو ناجائز استعمال کرنے والوں کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی بروقت عمل میں لائی جا چکی ہے بلکہ پرچہ پولیس بھی درج کروایا جا چکا ہے۔ موقعہ پر صورت حال درست ہے۔

راجباہ لالو گرڈار یگیشن ڈویژن قصور کی بھل صفائی

*8479: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری۔ کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راجباہ لالو گرڈار یگیشن ڈویژن قصور کے زیر انتظام ہے اور یہ ششماہی بنیاد پر چلتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ راجباہ کے علاقہ میں زیادہ تر کاشتکار چاول کاشت کرتے ہیں اور اس کا زیادہ تر دارومدار نہری پانی پر ہوتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ راجباہ کی بھل صفائی اس سال نہیں کی گئی جس کی وجہ سے ٹیل سے پہلے تین میل کا ایریا نہری پانی کی فراہمی سے محروم ہے اس کا ذمہ دار کون ہے اور ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ راجباہ کی بھل صفائی فوری طور پر کرانے کو تیار ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) لالو گرڈ راجباہ کی بھل صفائی جون 2006 میں عمل میں لائی گئی اور پانی ٹیل پر پہنچ رہا ہے اس لئے مزید کسی قسم کی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

(د) لالو گرڈ راجباہ کی بھل صفائی جون 2006 میں بذریعہ مشین برجی نمبر 47 تا 94500 (ٹیل) کر دی گئی اس طرح جون کے آخر تک راجباہ تسلی بخش کارگزاری کے لئے تیار کر دیا گیا۔

ڈی جی خان۔ تحصیل ٹرائیبل ایریا میں سمال ڈیم کی تعمیر

*8494: سردار فتح محمد خان بزدار۔ کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا حکومت پنجاب ڈی جی خان ٹرائیبل ایریا تحصیل ٹرائیبل ایریا میں سمال ڈیم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر آبپاشی:

حکومت پنجاب کی طرف سے ڈی جی خان tribal ایریا میں سمال ڈیم بنانے کے لئے ماضی میں ابتدائی feasibility رپورٹ تیار کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن (tribal) ایریا کے اکثر نالوں میں silt کی مقدار بہت زیادہ ہے اور نالوں کی تہہ میں جمع شدہ silt کی گہرائی بہت زیادہ ہے اور پختہ چٹانیں بہت گہرائی میں ہیں۔ ان وجوہات کی بناء پر feasibility کا کام موقوف کر دیا گیا تھا۔

ضلع لیہ۔ گزشتہ تین سالوں کے دوران محکمہ آبپاشی میں بھرتی کی تفصیل

*8496: محترمہ فرزانہ راجہ۔ کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گزشتہ تین سالوں کے دوران ضلع لیہ میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتا اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر بھرتی سے قبل اخبارات میں تشہیر کی گئی تو نقل فراہم کی جائے، اگر ایسا نہیں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ان میں سے کتنے افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے میرٹ کا طریق کار اور میرٹ بنانے والے افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت فراہم کی جائے؟

(د) جن افراد کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا ان کے نام اور ان کے سفارش کنندہ کا نام کیا ہے؟

(ہ) اگر ان افراد کو ریکروٹمنٹ کمیٹی کے ذریعہ بھرتی کیا گیا ہے تو ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام اور عہدہ جات مع گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) گزشتہ تین سالوں کے دوران 67 افراد کو بھرتی کیا گیا ہے ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بھرتی اخبار میں تشہیر کر کے کی گئی ہے۔ نقل اشتہار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔ میرٹ کا طریق کار اور بھرتی ریکروٹمنٹ پالیسی کے مطابق میرٹ پر کی گئی ہے۔ میرٹ بنانے والے افسران کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت
1۔	ملک اصغر محمود	ایکسین	18	BSC سول انجینئرنگ
2۔	خاور نذیر	ایکسین	18	BSC سول انجینئرنگ
3۔	محمد نواز بھٹی	ایس ڈی او	17	BSC سول انجینئرنگ

(د) تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔

(ہ) ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام اور عہدہ جات، مع گریڈ کی تفصیل بمطابق جواب درج بالا جز (ج) شمار کی جائے؟

تحصیل گوجر خان۔ متروک ڈیموں اور ان کی بحالی سے متعلقہ تفصیل

*8499: بریگیڈئر (ر) محمد حسن۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک ڈیم کرنب اور حامد جھنگی کے درمیان اور دوسرا حامد جھنگی اور چھاری کے درمیان 61-1960 میں گوجر خان تحصیل ضلع راولپنڈی میں بنے تھے اب تقریباً مٹی سے بھر چکے ہیں کیا ان کو اونچا کرنے کی گنجائش ہے؟

(ب) کیا اس کا ٹیکنیکل سروے کیا جا سکتا ہے اور اگر feasible ہو تو اس کو اونچا کیا جا سکتا ہے اور کب تک؟

(ج) اگر اونچا کرنا feasible نہ ہو تو کیا اسی واٹر کورس پر نیچے نئے ڈیم بنائے جا سکتے ہیں اس کا سروے بھی کیا جا سکتا ہے اور اگر ممکن ہو تو نئے ڈیم کب تک بن سکتے ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) 61-1960 میں کرنب اور حامد جھنگی اور چھاری کے درمیان محکمہ آب نے واٹر شیڈ مینجمنٹ منگلا ڈیم کے تحت چیک ڈیم تعمیر کئے تھے جو کہ وقت کے ساتھ silt سے بھر گئے اب ان چیک ڈیمز کو اونچا کرنا ممکن نہیں۔

(ب) یہ چیک ڈیم تھے ان کو اونچا نہیں کیا جا سکتا۔

(ج) کرنب چیک ڈیم کے نیچے اوگاہوں گاؤں کے قریب ایک سمال ڈیم کی (proposal) ہے اس کا سروے اور جیالوجیکل (investigation) بھی مکمل ہو چکی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ہیڈ تریموں ضلع جھنگ ٹال ٹیکس کی آمدن کے استعمال کی تفصیلات

280: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیڈ تریموں ضلع جھنگ پر چند سال سے ایک ٹال ٹیکس لگایا گیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی آمدن کہاں پر خرچ ہوتی ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) گورنمنٹ آف پنجاب اریگیشن اینڈ پاور ڈیپارٹمنٹ نوٹیفکیشن نمبر S.O(Rev)2-19/95 مورخہ 29-06-95 کے تحت تمام بیراج / ہیڈورکس بشمول تریموں بیراج پر ٹال ٹیکس یکم جولائی 1995 سے لاگو ہوا۔

(ب) ٹال ٹیکس کی آمدن خزانہ سرکار پنجاب کی ریونیو مد (ٹال ٹیکس بیراج 1262-104) میں جمع کروائی جا رہی ہے۔

شیخوپورہ، مانانوالہ برانچ ڈرین کی کھدائی سے متعلقہ تفصیلات

290: جناب عابد حسین چٹھہ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مانانوالہ برانچ ڈرین شیخوپورہ کی کھدائی کی جا رہی ہے؟

(ب) کیا حکومت اس کی کھدائی کے اغراض و مقاصد بیان کرے گی؟

(ج) مذکورہ بالا ڈرین کی کھدائی کا ٹھیکہ کتنی مالیت کا ہے اور کس کو دیا گیا نیز یہ کام کب تک مکمل ہو گا؟

وزیر آبپاشی:

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ مانانوالہ برانچ ڈرین کی بحالی اور کھدائی از برجی نمبر 4000 تا 92000 اور 113000 تا 3137000 کی جا چکی ہے۔

(ب) یہ ڈرینج جڑانوالہ ڈرینج سسٹم کا اہم حصہ ہے اور اس کی لمبائی 42 میل ہے۔ یہ فاروق آباد سے شروع ہو کر تحصیل جڑانوالہ میں آ کر مین ڈرینج جڑانوالہ میں گرتی ہے۔ اس میں کچھ چھوٹی چھوٹی ڈرنیز اور بھی شامل ہو جاتی ہیں اور اس کا مقصد سیم زدہ زمین کی بحالی اور بارش کے پانی کا نکاس ہے۔ اس کی صفائی اور مرمت حکومت پنجاب کے ذمہ ہے کیونکہ اس کے اندر جنگلی بوٹی، ویڈز، روٹس اور بارشوں کی وجہ سے مٹی بھر چکی تھی جس کی وجہ سے seepage اور بارشی پانی شہروں اور قصبوں کے گندے پانی کے نکاس میں کافی بڑی حد تک رکاوٹ آ رہی تھی لہذا اس ڈرین کی desilting ضروری تھی تاکہ اس کی اصل حالت بحال کی جائے اور بارشی پانی کا اخراج ڈیزائن کے مطابق ہو۔

(ج) مانوالہ برانچ ڈرین کی کھدائی کا ٹھیکہ 32.57 لاکھ روپے تھا اور اس کا ٹھیکہ رانا ٹریڈرز لائن پارک فاروق آباد ضلع شیخوپورہ کو دیا گیا۔ مذکورہ بالا ڈرین کی کھدائی کا کام 31-08-04 کو مکمل ہو چکا ہے۔

محکمہ انہار ضلع بھکر، بیلداروں سے متعلقہ تفصیل

420: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

محکمہ انہار ضلع بھکر میں کل کتنے بیلدار ہیں اور کس کس جگہ تعینات ہیں اس وقت بیلداروں کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

وزیر آبپاشی:

محکمہ انہار بھکر ڈویژن میں بیلداروں کی کل تعداد 242 جس میں 15 بیلداروں کی اسامیاں خالی ہیں۔

227 حاضر سروس بیلداروں کی جائے تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پی ایم آئی یو محکمہ آبپاشی میں نوجوان کو ڈیٹا انٹری آپریٹر بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

495: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پروگرام مانیٹرنگ اینڈ امپلی منٹیشن یونٹ (PMIU) اریگیشن اینڈ پاور ڈیپارٹمنٹ میں ڈیٹا انٹری آپریٹر کی بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک نوجوان محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ جو کہ ایف ایس سی پاس ہے، کمپیوٹر ڈپلومہ ہولڈر ہے، تجربہ 2 سال اور سپیڈ 45 ہے، نے بھی ٹیسٹ دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹیسٹ پاس کرنے کے باوجود اس کو بعد میں فیل کر دیا گیا، وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ نوجوان ابرار لطیف ٹیسٹ میں فیل قرار پایا۔ میرٹ لسٹ میں اس کا 42 واں نمبر تھا جبکہ چار لوگوں کو جو میرٹ پر پہلے چار نمبروں پر تھے بھرتی کر لیا گیا۔

موضع بھمبہ کلاں تحصیل و ضلع قصور، سرکاری اراضی پر قبضہ اور حکومتی اقدامات

572: **مہر اشتیاق احمد**۔ کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راجباہ ظفر کی برجی نمبر 6 تا 8 موضع بھمبہ کلاں تحصیل و ضلع قصور کی پٹڑیوں اور دیگر سرکاری اراضی پر ناجائز ذرائع سے لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے، بلکہ اس طریقے سے راجباہ کا راستہ بھی تبدیل کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے کاشتکاران موگہ نمبر 6562/L بری طرح متاثر ہو چکے ہیں، اگر یہ درست ہے تو حکومت ناجائز قابضین سے کب تک واگزاری کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا ناجائز قابضین کی وجہ سے متاثرین موگہ نمبر 6562/L پانی کی فراہمی میں کمی کا شکار ہیں اور بھل صفائی بھی متاثر ہو رہی ہے، جس کی شکایات محکمہ کے افسران تک کئی بار کی گئیں، مایوسی کے شکار متاثرین کا مسئلہ کب حل ہو گا؟

(ج) کیا حکومت ناجائز قابضین کے خلاف قانونی کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ راجباہ ظفر کی برجی نمبر 6-7 موضع بھمبہ کلاں تحصیل و ضلع قصور کی پٹریوں اور دیگر سرکاری اراضی پر ناجائز ذرائع سے لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے البتہ نہری پٹری سے ملحقہ زمین کے مالکان نے اپنی ذاتی زمینوں میں مکانات تعمیر کر رکھے ہیں اور نہری پٹری پر درخت لگائے ہوئے تھے جن کے نیچے اپنے مویشی وغیرہ باندھ لیا کرتے تھے اور گوبر وغیرہ نہر کے کنارے پر جمع کر دیتے تھے۔ ملزمان کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جا چکی ہے اور اب موقع سے ناجائز لگائے گئے درخت محکمہ جنگلات کے توسط سے کاٹ دیئے گئے ہیں اور نہر کی الائنمنٹ موقع پر درست کرا دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ موگہ نمبر 6562/L کے پانی کی فراہمی میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے یا بھل صفائی متاثر ہوتی ہے۔ معاملہ محض دو گروپوں میں باہمی اختلافات کا ہے جو کہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے ہر حربہ استعمال کر رہے ہیں۔ البتہ محکمہ انہار نے نہری پٹری پر مویشی باندھنے والوں اور نہری پٹری کو ناجائز استعمال کرنے والوں کے خلاف بروقت کارروائی کی ہے۔

(ج) نہری پٹری کو ناجائز استعمال کرنے والوں کے خلاف حسب ضابطہ بروقت کارروائی عمل میں لائی جا چکی ہے بلکہ پرچہ پولیس بھی درج کروایا جا چکا ہے۔ موقع پر صورتحال درست ہے۔

دفتر مہتمم انہار لاہور۔ اہل نوجوانوں کو بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

592: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مہتمم انہار بی ایس لنک ڈویژن لاہور آفس دھرم پورہ کینال بنک لاہور میں محمد ریاض فراز ولد نذیر احمد حجرہ شاہ مقیم اوکاڑہ برائے بیلدار، شرافت شیراز ولد شوکت علی حجرہ شاہ مقیم برائے ریگولیشن بیلدار نے درخواستیں دے کر انٹرویو دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دونوں نوجوانوں کو میرٹ میں فائنل ہونے کے باوجود ابھی تک تعیناتی آرڈر جاری نہیں کئے گئے ہیں، وجوہات بیان کی جائیں، کب تک آرڈر جاری کئے جائیں گے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بھرتیاں رشوت کی بنیاد پر میرٹ کو نظر انداز کر کے کی جا رہی ہیں اور مستحق نوجوانوں کو نظر انداز کیا جا رہا ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق بھرتی عمل میں لائی جا رہی ہے اور میرٹ پر سختی سے عمل ہوگا۔

(ج) بھرتی بمطابق گورنمنٹ پالیسی کی جا رہی ہے اور میرٹ پر پورا اترنے والے امیدوار ہی مستحق قرار پائیں گے۔

میاں یاور زمان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں یاور زمان: جناب سپیکر! آج کے اخبار "نوائے وقت" کے اندر میرے اور میرے والد محترم میاں محمد زمان جو کہ سابق وفاقی وزیر رہے اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی سنٹرل ورکنگ کمیٹی کے ممبر رہے، ان کے متعلق ایک جھوٹی اور من گھڑت خبر شائع کی ہے کہ ہمارے (ق) لیگ سے کوئی رابطے ہیں، ہماری کسی قسم کی کوئی deal چل رہی ہے اور مطلوبہ نشستوں پر ہمارے ساتھ ان کی قیادت نے ٹکٹیں دینے کی حامی بھری ہے۔ میں اس کی بھرپور طریقے سے تردید کرتا ہوں اور مذمت کرتا ہوں۔ میں ادارے کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم مجید نظامی صاحب، عارف نظامی صاحب کی تہہ دل سے عزت کرتے ہیں کہ انھوں نے ہمیشہ حق اور سچ کا ساتھ دیا ہے۔ انھوں نے ہمیشہ تلقین کی ہے کہ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ میاں صاحب! آپ کی تردید آ گئی۔ پوائنٹ آف آرڈر پر آپ نے تقریر تو نہیں کرنی۔ آپ کی تردید آ گئی ہے، شکریہ

معزز اراکین: بولنے دیں۔

میاں یاور زمان: میں احتجاج کرتا ہوں اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں پرویز مشرف کی حکومت کے دور میں دو بار جیل جا چکا ہوں۔ مجھے کوئی سختی یا لالچ جھکا نہیں سکا لیکن آج ایک نامہ نگار جو اوکاڑہ سے تعلق رکھتا ہے میرے مخالفوں کے ساتھ ساز باز کر کے اس نے میری

ساکھ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ میں اس ہاؤس کی وساطت سے ادارے کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ حق اور سچ کا لیبل اپنے ادارے پر لگاتے ہیں تو کم از کم true spirit کے ساتھ اسے قائم بھی کیجئے اور ایسی کالی بھیڑوں کو جو ضلعوں کے اندر بیٹھی ہیں نامہ نگاروں کے طور پر جو مالی مفادات حاصل کر کے ہمیں نقصان پہنچا رہی ہیں انہیں اپنے ادارے سے نکالئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! ابھی چلنے دیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! کل جناب الطاف حسین ایم کیو ایم کے لیڈر نے ایک بیان دیا ہے کہ شجاعت حسین صاحب [*******]

جناب سپیکر: کدھر یہ بیان آیا ہے؟

راجہ ریاض احمد: الطاف حسین صاحب نے یہ بیان دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کون سی اخبار میں؟

راجہ ریاض احمد: اخبار میں آیا ہے۔ انھوں نے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ راجہ بشارت صاحب جو کچھ اسمبلی میں کر رہے ہیں یہ صوبہ کے خلاف کر رہے ہیں۔ میں اس چیز کی مذمت کرتا ہوں۔ آپ کے حق کی بات کرنے لگا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

راجہ ریاض احمد: انھوں نے جو کہا ہے کہ [*******]

جناب سپیکر: یہ ان کے الفاظ نہیں ہو سکتے۔۔۔

راجہ ریاض احمد: جناب! انھوں نے کہا ہے [*******]

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

راجہ ارشد محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر

حلقہ پی پی-6 راولپنڈی میں سر عام ڈکیتی کی وارداتوں میں اضافہ

راجہ ارشد محمود: جناب سپیکر! مہربانی، شکریہ۔ میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب کے ایک بہت اہم چیز گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ میرا حلقہ پی پی-6 میں آج رات کو تیسری ڈکیتی ہوئی ہے۔ راجہ صاحب کو پتا ہو گا کہ پہلی دوسرے رمضان میں یونین کونسل چکلالہ میں سر عام ڈکیتی ہوئی ہے جس میں تقریباً بارہ لوگ ملوث ہیں، جو کلاشنکوفیں اور پستول اٹھائے ہوئے گشت کرتے ہیں اور سب دکانیں لوٹ لیتے ہیں پھر اس کے پانچ دن بعد اس کے ساتھ ہی ڈھوک منشی میں انھوں نے واردات کی جس میں ایک سعید نامی شخص ہلاک ہوا ہے اور دوسرا زخمی ہو گیا ہے۔ یہ واردات بالکل پہلی واردات کی طرح ہے کہ ڈکیت روڈ کے اوپر کھڑے ہو کر کلاشنکوف اٹھا کر سر عام فائرنگ کرتے ہیں، پچیس منٹ تک انھوں نے کلاشنکوف سے فائرنگ کی اور باقی ان کے جو غنڈے ہیں انھوں نے دکانیں لوٹی ہیں۔ آج رات کو یونین کونسل رحمت آباد کے مرکز میں انھوں نے ایک شاپنگ سنٹر میں جیولری کی دکان لوٹی، پانچ دہشت گردوں نے کلاشنکوفیں اٹھا کر چوک میں فائرنگ کی اور پانچ نے ساری دکانیں لوٹیں اور بھاگ گئے۔ پولیس کا رویہ یہ ہے کہ رات کو میں نے ایس ایس پی اظہر صاحب اور ڈی پی او سعود عزیز صاحب سے بار بار رابطہ کرنے کی کوشش کی کیونکہ حلقہ کے تمام لوگوں نے مجھ سے رابطہ کیا کہ یہ صورتحال بنی ہوئی ہے کہ لوگوں کے اندر خوف پھیلا ہوا ہے۔ ان کو فون کرنے کے باوجود پولیس ایک گھنٹے کے بعد آئی ہے اور وہاں کے مقامی لوگوں نے ان کا مقابلہ کیا، وہاں سے ڈکیت بھاگ گئے اور چوری کی ہوئی سب چیزیں بھی ساتھ لے گئے۔ میں آپ کی وساطت سے منسٹر لاء سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس حلقہ کے اندر اتنی زیادہ افراتفری پھیلی ہوئی ہے کہ کسی آدمی کو کوئی بھی تحفظ نہیں ہے۔ کوئی آدمی اپنا کاروبار سر عام نہیں کر سکتا تو ان کی آگے کیا حکمت عملی ہے اور یہ کیا کریں گے کہ عوام کو تحفظ دیا جائے؟

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! معزز رکن کی تشویش بالکل درست ہے اور جن واقعات کی انھوں نے نشاندہی فرمائی ہے وہ بالکل درست ہیں۔ یہ واقعات ہوئے ہیں۔ رات کے واقعے کا مجھے علم نہیں ہے، اس کے متعلق تفصیل منگوا لیتے ہیں۔ بہر حال میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ مقامی پولیس کو یہ ہدایت کی جائے گی کہ وہ ان سے خود رابطہ کریں اور ان کی تشویش کے حوالے سے مکمل تفتیش کی جائے گی۔ امید ہے کہ مقدمات تو درج ہو چکے ہوں گے۔ میں ذاتی طور پر اس کو دیکھوں گا اور معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ ملزمان کی گرفتاری کے لئے مقامی پولیس کو ہدایت جاری کی جائے گی۔

راجہ ارشد محمود: جناب سپیکر! پہلے جو ڈکیتی ہوئی اس کے فوراً بعد SSP اور متعلقہ ناظم بھی موقعہ پر پہنچ گئے تھے۔ وہاں پر ہم نے یہ طے کیا تھا کہ ساڑھے نو بجے تھانہ ایئرپورٹ پر ہم سب ایک میٹنگ کریں گے جس میں آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا جائے گا۔ میں صبح ساڑھے نو بجے پہنچا تو مجھے وہاں پر SSP/SHO ملے اور نہ ہی متعلقہ ناظم پہنچے تھے۔ میں نے ان کے ساتھ فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کی تو وہ فون پر بھی نہیں مل سکے۔ میں نے تھانہ کے محرر کے پاس اپنا نمبر بھی چھوڑا لیکن انھوں نے میرے ساتھ کوئی رابطہ نہیں کیا۔ رات بھی میں نے بار بار ان کے ساتھ رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن ان سے میرا رابطہ نہیں ہو سکا۔ تو میں وزیر قانون صاحب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ خود اس چیز میں دلچسپی لیں۔ وہاں پر ایک گروہ منظم ہو چکا ہے جو آئے دن وارداتیں کر رہا ہے۔ اسے کسی طریقے سے ختم کیا جائے تاکہ عوام کو ریلیف مل سکے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! آپ اس معاملے میں ذاتی توجہ دیں۔ متعلقہ پولیس افسران کو ہدایت کریں کہ وہ ان ملزمان کو فوراً گرفتار کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی بہتر ہے۔ تعمیل ہو گی۔

صوبہ میں جرائم پیشہ افراد کا ایم کیو ایم کے عہدیدار بننے سے گلی کوچوں کے جرائم میں اضافہ

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! سپیکر صاحب کی یہ observation تھی کہ ہم لاء اینڈ آرڈر کے لئے ایک دن مختص کریں گے۔ last Friday یہاں پر discussion ہوئی۔ ارشد محمود بگو صاحب کا ایک پوائنٹ آف آرڈر تھا جس پر انھوں نے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کے حوالے سے وضاحت چاہی تھی۔ انھوں نے کہا تھا کہ یہاں پر street crimes بہت بڑھ چکا ہے اور criminal لوگ MQM کے عہدے دار بن چکے ہیں۔ وزیر قانون صاحب نے یہاں پر تسلیم کیا تھا کہ واقعی MQM involved ہے، street crimes بڑھا ہے۔ کیا انھوں نے آج تک ان کے خلاف کوئی ایکشن لیا ہے؟ فیصل آباد میں جتنے جرائم پیشہ لوگ تھے وہ اس وقت MQM کے عہدے دار بن چکے ہیں۔ چودھری ظہیر صاحب بھی فیصل آباد سے ہیں یہ بھی میری اس بات کی تائید کریں گے کہ اس وقت یہاں پر ایم کیو ایم والے rate of crimes infiltrate کر رہے ہیں۔ جتنے لوگ یہاں پر بھتہ لیتے تھے وہ ان کے عہدے دار بن گئے ہیں اور ہمارے شہر میں انھوں نے business community کو تنگ کرنا شروع کر دیا ہے۔ وزیر قانون صاحب نے اس بابت اب تک کیا ایکشن لیا ہے اس بارے میں ذرا ہمیں آگاہ کر دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے محترم بھائی نے دو چیزوں کی نشاندہی فرمائی ہے۔ پہلی بات انھوں نے لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پر بحث کرنے کے بارے میں فرمائی ہے۔ تو جیسا کہ آپ کے نوٹس میں ہے آج صبح سپیکر صاحب کے چیمبر میں یہ بات طے ہوئی ہے کہ اسی اجلاس میں لاء اینڈ آرڈر کے لئے دن مختص کیا جائے گا۔ ہم نے جمعرات کا دن price-hike پر عام بحث کے لئے رکھا ہے اور جمعہ کا دن ہم نے لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے رکھا ہے۔ تو امن و امان کے لئے عام بحث کے حوالے سے ہماری جو commitment تھی وہ اس طرح پوری ہو جاتی ہے۔

دوسرا رانا آفتاب صاحب نے فرمایا ہے کہ میں نے کہا تھا کہ کارروائی کریں گے۔ میں نے اس وقت یہ کہا تھا کہ ہم انکوائری کروا رہے ہیں۔ جہاں کہیں سے بھی ہمیں یہ شکایت ملے گی، جو بھی اس میں ملوث پایا گیا اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی ایک جماعت یا

ایک فرد کی بات نہیں ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: آپ نے اپنی statement change کر لی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں statement change نہیں کر رہا میں نے یہ کہا تھا کہ ہمیں اخبارات کے ذریعے یہ اطلاعات ملی ہیں۔ اس وقت جو پوائنٹ آف آرڈر تھا اس پر میں نے یہ کہا تھا کہ ہمیں اس قسم کی اطلاعات اخبارات کے ذریعے ملی ہیں۔ ہم اس کی تحقیقات کروا رہے ہیں۔ اس میں جو بھی ملوث ہوگا اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی اور میں اب بھی رانا آفتاب صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم تحقیقات کروا رہے ہیں۔ یہ صرف ایک جماعت کی بات نہیں ہے جو لوگ بھی کسی جرم میں شامل ہوں گے تو ان کے خلاف ضرور کارروائی کی جائے گی اور جب امن و امان پر عام بحث ہوگی تو اس وقت تک اگر ہمارے پاس کوئی ٹھوس ثبوت یا شواہد آ گئے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی میں آپ کی خدمت میں گزارش کر دوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب کے پاس source reports آتی ہیں۔ IB,ISI,MI, core intelligence, Special Branch کی رپورٹ آتی ہے۔ ان کے پاس field intelligence کی رپورٹس آتی ہیں۔ اس ملک کو تو ایجنسیاں ہی چلا رہی ہیں۔ کیا ان کے پاس کسی ایجنسی کی ایسی رپورٹ ابھی تک نہیں پہنچی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون یہ کہہ رہے ہیں کہ جس دن عام بحث ہوگی اس کی پوری وضاحت کر دی جائے گی۔ جمعہ کا دن مختص کر دیا گیا ہے لہذا آپ اس کا انتظار کیجئے۔ اس روز آپ کھل کر اس بارے میں بحث کر سکتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جس دن میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ توجہ دلائی تھی کہ پنجاب میں street crime بڑھ رہا ہے اور میں نے کہا تھا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ MQM کے دفاتر میں criminal لوگ involve ہیں۔ جس پر راجہ صاحب نے floor پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ ان کی بات ٹھیک بھی ہے اور نہیں بھی۔ انھوں نے تسلیم کیا کہ ہمارے پاس ایسی رپورٹیں آ رہی ہیں۔ یہ بات بالکل درست ہے۔ میں نے اس دن بھی floor پر کھڑے ہو کر کہا تھا آج پھر میں یہ کہتا ہوں کہ اس MQM کو ایک ڈکٹیٹر نے بنایا۔ اس نے کراچی میں جماعت اسلامی کو ختم کرنے کے لئے اس جماعت کو وہاں پر کھڑا کیا۔ اس جماعت نے اپنے بچوں کو کھانا شروع کر

دیا۔اس نے پورے کراچی کو امن سے محروم کر دیا۔اب وہ وہی practice پنجاب میں کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے حکومت سے یہ کہا تھا کہ خدا کے لئے اس پر توجہ دیں۔اگر آپ نے ان کو نہ روکا تو پھر بہت خرابی ہوگی۔ کسی کو سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے سے نہیں روکا جا سکتا۔یہ ہر پاکستانی کا حق ہے کہ وہ پاکستان کے کسی خطے میں جہاں چاہے سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لے سکتا ہے لیکن criminal activities میں حصہ لینے والوں کو روکنا حکومت کا کام ہے۔ میں راجہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اس بارے میں سنجیدگی سے نوٹس لیں۔اب چونکہ وزیر اعظم نے ان دونوں پارٹیوں کو بیان بازی سے منع کیا ہے۔صدر پرویز مشرف صاحب کے بارے میں بھی آج کے اخبارات میں آیا کہ انھوں نے اس پر سخت ایکشن لیا ہے۔انھوں نے کہا ہے کہ ایم کیو ایم اور حکومتی پارٹی کے درمیان جو بیان بازی ہو رہی ہے اس کو بند کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پنڈورا بکس کو ختم یہیں ہونا چاہئے۔ پنجاب حکومت کی یہ ڈیوٹی ہے کہ وہ ایسی criminal activities کو روکے۔ان کے پاس اطلاعات ہیں، agencies کی رپورٹیں بھی ہوں گی کہ crime rate اس لئے بڑھا ہے کہ MQM یہاں پر اپنے دفاتر بنا رہی ہے اور وہ criminal لوگوں کو اپنے عہدے دے رہی ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جس دن لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہوگی تو اس پر کھل کر بات کر لیجئے گا۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم Privilege Motions take up کرتے ہیں۔ مہر اشتیاق صاحب کی تحریک استحقاق ہے ان کی طرف سے request آئی ہوئی ہے لہذا ان کی تحریک کو 12-اکتوبر تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک اصغر علی قیصر صاحب کی ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اور آج تک pending تھی۔ جی، وزیر قانون!

ایس ایچ او تھانہ ڈی ٹائپ اور ٹی پی او اقبال ٹاؤن (فیصل آباد) کا رکن اسمبلی کو اپنے فرائض منصبی سے روکنا اور دھمکی دینا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس تحریک کو oppose نہیں کرتا، بے شک آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک اصغر علی قیصر صاحب کی تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب کی تحریک 268 ہے۔

پنجاب میڈیکل فیکلٹی کی جانب سے ہزاروں پیرامیڈیکل (ڈسپنسرز) کو جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹ کا اجراء

(---جاری)

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ پیش ہو چکی ہے اور وزیر صحت صاحب نے اس کا جواب دینا تھا۔ یہ ایک انتہائی اہم issue ہے۔ 42 ہزار جعلی سندیں جاری کی گئی ہیں۔ پورے صوبے کے لئے یہ تشویشناک مسئلہ ہے۔ وزیر صاحب تشریف نہیں لاتے اور یہ pending ہو جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا وزیر صحت تشریف رکھتے ہیں؟ Not available۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صحت بیٹھی ہیں ان سے جواب لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ کیا آپ اس کا جواب دینا چاہیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گی کہ انسان صرف ایک دفعہ پرکھا جاتا ہے، مومن ایک سوراخ سے بار بار نہیں ڈسا جاتا۔ انھوں نے فرمایا تھا کہ میں نے پارلیمانی سیکرٹری صحت سے جواب نہیں لینا۔ تو اب وزیر صاحب کا انتظار کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب! میں تو انتظار کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! اس کو pending کیا جاتا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب اس ہدایت کے ساتھ اس کو pending کریں کہ وزیر صاحب اس روز ضرور تشریف لائیں کیونکہ یہ پچھلے تین ماہ سے pending ہوتی چلی آ رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ عموماً ہوتے ہیں لیکن آج کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں آئے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! یہ تین ماہ سے pending ہوتی چلی آ رہی ہے۔ یہ بڑا اہم issue ہے وہاں سے 42 ہزار جعلی سندیں جاری ہوئی ہیں اور پورے پنجاب کے اندر جعلی ڈاکٹرز پیدا کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب وہ ہاؤس میں ہوں گے تو میں ان کو کہہ دوں گا۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 809 جناب ارشد محمود بگو صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ move ہو چکی ہے۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ کیا ایک محکمے کی پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ ہاؤس میں کہہ سکتی ہیں کہ میں نے اس سوال کا جواب نہیں دینا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انھوں نے یہ نہیں کہا۔ شاہ صاحب نے کہا ہے کہ میں ان سے جواب نہیں لینا چاہتا۔ انھوں نے اعتراض نہیں کیا۔ وہ تو جواب دینے کے لئے حاضر ہیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! انھوں نے کہا ہے کہ میں جواب نہیں دوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ جواب دینے کے لئے تیار تھیں لیکن شاہ صاحب نے کہا کہ میں منسٹر صاحب کا انتظار کروں گا۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! آپ اس پر رولنگ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب یہ سوال پیدا ہو تو میں رولنگ دوں۔ جب وہ جواب دینے کے لئے تیار ہیں تو میں کیسے رولنگ دوں۔ وہ جواب دینے سے انکار تو نہیں کر رہیں۔ راجہ صاحب! انھوں نے جواب دینے سے انکار نہیں کیا بلکہ شاہ صاحب کی مرضی کی وجہ سے جواب نہیں دے رہیں۔ چونکہ شاہ صاحب چاہتے ہیں کہ ہیلتھ منسٹر جواب دیں۔ Any how ان کی خواہش کے مطابق اسے pending کر دیا گیا ہے۔ اگلی تحریک جناب ارشد بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کر چکا ہوں۔ اب وزیر انڈسٹری نے اس کا جواب دینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: چیمہ صاحب! کہہ دیو کہ میرے کول اس دا جواب نہیں اے۔

صوبہ میں سی این جی سٹیشن کے قیام کے لئے این او سی حاصل کرنے کے بارے میں وزیر اعظم کے احکام پر عملدرآمد نہ ہونا

(---جاری)

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میرے کول اس دا جواب ہے۔ یہ سمری ہمارے پاس آئی تھی۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ سمری منظور کر کے متعلقہ محکموں کو بھیج دی ہے اور CNG سٹیشن لگانے میں جو مشکلات پیش آ رہی ہیں ان میں جو ممکن تھیں انھیں ختم کر کے CNG سٹیشن لگانے کے لئے آسان طریق کار وضع کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار یہ تھی کہ بیرون ملک سے جو پاکستانی سرمایہ کار پاکستان میں سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ یہاں پر ایک CNG سٹیشن لگانے کے لئے کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ جب وہ CNG سٹیشن کے لئے apply کرتے ہیں تو انھیں 12 محکموں سے NOC لینے پڑتے ہیں۔ یقین کیجئے کہ ہر ڈیپارٹمنٹ منہ کھول کر بیٹھا ہوتا ہے اور رشوت کے بغیر کوئی بھی این او سی جاری کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اب بیرونی سرمایہ کاروں نے وزیر اعظم کے سامنے یہ سوال اٹھایا کہ ہم اس ملک میں سرمایہ کاری کرتے ہیں لیکن ہمیں یہاں پر یہ یہ مسائل آتے ہیں۔ جس پر وزیر اعظم نے ان لوگوں پر مہربانی کرتے ہوئے یہ آرڈر کر دیا کہ صرف تین محکموں سے NOC لیا جائے ان میں Exclusive Department, HDIP Department and TMA ہیں۔ ان کے علاوہ کسی بھی ڈیپارٹمنٹ سے NOC لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب یہ سمری سیکرٹری انڈسٹری کے پاس پڑی ہوئی ہے۔ لہذا یہ واضح جواب دیں کہ وزیر اعظم نے جو کہا تھا کیا حکومت پنجاب نے ان کے مطابق آرڈر کر دیئے ہیں یا جیسے انھوں نے کہا کہ ہم نے کافی حد تک relief دے دیا ہے، یہ کافی حد تک کی بات نہ کریں بلکہ واضح طور پر اسمبلی میں فرمائیں کہ وزیر اعظم نے جو آرڈر کئے تھے حکومت پنجاب نے اس کے مطابق آرڈر جاری کر دیئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! اگر معزز رکن اپنی تسلی کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے پاس سمری موجود ہے۔ انھوں نے کسی شق کو دیکھنا ہے کہ وزیراعظم صاحب نے جو direction بھیجی تھی موجودہ آرڈر اس کے مطابق ہیں یا نہیں تو یہ جب چاہیں میرے پاس آکر دیکھ سکتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! کتنی بڑی سمری ہو گی یہ پڑھ دیں۔ میری تو تحریک التوائے کار بھی یہی تھی کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اس کے عین مطابق کیا ہے اور انھیں تمام سہولتیں دے دی ہیں جو آپ چاہتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وزیر موصوف on the floor of the House صرف اتنا کہہ دیں کہ وزیراعظم نے جو directions دی تھیں حکومت پنجاب نے ان کے مطابق سمری پاس کر دی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! ان کے متعلق جتنی بھی queries تھیں ان میں سے کچھ ایسی تھیں جو حکومت پنجاب نہیں کرنا چاہتی تھی۔ باقی ہم نے کر کے لوکل گورنمنٹ کو بھیج دی ہیں چونکہ یہ لوکل گورنمنٹ کے ہی متعلقہ تھی۔ یہ سمری پاس ہو کر مورخہ 28۔ ستمبر کو چلی گئی تھی۔ میں نے یہی وعدہ کیا ہے کہ اگر ان کو پوری تفصیل چاہئے تو یہ آکر دیکھ سکتے ہیں کہ کن کن چیزوں کی تخفیف کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مطلب ہے کہ وزیراعظم صاحب کی directions کے عین مطابق ہے؟

وزیر صنعت: بالکل جی۔ بہترین پالیسی بنائی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ وزیراعظم کی پالیسی کے مطابق ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جو آپ نے فرمایا ہے منسٹر صاحب کو چاہئے کہ وہ بھی اسی طرح جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انھوں نے یہی کہا ہے کہ وزیراعظم کی direction کے عین مطابق ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: نہیں۔ انھوں نے یہ نہیں کہا بلکہ انھوں نے کہا ہے کہ ہم نے بڑی اچھی

پالیسی بنائی ہے۔ میری درخواست ہے کہ جیسے آپ نے فرمایا ہے کہ وزیر اعظم نے انھیں جو نوٹیفکیشن جاری کیا ہے کیا حکومت پنجاب نے اسی کے مطابق پالیسی بنائی ہے؟ صرف یہ بتادیں یا پھر پوری سمری پڑھ دیں۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! یہ پالیسی اس سے بھی بہتر بنائی گئی ہے۔ اس میں کچھ چیزیں رہ گئی تھیں ہم نے وہ بھی ٹھیک کر کے بنائی ہے۔ لہذا وزیر اعظم کی پالیسی سے بھی یہ بہتر پالیسی آئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بگو صاحب! یہ تو ان سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گئے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جی، درست ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 715 ملک اصغر علی قیصر، رانا آفتاب احمد خان، سید حسن مرتضیٰ اور حاجی محمد اعجاز کی طرف سے ہے۔

الفلاح بلڈنگ لاہور میں بینو ولنٹ فنڈ سے تعمیر کئے گئے سنیما کا کرایہ وصول نہ کرنے سے محکمہ کو ماہانہ لاکھوں روپے کا نقصان

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب کے عام سرکاری ملازمین کی تنخواہوں سے ہر ماہ بنوولینٹ فنڈ کی مد میں مختلف شرح سے کٹوتی کی جاتی ہے۔ ان کی اس کٹوتی کی رقم سے الفلاح بلڈنگ بنائی گئی۔ الفلاح بلڈنگ کے اندر الفلاح سنیما ہے جو کہ ایک پرائیویٹ پارٹی کو ماہانہ کرایہ کی بنیاد پر دیا ہوا ہے۔ مگر اس سنیما کا کرایہ دار ماہانہ کرایہ اس کی انتظامیہ کو جمع کروا رہا ہے اور نہ ہی انتظامیہ اس سے کرایہ وصول کرنے میں مخلص ہے بلکہ انتظامیہ نے اس کو کافی کرایہ معاف بھی کیا ہے۔ جو کہ انتظامیہ ایسا کرنے کی مجاز بھی نہ تھی۔ ہونا تو چاہئے تھا کہ انتظامیہ سنیما ہال کے ٹھیکے دار کے خلاف کرایہ جمع نہ کروانے پر قاعدہ و قانون کے مطابق ایکشن لیتی۔ اس کا ایگریمنٹ کینسل کرتی اور یہ سنیما ہال کسی دوسری پارٹی کو دیتی مگر ایسا نہ کر کے انتظامیہ نے اس کرایہ دار کی سرپرستی کی ہے جس کی وجہ سے حکومت کے خزانہ کو لاکھوں روپے کا ماہانہ کی بنیاد پر نقصان ہو رہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! فاضل دوست نے بڑا اچھا point out کیا ہے۔ اس میں حکومت کا اپنا interest ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس میں کوئی کوتاہی کریں۔ اس میں صوبائی بہبود فنڈ بورڈ حکومت پنجاب بہبود فنڈ آرڈیننس 1960 کے تحت وجود میں آیا اور بورڈ نے 1962 میں الفلاح بلڈنگ تعمیر کرائی۔ صوبائی بہبود فنڈ کے تمام اخراجات حکومت پنجاب کے ملازمین کی تنخواہوں میں سے ملنے والے بہبود فنڈ کی کٹوتی، بلڈنگ کے کرایہ اور ایل ڈی اے پلازہ کے سالانہ منافع سے ملنے والی رقوم سے پورے کئے جاتے ہیں۔ اس میں فنڈ حکومت پنجاب کے ملازمین اور اہل خانہ کی فلاح و بہبود کے لئے اور قوانین کے مطابق استعمال کئے جاتے ہیں اور حکومت پنجاب اس سلسلے میں کوئی فنڈ یا بجٹ فراہم نہیں کرتی۔ الفلاح بلڈنگ لاہور میں الفلاح تھیٹر بھی ہے اور الفلاح سنیما کو ٹھیکہ پر دینے کے لئے بورڈ کی اجازت سے اخبارات میں اشتہار دیا گیا۔ مورخہ 28۔ ستمبر 2000 کو open bidding کے ذریعے مبلغ 2 لاکھ 51 ہزار روپے ماہانہ علاوہ خرچہ بجلی وایئر کنڈیشن وغیرہ پر میسرز فی ایٹ انٹرپرائز کو دیا گیا۔ الفلاح سنیما کو مورخہ 5۔ اپریل 2002 کو پنجاب حکومت کی اجازت کے بعد مورخہ 03-06-03 کو واپس لے لیا۔ الفلاح تھیٹر کا ٹھیکے دار مقرر کردہ کرایہ جمع کروا رہا ہے مگر ٹھیکے دار نے کاروبار بند رہنے کی وجہ بتاتے ہوئے اس عرصہ کا کچھ کرایہ جمع نہیں کرایا۔ انتظامیہ اس سلسلہ میں فائنل نوٹس میسر فی ایٹ انٹرپرائز کو لیگل ایڈوائزر بی ایف کے مشورے سے جاری کر چکی ہے۔ الفلاح انتظامیہ نے مدعی کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی درخواست پر ہمدردانہ غور کرنے کا وعدہ کیا۔ جس پر بورڈ نے تین ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جو اس معاملے پر غور کر کے اپنی سفارشات پیش کرے گی۔

جناب والا! ٹھیکے دار کے ذمے 28 لاکھ 14 ہزار روپے صوبائی بہبود فنڈ کے بقایا جات واجب الادا ہیں۔ بورڈ انتظامیہ اس سلسلے میں پہلے بھی لیگل ایڈوائزر کے مشورے سے چار نوٹس جاری کر چکی ہے۔ تاہم مندرجہ بالا کمیٹی کی رپورٹ آنے پر قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر! کمیٹی کا نوٹیفکیشن میرے پاس موجود ہے۔ 2000-06-21 کو یہ کمیٹی بنائی گئی ہے۔ اس کمیٹی میں تین آدمی شامل ہیں۔ مسٹر قیصر سلیم۔ مسٹر آفتاب احمد۔ ایڈمنسٹریٹو آفیسر اس کے سیکرٹری ہیں اس کے علاوہ ملک اعجاز احمد اس کمیٹی کے ممبر ہیں۔ چار ممبروں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی ہے اور انہوں نے اس مسئلے پر پانچ میٹنگیں بھی کی ہیں۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے

کرایہ وصولی کے لئے حکومت پنجاب پوری کاوشیں کر رہی ہے۔ میں نے جو فائنل رپورٹ اس سوال آنے کے بعد لی ہے اس کے مطابق یہ معاملہ انشاء اللہ ایک مہینے کے بعد solve ہو جائے گا اور بقایا جات بھی جمع کروا دیئے جائیں گے۔ میں اپنے فاضل دوست کو بھی اس بات کی تسلی کرواتا ہوں کہ اس سلسلے میں کوئی کوتاہی نہیں برتی جائے گی۔ کیونکہ یہ ہمارے اپنے مفاد کا معاملہ ہے اس میں گورنمنٹ کیسے کوتاہی برت سکتی ہے اس لئے میں اپنے فاضل دوست سے آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس تحریک کو پریس نہ کریں۔

ملک اصغر علی قیصر: شکریہ۔ جناب والا! وزیر موصوف کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس مسئلے پر assurance دلائی ہے۔ یہ غریب ملازمین کے فنڈز کا معاملہ ہے۔ پہلے ان کا جواب ہوتا تھا کہ یہ ایک سنیما ہے اور سنیما انڈسٹری تباہ ہو گئی ہے اس لئے وہ کرایہ نہیں دے سکتے۔ اب تو وہاں پر تھیٹر چل رہا ہے اور نرگس کے ڈرامے لگتے ہیں اور وہاں پر جو ایم پی ایز جاتے ہیں ان کو بھی وہ رعایت نہیں کرتے۔ ایک ہزار سے تین ہزار روپے کا ٹکٹ ہے اس لئے جلد از جلد ان سے سارے پیسے وصول کئے جائیں اور اگر وہ پیسے نہ دیں تو ان کا agreement منسوخ کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں وزیر موصوف کے تفصیلی جواب کے بعد اور وزیر موصوف نے یہ یقین دہانی بھی کروائی ہے کہ ایک ماہ کے اندر تمام معاملات درست ہو جائیں گے محرک اس کو پریس نہیں کرتے اور یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد محترمہ کنول نسیم صاحبہ!

پوائنٹ آف آرڈر

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے۔

سبسڈی پر مقرر کردہ قیمت پر ڈی اے پی کھاد کی عدم دستیابی

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں دو اہم حوالوں سے آپ کی وساطت سے گورنمنٹ کی توجہ چاہتا ہوں۔ ایک تو ہماری حکومت نے ڈی اے پی کھادوں پر جو subsidy دی ہے ان قیمتوں پر کسانوں کو ابھی تک کھاد نہیں مل رہی۔ اس سلسلے میں، میں یہ چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت کو کوئی موثر اقدامات اٹھانے چاہئیں تاکہ ہماری گندم کی فصل اور آلو کی فصل

کو نقصان نہ پہنچے، اس سے ہمارے صوبے کو ملک کو نقصان نہ پہنچے، اس سے ذخیرہ اندوز فائدہ نہ اٹھا سکیں۔

جناب والا! دوسرا میں یہ عرض کروں گا کہ پرسوں میں نے اخبار میں ایک خبر پڑھی تھی کہ انڈیا میں rice producing countries کی ایک کانفرنس ہوئی ہے جس میں پاکستان کو نہیں بلایا گیا۔ اس کانفرنس میں ہمیں نہ بلا کر ہماری باسمتی چاول کی جو قسم ہے اس کو export یا patent کروانے میں ہمارے لئے آئندہ بہت سے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ مسائل خصوصاً پنجاب کے لئے ہوں گے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہماری حکومت کو مؤثر اقدامات اٹھانے چاہئیں اور یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ وہ کون سی وجوہات ہیں جن کی بنیاد پر ہمیں اس کانفرنس میں نہیں بلایا گیا۔ اس سے ہمارے صوبہ پنجاب کو نقصان ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ باسمتی جو پیدا ہوتی ہے یہ ہمارے صوبہ پنجاب میں ہوتی ہے اور یہ اتنا اچھا چاول ہے کہ اس کی مثال پوری دنیا میں نہیں ملتی۔ اگر خدانخواستہ اس کی export میں کسی دوسرے ملک نے edge money لے لی تو ہمارے صوبہ پنجاب کو اور بالخصوص ہمارے کسانوں کو اس کا نقصان ہو گا۔ یہ پورے ملک کا نقصان ہے اس لئے میں اس سلسلے میں حکومت کی توجہ چاہتا ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر زراعت اس بارے میں کوئی وضاحت کریں گے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں اپنے دوست کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ایک اہم نکتے کی طرف توجہ دلائی۔ اس ہاؤس کی اطلاع کے لئے میں یہ عرض کروں گا کہ فیڈرل گورنمنٹ نے اس سلسلے میں انتہائی اچھا step لیا ہے اور کسانوں کی ویلفیئر کے لئے انہوں نے اس کی قیمت کو reduce کیا ہے۔ پرسوں ایک high powered meeting اسلام آباد میں ہوئی ہے اور اس کے مطابق تمام فیصلے ہو گئے ہیں اور کھاد کی قیمتوں میں جو کمی ہوئی ہے اس کے بارے میں بھی یہ فیصلہ ہوا ہے کہ ہر کمپنی روزانہ اخبارات میں اشتہار دے گی اور اس میں یہ چارٹ شائع کروائے گی کہ یہ اس کی پہلی قیمت تھی اور اب یہ نئی قیمت ہے۔ ہم نے ان سے یہ بھی کہا ہے کہ فرٹیلائزر میں ہمارے پاس کوئی delegation of powers نہیں ہیں لیکن وہ محکمہ زراعت کو لکھ کر بھیج رہے ہیں کہ ہم آپ کو empower کر رہے ہیں ہم نے بھی آگے انتظامیہ کو کہہ دیا ہے۔ اس کے علاوہ جو ڈیلرز ہیں میرے دوست اگر آج یا کل پتا کریں تو یہ سب کچھ regularize ہو گیا ہے اور جو کمی واقع ہوئی اس کے مطابق خرید و فروخت ہو رہی ہے اور جو کوئی اس کی خلاف ورزی کرے گا تو قانون کے مطابق اس

کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باسمتی چاول کے بارے میں نہیں بتایا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! کھادوں کے بارے میں یہ بتادیں کہ یہ کب تک یہ نئی قیمتیں enforce کرلیں گے۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ ہم کر رہے ہیں۔ اگر ہماری فصل کاشت ہو گئی اور اس کے بعد اگر کھادوں کی قیمتوں میں کمی واقع ہوئی تو اس سے ہمارے کسان کو کیا فائدہ ہوگا؟

وزیر زراعت: جناب والا! کھاد تو مارکیٹ میں مل رہی ہے اور یہ ہو نہیں رہابلکہ اس کی implementation بھی ہو گئی ہے اور اگر کوئی شکایت آئے اور آپ کے پاس کوئی اس قسم کی اطلاع ہے تو آپ مجھے بتائیں۔ آپ فیلڈ میں جائیں اور دیکھیں اس وقت کھاد مارکیٹ میں میسر ہے۔ جو نئے ریٹ مقرر کئے گئے ہیں اس کے مطابق کھاد میسر ہے۔ ہم اخبارات میں بھی دے رہے ہیں کہ اب کھاد کی یہ قیمت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر موصوف سے یہ عرض کروں گا کہ ایک بات میرے نوٹس میں بھی آئی ہے کہ کھادوں کی قیمت واقعی گر گئی ہے لیکن اب جو آڑھتی ہیں وہ اس کو en bloc خرید رہے ہیں اور وہ خرید کر اس کو dump کریں گے پھر اس کو مہنگے داموں میں بیچیں گے۔ اس بات پر بھی آپ نظر رکھیں۔

وزیر زراعت: ٹھیک ہے۔ جی، ہم اس کو بھی دیکھیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بڑی اہم بات ہے۔ میرے نوٹس میں آئی ہے اس لئے میں آپ کو بتا رہا ہوں۔

وزیر زراعت: ٹھیک ہے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! ہمارے معزز دوست نے جو بات اور نشاندہی کی ہے ایک تو یہ کہ کھاد کسانوں تک ان داموں میں نہیں پہنچ رہی جو حکومت نے نئی قیمتیں مقرر کی ہیں۔ دوسرا انہوں نے یہ کہا ہے کہ باسمتی چاول کے متعلق انڈیا میں جو کانفرنس ہوئی ہے اس میں پاکستان کو نہیں بلایا

گیا یہ دونوں باتیں حکومت کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔انہوں نے نشاندھی کی ہے لیکن لودھی صاحب نے اس کا گول مول جواب دیا ہے۔ میری ان سے یہ گزارش ہے کہ اس وقت تحاریک التوائے کار چل رہی ہیں اور جب یہ ختم ہو جائیں تو اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر raise کئے جائیں تاکہ آدھ گھنٹے کا جو وقت ہوتا ہے وہ انہی پوائنٹ آف آرڈرز میں نہ گزر جائے۔

وزیر زراعت: جناب والا! یہ گول مول جواب کا کیا مطلب ہوا؟ سنٹرل گورنمنٹ نے کھادوں کی قیمتوں میں کمی کر دی ہے اور اس کی تفصیل اخبارات میں آ رہی ہے اس کی implementation بھی ہو رہی ہے۔ فرٹیلائزر ایکٹ کے تحت ہمارے پاس اتنی پاورز نہیں ہیں لیکن ہم ان سے یہ power of delegation لے رہے ہیں اور ہم اس پر grip بھی کر رہے ہیں کہ اگر فیلڈ میں کسی قسم کی کوئی شکایت ہو تو .Let me know پھر اس کا علاج ہم کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں قیمتیں تو ڈی اے پی کی ساڑھے آٹھ سو روپے تک چلی گئی ہیں۔۔۔

وزیر زراعت: وہ جو دوسرا پوائنٹ آپ نے بتایا ہے .I am grateful to you میں ابھی اس کا نوٹس بھی لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باسمتی کے بارے میں بھی وضاحت کر دیں وہ کہتے ہیں کہ۔۔۔

وزیر زراعت: جناب والا! باسمتی کا معاملہ انہوں نے ایسا اٹھایا ہے کہ یا تو اس پر کوئی دن مقرر کریں اور میں پھر اس کا تفصیلی جواب دے سکوں۔ یہ تو ایسی بات ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے نوٹس میں وہ لے آئے ہیں جب زراعت پر بحث ہو گی تو آپ اس کا تفصیلی جواب دے دیں۔

وزیر زراعت: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ کنول نسیم۔716

وزیر خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم: جناب والا! باسمتی کے حوالے سے جو issue raise کیا گیا ہے اس کے حوالے سے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔ میں اپنے فاضل دوست کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ patent registration جو ہے وہ پاکستانی باسمتی کی پہلے ہی ہو چکی

ہے۔ جسے فیڈرل گورنمنٹ رجسٹرڈ کرواچکی ہے اور فیڈرل گورنمنٹ کے علاوہ باسمتی growers کی ایسوسی ایشن کے حوالے سے بھی باسمتی رائس کی پاکستان کی geographic identity کے حساب سے رجسٹریشن ہو چکی ہے۔ لہذا فاضل دوست کی جو پریشانی ہے ایسی صورتحال نہیں ہے جس کے بارے میں وہ پریشان تھے۔ جہاں تک کانفرنسوں میں invite کرنے کا تعلق ہے وہ مختلف حوالوں سے کانفرنسیں ہوتی رہتی ہیں کسی کانفرنس میں بعض ملکوں کو invite کرتے ہیں بعض ملکوں کو نہیں کرتے لیکن WTO کے تحت رجسٹریشن کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ اخبارات میں یہ بات آئی ہے کہ ایران نے پاکستانی باسمتی چاول کی import بند کر دی ہے۔ یہ یقینی طور پر پورے پاکستان اور بالخصوص صوبہ پنجاب کے لئے بڑی تشویش کا مسئلہ ہے۔ ایران پاکستانی رائس کا بہت بڑا امپورٹر ہے۔ اگر وہ امپورٹ نہیں کرے گا تو اس کے نتیجے میں کسانوں کو نقصان ہوگا۔ کیونکہ پھر یہاں پر بھی قیمتیں گر جائیں گی۔ اس کی طرف چوہدری جاوید صاحب نے حکومت کی توجہ مبذول کروائی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے کو بڑا سنجیدگی سے لینا چاہئے۔

چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! اس سلسلے میں میرا پوائنٹ صرف اتنا تھا کہ ہماری پنجاب حکومت کو یہ معاملہ وفاقی حکومت کی سطح پر اٹھانا چاہئے۔ خدانخواستہ میرا مقصد تنقید کرنا نہیں تھا۔ اس سلسلے میں توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ یہ ہماری انتہائی اہم فصل ہے۔ پاکستان کی total produce کا 60 فیصد چاول پنجاب produce کرتا ہے اور یہ پنجاب کی main export ہے۔

دوسرا جہاں تک ہمارے بھائی جناب وقاص صاحب نے فرمایا ہے کہ ایران نے پاکستان کے چاول پر پابندی لگا دی ہے۔ ایران نے صرف پاکستان پر پابندی نہیں لگائی بلکہ انہوں نے ساری دنیا سے دو ماہ کے لئے import بند کر دی ہے۔ Pakistan is not exclusively بلکہ دو ماہ کے لئے انہوں نے تمام دنیا سے import بند کر دی ہے۔ میں اپنے وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ معاملہ وفاقی حکومت کی سطح پر take up کریں اور اس کو WTO کے تحت patent کروانا ہے جس میں پاکستان نے بھی انڈیا کے ساتھ مل کر کیس کیا تھا انڈیا نے اپنا case approve کروا لیا ہمارا انہیں ہوا کیوں نہیں ہوا اور کیسے ہم دوبارہ سے اس معاملے کو take up کر سکتے ہیں تاکہ ہمارا جو باسمتی کا trade name ہے جو کہ پنجاب اور پاکستان کا ہے وہ پوری دنیا میں چلنا چاہئے۔ امریکہ کا یہ حق ہے اور نہ ہی یہ انڈیا کا حق ہے کیونکہ انڈیا کا صرف ایک ڈسٹرکٹ باسمتی پیدا کرتا ہے، ہمارے

پانچ ڈسٹرکٹ پیدا کرتے ہیں میں اس حوالے سے اپنے منسٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وفاقی منسٹری کے ساتھ مل کر اس کیس کو اٹھائیں اور وہاں پر جو 11 تاریخ سے کانفرنس ہو رہی ہے اس پر احتجاج کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب نے اس بات کو نوٹ کر لیا ہے۔ He will take up this matter before the Federal Government. اور اگر کوئی ایسی بات ہو گی تو He will come back with the statement on the floor of the House.

وزیر زراعت: جناب سپیکر! یہ serious معاملہ ہے ہم اس کا نوٹس لیں گے، ہم already نوٹس لے بھی رہے ہیں لیکن correct position تو میں اسی وقت بتا سکتا ہوں جب ان سے رابطہ ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: The House must be informed about. انہوں نے یہ جو point raise کیا ہے آپ کسی وقت اس کی وضاحت کر دیں گے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک انتہائی important issue ہے جو ابھی discuss ہو رہا ہے لیکن اس کے اندر جو بہت ہی important بات ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان نے اپنے باسمتی کو سپر باسمتی کی حیثیت سے رجسٹرڈ کروالیا ہے جو بہت ہی خطرناک بات ہے۔ انہوں نے اپنا ٹریڈ سپر باسمتی کی حیثیت سے کرایا ہے جو کہ International Monopoly Control Authority کے پاس پنجاب کو چیلنج کرنا چاہئے تھا کیونکہ پنجاب direct کر سکتا ہے کیونکہ exporters پنجاب کے ہیں۔ نمبر 2، جو ابھی کھاد کی بات ہو رہی ہے اس میں فیڈرل گورنمنٹ نے کمال ریلیف دیا تھا اور retrospective relief دیا تھا لیکن بہت ہی شرم کی بات یہ ہے کہ کھاد کے ڈیلروں نے retrospective relief کو ناجائز طریقے سے اپنے fictitious godown میں اپنے سٹاک دکھا کر claims دائر کئے ہیں اور کسانوں کو actually relief نہیں مل رہا۔ یہ حقیقت ہے اور میں اسے prove کر سکتا ہوں۔ اول تو retrospective relief بہت بڑی بات تھی لیکن retrospective relief کے ساتھ اس کو اسی وقت monitor ہونا چاہئے تھا کہ actually godown میں سٹاک کتنے ہیں تو اس کے بعد جو refund لیا جائے گا وہ پورا لیا جائے گا لیکن کسانوں کو کوئی ریلیف نہیں دیا جا رہا۔ شکریہ

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 716 کنول نسیم صاحبہ!

شاہ عالم مارکیٹ (لاہور) میں دس منزلہ عمارت گرنے سے 2 افراد کی ہلاکت

محترمہ کنول نسیم: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور شہر کی سب سے بڑی کاروباری مارکیٹ شاہ عالمی لاہور میں 24۔ اگست 2006 کو ایک دس منزلہ عمارت گر گئی جس کی وجہ سے اس عمارت کے ملبے کے نیچے آکر دو افراد ہلاک ہو گئے۔ کافی تعداد میں لوگ ملبے کے نیچے دب گئے۔ جن کی حالت شدید خطرناک ہے۔ ملبہ نیچے گرنے سے سڑک پر کھڑی ایک درجن گاڑیاں اور دو درجن موٹر سائیکلوں کے علاوہ پھل فروٹ کی ریڑھیاں اور ٹھیلے بھی تباہ ہو گئے اور عمارت کی دکانوں اور گوداموں میں موجود لاکھوں روپے مالیت کا سامان تباہ ہو گیا۔ اس عمارت کی ساتویں منزل پر ستون توڑ کر عمارت کے ڈیزائن میں تبدیلی کی جا رہی تھی کہ ساتویں منزل کی چھت کا لنٹر گر گیا۔ جس سے نیچے والی عمارت کے ساتھ اوپر والی چار چھتیں بھی گر گئیں۔ عمارت میں بائیس کے قریب مزدور کام کر رہے تھے جن میں سے بیشتر ملبے تلے دب کر شدید زخمی ہو گئے۔ اس عمارت کی تعمیر سے قبل متعلقہ محکمہ کے کسی بھی ذمہ دار افسر نے visit نہ کیا کہ اس عمارت پر جو کام ہو رہا ہے وہ نقشہ کے مطابق ہے یا ہٹ کر کیا جا رہا ہے۔ عمارت کے گرنے کے بعد ملبہ اٹھانے کے لئے کوئی سامان سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور اور دیگر متعلقہ اداروں کے پاس نہیں تھا۔ امدادی ٹیموں کو رسیوں کی مدد سے عمارت کی آخری منزل پر چڑھایا گیا۔ اس کے علاوہ لاہور شہر میں ایسی کافی عمارات بشمول رنگ محل بلڈنگ شامل ہیں جن کی حالت شدید خطرہ میں ہے۔ مگر حکومت ان بلڈنگز کو خالی کروانے اور ان کو گرانے کے لئے کوئی اقدامات نہیں اٹھا رہی ہے۔ یہ سب کچھ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے متعلقہ ذمہ داران افسران کی نااہلی اور ملی بھگت سے ہو رہا ہے۔ یہ لوگ لاکھوں افراد کی جانوں سے کھیل رہے ہیں۔ اتنے بڑے حادثے کے باوجود واقعہ کے ذمہ دار سرکاری ملازم یا بلڈنگ مالکان کے خلاف کوئی قانونی اور محکمانہ کارروائی ابھی تک نہ کی گئی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی

اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ محترمہ نے اپنی تحریک التوائے کار میں جن امور کی نشاندہی کی ہے وہ ایک نہیں ہے بلکہ بے شمار معاملات کو انہوں نے یکجا کر کے اس معزز ایوان میں پیش کیا ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ انہوں نے ایک بلڈنگ حادثے کے متعلق بات کی ہے۔ یہ درست ہے کہ ایک حادثہ پیش آیا۔ انہوں نے اپنی تشویش کا اظہار یہ کیا کہ متعلقہ محکمے کے کسی افسر کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ:

1۔ نہ صرف یہ کہ متعلقہ محکمہ کے افسروں کو معطل کیا گیا ہے بلکہ اس سلسلے میں مالکان اور سرکاری ملازمین کے خلاف criminal cases بھی رجسٹر کئے گئے ہیں۔

2۔ جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ رنگ محل کی بلڈنگ اور کئی اور عمارتوں کا ذکر تو نہیں کیا لیکن انہوں نے نشاندہی کی کہ وہ اب بھی ایسی حالت میں ہیں کہ جن کو خطرناک declare کیا گیا تو میں ان کی اطلاع کے لئے یہ گزارش کرتا ہوں کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے لاہور کی تقریباً 500 عمارتوں کو dangerous declare کیا ہے اور ان کے مالکان کو یہ نوٹسز دیئے ہیں کہ یا تو ان کی مرمت کروائی جائے یا یہ evacuate کئے جائیں لیکن میں یہاں تھوڑی سی یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور شہر میں پراونشل گورنمنٹ کی طرف سے پرانی عمارتوں کی از سر نو rehabilitation کا پروگرام شروع کیا جا رہا ہے اور اس کے لئے باقاعدہ طور پر فنڈز بھی مختص ہو چکے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر جلد کام بھی شروع ہونے والا ہے۔ انہوں نے یہاں پر یہ بھی فرمایا کہ جب یہ حادثہ پیش آیا تو اس وقت سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس ریسکیو کا کوئی ایسا طریق کار نہیں تھا تو میں ان کی اطلاع کے لئے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی دو تین دن پہلے لاہور شہر میں disaster management کے حوالے سے باقاعدہ ایک ادارہ بھی قائم کیا جا رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ ایک بہت بڑی خامی جو زلزلے کے وقت اور اس کے بعد اس قسم کے حادثات کے وقت جو سامنے آئی تھی اس کو بھی اب پورا کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس بات کا بالکل ادراک ہے کہ ہماری ٹاؤنز اور even ہماری ڈسٹرکٹ گورنمنٹس کے پاس high rise buildings کے نقشوں کی منظوری اور اس کے بعد quality of construction کو مسلسل طور پر مانیٹر کرنے کے لئے کوئی ایسا affective نظام نہیں تھا اس کے لئے بھی ہم نیا ضابطہ لا رہے ہیں جس کے لئے چیف منسٹر صاحب نے ایک کمیٹی قائم کی تھی جس میں high rise buildings کے لئے model building by laws ترتیب دینے کے لئے انہیں کہا تھا وہ ہمارے مکمل ہو چکے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ چند دنوں میں ہم انہیں notify کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ پورے پنجاب میں جو ہمارے پانچ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹس بنے ہیں ان میں high rise buildings کے نقشے منظور کرنے کے لئے بھی ہم اس پر غور کر رہے ہیں کہ کیا ان کو پراوِنشلائز کر دیا جائے کیونکہ ہمیں یہ شکایت ملی ہے کہ ٹی ایم اے کی سطح پر ایک تو manpower نہیں ہے اور ان کی اتنی capacity نہیں ہے کہ اتنی بڑی عمارات کے نقشوں کو تکنیکی بنیادوں پر دیکھ سکیں تو اس کے لئے بھی ہم غور کر رہے ہیں تو یہ ساری جو developments ہوئی ہیں وہ جواب میں باقاعدہ میرے پاس موجود ہیں چونکہ یہ بہت تفصیلی بات ہے تو میں محترمہ سے یہ گزارش کروں گا کہ جن افسران کے خلاف کارروائی ہوئی ہے، محکمے نے اس وقت تک جو criminal cases رجسٹر کئے ہیں اور اس کے علاوہ model building by laws اور اس وقت ہم نے disaster management کے حوالے سے جو ادارہ قائم کیا ہے اس کی کارکردگی کے حوالے سے ڈیپارٹمنٹ نے مجھے brief دیا ہے میں انہیں دے دوں گا، اس کو دیکھ لیں مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ مطالعہ کے بعد ان کو کم از کم اس بات کی تسلی ضرور ہو جائے گی کہ گورنمنٹ نے اس سلسلے میں نوٹس لیا اور گورنمنٹ آئندہ اس قسم کے حادثات سے بچنے کے لئے اقدامات کر رہی ہے۔

محترمہ کنول نسیم: جناب سپیکر! میری تحریک پر بہت اچھا جواب آیا اور ہم اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہنگامی طور پر کام کر رہے ہیں لیکن میں صرف اس بات کو یقینی بنانا چاہتی ہوں کہ رنگ محل میں جو خطرناک بلڈنگ ہے اس کو کب تک گرایا جائے گا۔ مطلب ہے کہ بہت بڑا حادثہ ہو سکتا ہے اور کسی وقت بھی بارش ہو سکتی ہے لیکن میں آپ کو یقین سے کہتی ہوں کہ وہاں لوگ visit کرنے جاتے ہیں اور اس کے بعد واپس آ جاتے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ وہ کب تک

گرائی جائے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! کوئی بھی بلڈنگ demolish کرنے کے لئے ایک قانونی طریق کار ہے تو میں یہ چیک کر کے بتا سکتا ہوں کہ اگر اس بلڈنگ کی demolishing کے آرڈر ہو چکے ہیں، میں یہ confirm نہیں کہہ سکتا کہ اس کی demolishing کے آرڈرز ہوئے ہیں کیونکہ dangerous declare کرنا، اس کی rehabilitation کرنا اور جس طرح میں نے کہا ہے کہ ہم باقاعدہ ایک ادارہ بنا رہے ہیں اس کو فنڈز بھی مختص کر دیئے گئے ہیں جو repairs کے لئے اندرون شہر کی خطرناک بلڈنگز کے لئے ہیں، تو رنگ محل کا کیس ہم علیحدہ سے دیکھ لیتے ہیں۔ میں یہ چیک کر کے بتا سکتا ہوں کہ اگر اس کی demolishing کا process شروع ہوا ہے تو کس stage پر ہے تو پھر میں محترمہ کو اس بارے میں تفصیل سے بتا سکتا ہوں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اندرون شہر جو بلڈنگ گری ہے اس کے حوالے سے بہت اہم بات فاضل ممبر صاحبہ نے پیش کی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ایل ڈی اے کی ایک کمیٹی نے سینکڑوں کی تعداد میں ایسی بلڈنگز کی نشاندہی کی ہے کہ جو بغیر نقشے کے بنائی گئی ہیں، وہاں پر پلازے بنائے گئے ہیں اور وہاں پر ایک پلازہ مافیا وجود میں آ چکا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر سے بھی گزارش کروں گا کہ جو سینکڑوں بلڈنگز بغیر نقشہ منظور کرائے بنائی گئی ہیں، کمیٹی نے ان کے خلاف کارروائی کرنے کی سفارش کی ہے لیکن کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ میں گزارش کروں گا کہ اس کو بھی take up کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

سبسڈی پر مقرر کردہ قیمت پر ڈی اے پی کھاد کی عدم دستیابی

(---جاری)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے ابھی گزارش کی تھی۔ اس لئے میں معزز منسٹر صاحب کو سننا چاہتا تھا۔ میں نے کہا ہے کہ کھاد پر retrospective effect دیا گیا ہے۔ اس پر حکومت پنجاب کیا کر رہی ہے اور جو بھارت نے سپر باسمتی کی حیثیت سے International Monopoly

Control Authority میں رجسٹریشن کرالی ہے، اس کے لئے حکومت کا کیا stance ہے۔ انھوں نے جواب نہیں دیا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس بارے میں خاص طور پر بتائیں کیونکہ اس طرح تو کھاد ملے گی ہی نہیں۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ جواب تو دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ابھی یہ پرسوں کی بات ہے۔ ہم examine کریں گے کہ اس کا اثر ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ میری اطلاع کے مطابق لوگوں کو کھاد مل رہی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ابھی جواب دیں تو ابھی جواب یہ ہے کہ تمام انتظامیہ کام کر رہی ہے۔ محکمہ زراعت اس کو pursue کر رہا ہے۔ تمام rates اخباروں میں آرہے ہیں اور ہمیں کسی سے کوئی شکایت نہیں ملی۔ اگر حاجی صاحب کو ملی ہے تو ابھی میں کمرے میں جاؤں گا تو براہ مہربانی مجھے بتائیں تو میں اسی وقت اس کا نوٹس لے لیتا ہوں اور کل یا پرسوں آپ کو بتا دیتے ہیں کہ کیا پوزیشن ہے۔ انھوں نے reduce کیا ہے یہ بہت اچھا قدم ہے۔ یہ بات کسانوں کے حق میں گئی ہے ہم اس کو یقینی بنائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ان کو یہ کہہ دیں کہ جو stocks دیئے گئے ہیں جن کے اوپر ان ڈیلروں نے refund مانگا ہے۔ وہ اسمبلی میں بتا دیں کہ کتنے stocks ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ stocks کے اوپر refund مانگا جا رہا ہے اور وہ کسانوں کو pass on نہیں ہو رہا۔ فیڈرل گورنمنٹ پیسا بھی دے رہی ہے لیکن اس کو ریلیف end user کو نہیں مل رہا۔ میری صرف یہی گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کس چیز کا refund نہیں ہو رہا۔ انھوں نے DAP کھاد کی قیمت مقرر کی ہے۔ اس پر عمل ہو رہا ہے جو زمیندار ہیں ان کو -/850 روپے کی مل رہی ہے۔ اس میں ڈیلرز کا کیا واسطہ ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کھاد نہیں مل رہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو remote areas میں پہنچ گئی تو یہاں کیوں نہیں مل رہی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جو stocks پر refund مانگا جا رہا ہے، وہ fictitious مانگا جا رہا ہے۔ وہ مال stock میں نہیں تھا۔ وہ مال already high price پر بک چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر stock کی تو بات ہی نہیں ہے۔ آپ نے زمیندار کو 850 کی دینی ہے اور 250 کی کمی سے دینی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کلو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! شیخ صاحب بات کر رہے ہیں کہ ڈیلرز فراڈ کر رہے ہیں۔ چونکہ retrospective effect پر گورنمنٹ نے ایک ریلیف دیا تھا۔ اس پر وہ compensation اور پیسے مانگ رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان ڈیلروں کو چیک کرنے کے لئے، اس فراڈ کو چیک کرنے کے لئے پنجاب گورنمنٹ کیا کر رہی ہے۔ ان کا یہ issue ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ریلیف پہنچ رہا ہے لیکن ڈیلرز کا، پنجاب گورنمنٹ کیا کر رہی ہے؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! یہ availability اور shortage کی بات کر رہے ہیں یا ان کے stock کے بات کر رہے ہیں۔ اگر ان کے stock کی بات ہے تو یہ فیڈرل گورنمنٹ کے متعلقہ ہے۔ وہ اس کو examine کر رہے ہیں۔ ان کو وہ لکھ کر دے رہے ہیں۔ میں تو اس بات کو یقینی بناؤں گا کہ جو قیمت announce ہوئی ہے اس قیمت پر بازار میں available ہے یا نہیں ہے۔ اگر وہ available نہیں ہو گی تو ہم کوئی قدم اٹھائیں گے۔ یہ جو فراڈ کا کہہ رہے ہیں تو یہ میرے علم میں بھی نہیں ہے۔ ہم ابھی فیڈرل گورنمنٹ کو convey کریں گے کہ یہ فراڈ ہو رہا ہے۔ انھوں نے اس کی قیمت دینی ہے۔ ہم نے -/850 روپے یا جو -/250 روپے کمی ہوئی ہے۔ ہم نے اس کو یقینی بنانا ہے اور یہ بھی یقینی بنانا ہے کہ اس کی availability رہے۔ اگر یہ وہ کرنا چاہتے ہیں تو پھر مجھے ٹائم دیں تو ہم فیڈرل گورنمنٹ سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ اگر ان کو پتا ہے اور حاجی صاحب کہتے ہیں کہ available نہیں ہے تو ہمیں بتائیں۔ اس وقت آلو کا سیزن چل رہا ہے اور آلو بوئے جا رہے ہیں۔ گندم کا موسم شروع ہو رہا ہے۔ کھاد available ہے اگر کہیں پر نہیں مل رہی تو ابھی میں کمرے میں جا رہا ہوں تو مجھے بتائیں کہ کہاں نہیں مل رہی؟

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! وزیر زراعت اپنے زراعت افسروں پر مشتمل ایک ٹیم ہر ضلعے میں بنا دیں جو جا کر کھاد کے ریٹ چیک کرے۔ جس طرح یہ pesticides کے samples چیک کرتے ہیں اسی طرح یہ جا کر کھاد کے ریٹ چیک کریں۔ یہ ہر ضلعے میں ایک

شکایت سنٹر بنائیں۔اگر کسی کو اعتراض ہے تو وہ اس شکایت سنٹر میں اپنی شکایت درج کرائے کہ ہمیں فلاں جگہ پر کھاد کا صحیح ریٹ نہیں مل رہا اور یہ کھاد کے صحیح ریٹ کو یقینی بنائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایم پی ایز by virtue یہ چیک کر سکتے ہیں۔اگر ایسی بات ہے تو وہ رپورٹ کریں۔اس میں کوئی ٹیم بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔آپ ایم پی اے ہیں، آپ نمائندہ ہیں۔اگر آپ کے علاقے میں عمل نہیں ہو رہا ہے تو آپ رپورٹ کریں اس پر عمل ہو جائے گا۔آپ اپنے اختیارات کسی اور کو کیوں دیتے ہیں آپ بااختیار ہیں، یہ ہاؤس بااختیار ہے، میں آپ کو اختیار دے رہا ہوں۔آپ جائیں اور کریں۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: شکریہ۔جناب سپیکر!

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ آپ نے اپنے اختیارات کا استعمال کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا اختیار استعمال کیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: آپ اس اختیار کو legal cover کیسے دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ legal cover ہے۔یہ اسی ہاؤس میں discuss ہو رہا ہے اور ایم پی اے کا یہ حق ہے کہ وہ بحیثیت ایک نمائندہ جا کر چیک کرے اور اگر عمل نہیں ہو رہا تو وہ گورنمنٹ کو رپورٹ کرے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جتنی دیر آپ کسی معاملے پر legislation نہ کریں، اس کو آپ cover نہیں دے سکتے۔آپ نے ایک Administrative Order کر دیا ہے کہ ایم پی اے جائیں اور جا کر کھاد چیک کریں۔فرض کریں کہ میں جاتا ہوں تو وہ کہتا ہے کہ تم کس اتھارٹی سے یہ چیک کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے ان کو کچھ نہیں کہنا بلکہ آپ نے منسٹر کو رپورٹ کرنی ہے کہ یہ عملدرآمد نہیں ہو رہا۔وہ عملدرآمد کرا دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں postman نہیں ہوں کہ آپ کا خط وہاں سے یہاں پہنچانا ہے۔If I don't have any administrative authority تو میرا جانے کا فائدہ

نہیں ہے۔ ممبر صاحب نے صحیح بات کی ہے کہ آپ ایک legislation کے ذریعے ایسا کریں تاکہ ایم پی اے چیک کر سکیں۔ اس طرح ہمارا مذاق نہ اڑوائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپ کی بات بالکل بجا ہے۔ وہ صورت اس وقت پیدا ہو گی جب کوئی ایسی شکایت سامنے آئے گی پھر ہاؤس کمیٹی بنائے گا۔ ابھی تو ابتدائی سٹیج ہے۔ آپ پہلے چیک تو کریں آیا قیمتیں کم ہوئی ہیں یا نہیں ہوئیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! علاؤالدین صاحب کا بڑا valid point تھا۔ انھوں نے کہا ہے کہ جو stocks تھے۔ انھوں نے وہ سارے پرانی قیمتوں پر بیچے ہیں اور وہ گورنمنٹ سے سبسڈی claim کر رہے ہیں۔ اس طرح ڈیلرز کو آپ نے امیر کیا ہے اور زمیندار کو کوئی فائدہ نہیں ہوا ہے۔ آپ اس کو follow کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں follow کر چکا ہوں۔ ان کی جو بات ہے that is something between the Federal Govt and the dealers but my concern is that کہ جو -/250 روپے ریٹ کم کیا گیا ہے آیا وہ کاشتکاروں کے لیول پر کم ہوا ہے یا نہیں، میری ذاتی رائے ہے کہ وہ کم ہونا شروع ہوا ہے اور -/850 روپے میں DAP بک رہی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں ایک بات clear کرنا چاہتا ہوں کہ -/250 روپے فی بوری کا ریٹ کم ہوا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مرکزی گورنمنٹ کتنے روپے کی بوری ڈیلرز کو دے رہی ہے۔ ہم نے یہ خود سے طے کر لیا ہے کہ -/850 روپے ریٹ ٹھیک ہے۔ اس کی قانونی حیثیت کیا ہے کہ مرکزی گورنمنٹ ڈیلروں کو کتنے روپے کی بوری دے رہی ہے تاکہ ہمیں پتا چلے کہ مارکیٹ میں اس کا ریٹ کیا ہے، -/250 روپے قیمت کم ہونے سے اس کی قیمت کیا مقرر ہو گی، یہ بتائیں کہ اس کی اصل قیمت کیا ہے؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! آپ facts and figures میں جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پرسوں High Powered Centre میں میٹنگ ہوئی ہے وہاں پر یہ فیصلہ ہوا ہے اور ہر اخبار میں ہر کمپنی اشتہار دے رہی ہے، آپ اخباروں میں اشتہار پڑھیں۔ میں اس ڈیوٹی پر نہیں ہوں کہ میں آپ کو ریٹ بتاتا پھروں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! کیا یہ ریٹ نہیں بتا سکتے؟

وزیر زراعت: چودھری صاحب! آپ ڈیلر والے ہیں، میں ڈیلر تو نہیں ہوں۔ آپ اس طرح کریں کہ سنٹر گورنمنٹ نے اشتہار دینا ہے وہ دیکھیں۔ ہم ensure کر رہے ہیں کہ ہم ڈی سی او اور ای ڈی او (ایگریکلچر) کو empower کر رہے ہیں جو گڑ بڑ کرے گا ہم اس کو پکڑیں گے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! دیکھیں کہ اس پر اتنی بڑی بحث ہوئی لیکن کسی کو یہ معلوم نہیں کہ ڈی اے پی کی گورنمنٹ نے کیا قیمت مقرر کی اور منسٹر صاحب بھی نہیں بتا رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو ریٹ prevail کر رہا تھا اس میں اڑھائی سو کی کمی آئی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: آپ یہ بتائیں کہ ریٹ کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جو اس کا minimum ریٹ چاہتے ہیں وہ کل آپ کو بتا دیں گے کہ کیا ریٹ ہے؟

چودھری اصغر علی گجر: لیکن وہ ابھی بتائیں کہ کیا ریٹ ہے، یہاں کسی کو کوئی پتا ہی نہیں ہے کہ اس کا ریٹ کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات آپ کی صحیح ہے کہ وہ آپ کو minimum ریٹ بتائیں کہ اس وقت ڈی اے پی کا ریٹ کیا ہے؟

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! یہ کب بتائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لودھی صاحب! اس بارے میں آپ وضاحت کر دیں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! جب یہ کہیں میں ان کو تفصیل بتانے کو تیار ہوں لیکن میں بار بار گزارش کر رہا ہوں کہ چودھری صاحب جائیں، اخبارات اٹھائیں اور اس میں پڑھیں کہ فیڈرل گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے اور اس کا اشتہار آ رہا ہے۔ لیکن اگر وہ مجھ سے تفصیل چاہتے ہیں تو یہ بے شک کل کہیں، پرسوں کہیں میں ان کو تفصیل بتا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لودھی صاحب! وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جیسے آپ نے گندم کا ریٹ سوا چار سو روپے کر دیا ہے اسی طرح ڈی اے پی کا ریٹ آپ نے کیا مقرر کیا ہے وہ صرف یہ وضاحت چاہتے ہیں؟ آیا وہ 800 ہے، 850 ہے یا 900 ہے اس کے بارے میں وہ پوچھنا چاہتے ہیں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! کھادیں مختلف ہیں اور مختلف کمپنیاں ہیں۔ ان کے مطابق جو

calculate ہو کر جو بھاؤ آیا وہ میں کل بتادوں گا۔

چودھری اصغر علی گجر: یہ یہاں اس ایوان میں اس کا ریٹ بتائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لودھی صاحب! آپ کل اس کا ریٹ بتا دیجئے گا۔

وزیر زراعت: کل بتادیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ وزیر زراعت کو یہ نہیں پتا کہ ڈی اے پی کھاد کی قیمت کیا ہے؟ تبھی اس ملک میں زراعت کا یہ حال ہو رہا ہے اور زمیندار سارے بیٹھے ہیں، ان کو ایسے وزیر زراعت پر افسوس کرنا چاہئے کہ جن کو کھاد کے ریٹ کا ہی پتا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کو ریٹس کا پتا ہے لیکن جو مختلف کمپنیوں میں فرق ہے وہ اس کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ایک ایسی بات on the floor of the House نہیں کرنا چاہتے جو آپ سمجھتے ہیں کہ ریٹ فلاں ہے۔ جو مختلف کمپنیوں کے ریٹس ہیں وہ اس کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت جو زراعت کے بارے میں بحث ہو رہی ہے اگر اس ہاؤس کے اندر تمام ڈیپارٹمنٹ کی پالیسیاں discuss کی جائیں تو ایک دم سے مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ پورے ہفتے کے بعد ایک دن پرائیویٹ ممبرز ڈے کا ہوتا ہے، ہماری قرار دادیں ہوتی ہیں، ہمارے مختلف issues ہوتے ہیں۔ اس پر آپ ٹائم دیکھ لیں کہ کتنا بقایا ہے اور ہماری قرار دادیں کتنی ہیں۔ پورے ہفتے میں ایک دن ہمارا ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ ہی سوال اٹھاتی ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: اگر اس ہاؤس کے اندر proper time میں policies discuss ہوں تو پھر ہو سکتا ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ ہم اپنی قرار دادوں کا کیا کریں، کل تک ہاؤس ملتوی ہو جائے گا ہم ان قرار دادوں کا کیا کریں گے؟ ان کو ہم کوڑے کے ڈبے میں ڈال دیں یعنی یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔ پورے ہفتے میں ایک دن پرائیویٹ ممبرز ڈے ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کیا discuss کرنا چاہتی ہیں آپ بتائیں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ آپ ایجنڈے پر آئیں اور براہ مہربانی قراردادیں شروع کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ بتائیں کہ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں یہ کہہ رہی ہوں کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر قراردادوں کا ٹائم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس کے بعد قراردادیں ہی شروع کر رہے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ اس کے اوپر پون گھنٹہ بحث ہوئی ہے اور زراعت پر بحث ایجنڈے پر نہیں تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس کے بعد قراردادیں ہی آ رہی ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پہلے بھی تین دفعہ قراردادیں pending ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! جب قراردادوں کی باری آئے گی تو اس وقت آپ discuss کر لیجئے گا آپ کو موقع دیا جائے گا۔

مخدوم سید محمد مختار حسین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

مخدوم سید محمد مختار حسین: جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کھاد کی قیمتیں اس طرح تعین ہوتی ہیں کہ پوٹاس کا فلاں ریٹ ہے، فاسفورس per ton گورنمنٹ کا فلاں ریٹ مقرر ہوا ہے۔ چلو اگر منسٹر صاحب کو نہیں پتا کہ بوری کی کتنی قیمت ہے تو بتائیں کہ per ton کتنا کم ہوا ہے اور ہمارا ریٹ کتنا کم ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ انشاء اللہ آپ کو کل بوری کی قیمت بتا دیں گے۔

مخدوم سید محمد مختار حسین: یہ کمال وزیر زراعت ہیں انہیں یہ نہیں پتا کہ کھادوں کا کیا ریٹ ہے اور موقع پر صورتحال یہ ہے کہ کھادیں ناپید ہیں وہ مل ہی نہیں رہیں۔ اب آگے گندم کی کاشت کا وقت قریب ہے اور کھاد کی ضرورت ہے اور علاقوں میں یہ صورتحال ہے کہ وہاں کھادیں نہیں مل رہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

(اس مرحلہ پر اپوزیشن رکن محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری ایوان سے واک آؤٹ کر گئیں)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر وزیر زراعت صاحب کو کھاد کے ریٹ کا نہیں پتا تو فارمولا ہی بتا دیں کہ ڈی اے پی کا کیا فارمولا ہے؟

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

زرعی بنک چھوٹے کسانوں کے سابقہ قرضوں پر سود معاف کر کے آئندہ بلاسود قرضے دے

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں یہ اب متعلقہ نہیں ہے۔ اب زیر التواء قرار دادیں ٹیک اپ کرتے ہیں۔ سب سے پہلے زیر التواء قرار داد ڈاکٹر سید وسیم اختر کی جانب سے ہے۔ یہ قرار داد زرعی قرضوں پر سود کی معافی کے حوالے سے ہے۔ یہ مورخہ 3۔اکتوبر کو پیش ہو چکی ہے۔ محرک اس قرار داد کے حق میں دلائل دے چکے ہیں وزیر خزانہ نے اس کی مخالفت کی تھی۔ وزیر خزانہ سے استدعا ہے کہ وہ قرار داد کے متعلق حکومت کا موقف بیان کریں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ واک آؤٹ کر گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کس بات پر کر گئی ہیں؟

جناب ارشد محمود بگو: پتا نہیں۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے request کی تھی کہ آپ قرار دادیں شروع کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی تو قرار دادیں take up ہوئی ہیں۔ بہر حال میں قاسم نون صاحب سے کہوں گا کہ وہ محترمہ کو لے آئیں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری ایوان میں تشریف لے آئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ جی، وزیر خزانہ صاحب!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! جب یہ قرارداد پچھلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر پیش ہوئی تھی تو میں نے یقیناً اس کی مخالفت کی تھی۔ میری محرک کے ساتھ بات ہوئی ہے اور اس میں حکومتی بنچوں کی طرف سے ایک ترمیم تجویز کی گئی ہے۔ اگر محرک کو اعتراض نہ ہو تو ہم oppose کرنا واپس لے لیں گے اور اس کو متفقہ طور پر ہاؤس پاس کر لے گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو جو مجوزہ ترمیم شدہ قرارداد ہے وہ میں ایوان کے سامنے پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر خزانہ: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

> ”اس ایوان کی رائے ہے کہ زرعی بنک ساڑھے بارہ ایکڑ اور اس سے کم زمین کے مالک کسانوں کے قرضوں پر سابقہ سود معاف کر کے ان کی زمینوں کو نیلام ہونے سے بچانے اور آئندہ ان کو بلا سود قرضے دیئے جانے کے لئے عملی اقدامات پر غور کرے۔“

اس text میں اس amendment کے ساتھ ہم اس کو oppose نہیں کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ بات ٹھیک ہے کہ اس معاملے میں میری ان سے بات ہوئی ہے اور اس کے نتیجے میں مزید اس کو آسان بنایا گیا ہے۔ یقیناً میں یہ چاہوں گا کیونکہ یہ اتنی اہم قرارداد ہے جو ہمارے کسانوں اور ہمارے دین کے حوالے سے ہے اور الحمد للہ صوبہ سرحد میں ایم ایم اے کی جب حکومت آئی تھی تو پہلی کابینہ کی میٹنگ میں پہلا فیصلہ انہوں نے یہ کیا تھا کہ جتنے بھی زرعی قرضے مختلف مالیاتی ادارے دے رہے ہیں ان کے اوپر انہوں نے یک جنبش قلم سود معاف کر دیا تھا۔ بہر حال enlightened moderation ہے اور [*******]

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے الفاظ کو حذف کیا جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ آپ اس قرارداد پر رہئے۔

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اب انہوں نے جو مزید اسے آسان کر دیا ہے میں یہ چاہتا تھا کہ ایوان کی طرف سے ایک اچھا پیغام چلا جائے۔ اگر یہ متفقہ طور پر منظور ہو جائے تو میں اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محرک اور وزیر خزانہ کے درمیان اتفاق رائے سے ترمیم شدہ قرارداد یہ ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ زرعی بنک ساڑھے بارہ ایکڑ اور اس سے کم زمین کے مالک کسانوں کے قرضوں پر سابقہ سود معاف کر کے ان کی زمینوں کو نیلام ہونے سے بچانے اور آئندہ ان کو بلا سود قرضے دیئے جانے کے لئے عملی اقدامات پر غور کرے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ نے قرارداد پڑھی ہے یہ amended قرارداد ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، amended ہی پڑھی ہے۔ سود کو معاف قرار دینے کی سفارش کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی اچھی بات ہے اور میں پنجاب اسمبلی کو، پنجاب حکومت کو اور اپوزیشن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے کاشتکاروں کے حق میں ایک بہت ہی اچھا قدم اٹھایا ہے اور جو کاشتکار پس رہے ہیں، جو بیچارے تنگ ہیں ان کے لئے بہت بڑی معافی ہے اور اس نیک مہینے میں سود کی معافی کی جو سفارش کی گئی ہے یہ بہت اچھی بات ہے۔ میں آپ سب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جب last پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا اس دن آپ ہی چیئر پر تھے۔ ایک تو یہ قرارداد pending ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ایک بل Arid University کے نام کے حوالے سے تھا وہ بھی pending ہوا تھا اور رولز کے مطابق اسے آج ایجنڈے پر ہونا چاہئے تھا لیکن وہ آج ایجنڈے پر نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اصولی طور پر تو اس کو آج آنا چاہئے تھا لیکن سیکرٹریٹ والے کہہ رہے ہیں کہ کوئی confusion ہو گئی ہے اور ہماری یہ غلطی ہے۔ اس کو ہم آئندہ منگل پر رکھ لیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جب میں نے pending کروایا تھا تو اس وقت بھی میں نے specifically آپ سے کہا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے یاد ہے آپ نے پوائنٹ آؤٹ بھی کیا تھا کہ یہ منسٹر صاحب کے ذہن میں ہونی چاہئے and automatically it should come on Tuesday لیکن سیکرٹریٹ والوں کو کوئی مغالطہ ہوا ہے اور یہ اپنی غلطی تسلیم کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: میری اس میں گزارش یہ ہے کہ یہ سیکرٹریٹ والوں سے غلطی ہوئی ہے یا غلطی کروائی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ اسمبلی سیکرٹریٹ والے بتا رہے ہیں کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پھر اس کا ازالہ ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا ازالہ یہ ہے کہ اس کو ٹیک اپ کیا جائے گا اور اس کو دوبارہ pending قرار دے دیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس کا ازالہ پھر یہی ہے کہ اس کو آج ٹیک اپ کیا جائے۔ اگر pending ہی کرنا ہے تو اس کو next Private Members day کے لئے pending کر دیں لیکن اس کو take up آج کیا جائے رولز کا یہی تقاضا ہے۔ آپ اپنے آفس سے اس کی کاپی منگوا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں mover نہیں ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: اس میں کائرہ صاحب mover ہیں لیکن آخری دفعہ جب یہ pending ہوا تھا تو میری بات ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو آپ نے بات کی تھی لیکن وہ کہتے ہیں mover نہیں ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! mover کا نہ ہونا ایک علیحدہ چیز ہے لیکن رولز کا یہی تقاضا ہے کہ اس کو آج کے ایجنڈے پر ہونا چاہئے تھا اور پھر اس کو pending کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اس کو pending کر دیا جائے گا۔ اس سے پہلے کہ اگلی قرارداد take up کی جائے میں عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کو Floor دیتا ہوں اگر وہ کوئی بات کرنا چاہتی ہیں۔۔۔ وہ بات نہیں کرنا چاہتیں۔ اب ہم مورخہ 4- جولائی اور 3- اکتوبر 2006 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قراردادیں لیتے ہیں یہ قرارداد ڈاکٹر سید وسیم اختر کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

پنجاب حکومت کے سرکاری ملازمین کے ہاؤس رینٹ میں اضافے کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ جیسا کہ وفاقی حکومت نے تمام سرکاری ملازمین کا ہاؤس رینٹ 25 فیصد بڑھایا ہے اسی طرح پنجاب گورنمنٹ کے سرکاری ملازمین کا ہاؤس رینٹ 25 فیصد بڑھایا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ جیسا کہ وفاقی حکومت نے تمام سرکاری ملازمین کا ہاؤس رینٹ 25 فیصد بڑھایا ہے اسی طرح پنجاب گورنمنٹ کے سرکاری ملازمین کا ہاؤس رینٹ 25 فیصد بڑھایا جائے۔"

وزیر خزانہ: میں اسے oppose کرتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس پر کوئی لمبی بات نہیں کرنا چاہتا اس سلسلہ میں صرف یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے ہاتھ میں جناب حسنین بہادر دریشک صاحب کی تقریر بجٹ برائے سال 07-2006 ہے اس کے صفحہ 12 پر انہوں نے ذکر کیا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے مجھے بطور وزیر خزانہ یہ بھی حکم دیا کہ وفاق کی طرف سے سرکاری ملازمین کی مراعات میں اضافہ من وعن حکومت پنجاب بھی اپنے سرکاری ملازموں کو میسر کرے۔ ان کی تقریر کا میں نے حوالہ دیا ہے میں اس میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وفاقی حکومت اپنے ملازمین کو ہاؤس الاؤنس دیتی ہے جبکہ صوبائی ملازمین کو ہاؤس رینٹ دیا جاتا ہے جو وفاقی ملازمین کے مقابلے میں پہلے ہی بہت کم ہے مثال کے طور پر گریڈ 5 کا اگر کوئی ملازم ہے تو وہ 07-2006 کے بجٹ سے قبل -/1985 روپے اس کو ہاؤس رینٹ دیا جاتا تھا جس کو موجودہ بجٹ میں بڑھا کر -/2485 روپے کر دیا گیا یعنی وفاقی حکومت کا پانچویں گریڈ کا ملازم پچھلے بجٹ میں -/1985 روپے لیتا تھا اور اب اس بجٹ کے بعد

اس کو -/2485 روپے دیئے جا رہے ہیں جبکہ صوبہ پنجاب کی صورتحال یہ ہے کہ پچھلے بجٹ سے پہلے یعنی پچھلے مالی سال میں -/1087 روپے اس کو ہاؤس الاؤنس دیا جاتا تھا اب بجٹ پاس ہو گیا اور وزیراعلیٰ کی ہدایت کے مطابق وزیر خزانہ صاحب کی تقریر کا بھی میں نے حوالہ دیا ہے لیکن اس کے باوجود اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔اسی طرح گریڈ 16 کے وفاقی ملازم کو رواں مالی سال سے پہلے -/5635 روپے ہاؤس الاؤنس دیا جاتا تھا۔بجٹ آیا تو وفاقی حکومت نے اس میں اضافہ کیا اور اب گریڈ 16 کے وفاقی سرکاری ملازم کو -/7045 روپے ہاؤس الاؤنس لے رہا ہے۔اب آپ دیکھیں کہ یہ جو فرق ہے گریڈ 5 کا صوبائی ملازم وفاقی 5 ویں گریڈ کے سرکاری ملازم کی نسبت -/1398 روپے کم لے رہا ہے۔اسی طرح جو 16 ویں سکیل کا سرکاری ملازم ہے اس میں آپ فرق دیکھ لیں کہ جو صوبائی حکومت کا 16 ویں گریڈ کا سرکاری اہلکار ہے وہ -/5070 روپے وفاقی ملازم کے مقابلے میں کم وصول کر رہا ہے۔گزارش یہ ہے کہ سرکاری ملازم وفاق میں بھی وہی کام اور اسی نوعیت کے کام کرتا ہے اور اسی نوعیت کے کام صوبائی حکومت کا ملازم بھی کرتا ہے اس لئے یہ جو difference ہے یا اس میں جو تضاد ہے اس کو دور ہونا چاہئے اور اس کا وعدہ بھی حسنین بہادر دریشک صاحب نے کیا ہے۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ آپ کو معلوم ہے کہ رواں سال کے دوران ہاؤس میں جتنے کلاسز کے لوگ ہیں ان میں وزراء ہیں، مشیر ہیں، سب کی تنخواہوں میں خاطر خواہ اضافہ کیا گیا ابھی کل انہوں نے public representatives کے لئے ایک بل پیش کر کے ان کے والدین کے لئے بھی سہولیات پہنچائی ہیں۔مجھے معلوم ہے کہ چھوٹے ملازم ہیں وہ کتنے پریشان ہوتے ہیں۔پچھلے چار پانچ روز سے بلکہ پچھلے ڈیڑھ ماہ سے ایک چھوٹا سا کیس میرے پاس ہے کہ افتخار احمد نام کا ایک آپریٹر ہے جو محکمہ زراعت سے بلڈوزر آپریٹر کے طور پر ریٹائرڈ ہوا۔2001 میں بے چارہ بیمار ہوا۔اس کا 24 ہزار روپے سے زیادہ کا خرچ ہو گیا اس نے ہسپتال سے باہر سے ادویات خریدیں۔اس نے reimbursement کے لئے کیس کو چلایا ہے۔آج اکتوبر کی دس تاریخ ہے لیکن کوئی شنوائی نہیں ہے۔فائل اوپر نیچے جا رہی ہے، اگر کوئی بڑا سرکاری ملازم ہو تو آپ دیکھیں کہ کس طرح فائل move ہوتی ہے اور کس طرح کام ہوتا ہے۔اب یہ بے چارہ روز آ جاتا ہے۔میں خود بھی وہاں وزارت پبلک ہیلتھ انجینئرنگ پنجاب میں گیا اور وہاں پر انہوں نے یہ جھگڑا ڈالا ہوا تھا کہ اس کی فائل اوپر تیسری الماری میں ہو گی اور ہمیں جب تک سیڑھی نہیں ملے گی ہم اوپر نہیں چڑھ سکتے۔

پھر سیڑھی کے لئے SOG صاحب کو درخواست کی تو بڑی مشکل سے سیڑھی مل گئی تو پھر نائب قاصد نے یہ بات کہی کہ جناب! میرے کندھے میں تکلیف ہے۔ آج میں سیڑھی پر نہیں چڑھ سکتا۔ میں پھر بہاولپور چلا گیا اور وہ بیچارہ ملازم ابھی بھی بیٹھا ہے اور روز وہ جاتا ہے اور صبح وہاں پر بیٹھا رہتا ہے اور جب دفتر کا وقت ختم ہوتا ہے تو وہ واپس آ جاتا ہے۔ یہ صورتحال چھوٹے ملازمین کے حوالے سے ہوتی ہے اس لئے میں یہ گذارش کروں گا کہ اس طرح کی disparity کو دور کیا جانا چاہئے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ایوان کے floor پر محترم وزیر موصوف نے statement دی ہے this is on record اگر اس کے اوپر اسی طرح من وعن عمل نہیں کیا جاتا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اور ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ اگر کوئی منسٹر صاحب یا ہاؤس کے floor پر یقین دہانی کروائیں تو عمل نہ کیا جائے۔ ابھی پچھلے کئی سیشن کے اندر بار بار یہ باتیں ہاؤس کے اندر آ رہی ہیں کہ منسٹر صاحبان یقین دہانی کرواتے ہیں تو time span کے اندر time span کے علاوہ بھی جو باتیں یہاں کر دیتے ہیں تو اس پر عملدرآمد نہیں ہوتا اور اس کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً بہاولپور کے اندر پبلک ہیلتھ والوں نے سیوریج ڈالا اور سڑک ادھیڑ کر رکھ دی اور تین سال گزر گئے ہیں اور یہاں جب تحریک التوائے کار آئی تو گیلانی صاحب نے کہا کہ 15 دن کے اندر کام شروع ہو جائے گا لیکن وہ کام شروع نہ ہو سکا اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کو ضد کا مسئلہ نہ بنایا جائے اور اگر وزیر خزانہ صاحب اس بات کی یقین دہانی کروائیں کہ وہ اس پر بیٹھ کر غور وخوض کر کے کوئی بہتر صورت پیدا کر لیں گے تو میں سرکاری ملازمین کے مفاد کے حوالے سے اس قرارداد کو واپس بھی لینے کے لئے تیار ہوں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ یہاں اس ضد کی وجہ سے یہ قرارداد مسترد ہو جائے اور ایک معاملہ لٹک جائے جس سے سرکاری ملازمین کا نقصان ہو جائے۔ اگر وزیر موصوف یہ کہیں کہ ہم اس کے اوپر کوئی غور کر کے مثبت بات کرنے کے لئے تیار ہیں تو میں فی الحال یہ قرارداد واپس لینے کے لئے بھی تیار ہوں لیکن اگر یہ اس کے بارے میں کوئی مثبت چیز نہیں لائیں گے تو میں پھر اپنا یہ حق رکھتا ہوں کہ اس قرارداد کو دوبارہ tender بھی کروں گا اور استحقاق مجروح ہونے کے حوالے سے تحریک استحقاق پیش کرنے کا اپنا حق بھی اس حوالے سے محفوظ رکھوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پہلے اس قرارداد کا text پڑھتا ہوں اور پھر اپنا نکتہ نظر بتاؤں گا۔ قرارداد کا text ہے کہ

"اس ایوان کی رائے ہے کہ جیسا کہ وفاقی حکومت نے تمام سرکاری ملازمین کا ہاؤس رینٹ 25 فیصد بڑھایا ہے اسی طرح پنجاب گورنمنٹ کے سرکاری ملازمین کا ہاؤس رینٹ 25 فیصد بڑھایا جائے۔"

جناب سپیکر! یہ قرارداد قطعی طور پر حقیقت پر مبنی نہ ہے کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو لفظ استعمال کیا گیا ہے کہ تمام سرکاری ملازمین کا، وفاقی حکومت نے قطعی طور پر تمام سرکاری ملازمین کا ہاؤس رینٹ نہیں بڑھایا اور محرک ڈاکٹر وسیم اختر صاحب confuse کر رہے ہیں ہاؤس رینٹ کو requisition کے ساتھ تو یہ قرارداد totally flawed ہے اور اس قسم کی وفاقی حکومت نے اپنے تمام ملازمین کو کوئی favour نہیں دی۔ جہاں تک حکومت پنجاب کا تعلق ہے اور میری بجٹ speech کو refer کر رہے ہیں تو میں اپنی اس بات کو 100 percent own کرتے ہوئے on the floor of the House آپ کی وساطت سے تمام معزز اراکین کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں نے جس طرح فیڈرل گورنمنٹ نے اپنے ہاؤس رینٹ کو defreeze کیا تھا like-wise پنجاب حکومت نے بھی defreeze کیا ہے جس سے سرکاری ملازمین کو کیا فائدہ ہوا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ گریڈز کے ہاؤس رینٹ بتا دیتا ہوں۔ defreeze ہونے سے پہلے بنیادی سکیل ایک کا ملازم -/414 روپے لے رہا تھا اور اب اسے تقریباً -/968 روپے مل رہے ہیں۔ like-wise grade 10 کا ایک ملازم -/554 روپے لے رہا تھا اور اب اسے -/1289 روپے مل رہے ہیں۔ یہ increase جو میں بتا رہا ہوں یہ 100 فیصد سے بھی زیادہ ہے جس کو 2005 میں مرکزی حکومت نے اپنایا اور انہوں نے اپنے سرکاری ملازمین کو دیئے جس کو صوبائی حکومت نے بھی own کیا۔ جس چیز سے ڈاکٹر صاحب confuse کر رہے ہیں that is House Requisition Allowance ہاؤس requisition Allowance صوبائی حکومت پنجاب میں کبھی بھی مروجہ رہا ہی نہیں۔ یہاں پر صوبائی حکومت اپنے ملازمین کو صرف ہاؤس رینٹ دیتی رہی اس لئے میری گزارش ہے کہ اس قرارداد کا text درست نہ ہے اور آپ براہ مہربانی اس کا question ہاؤس کے سامنے put کریں۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: شکریہ۔جناب سپیکر! حالیہ بجٹ میں وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر اور وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی صاحب نے بڑی مہربانی کی اور پنجاب حکومت کے تمام ملازمین کے لئے 15 فیصد مہنگائی الاؤنس بڑھایا اور میں یہاں پر point out کر کے ان کی رائے طلب کرنا چاہتا ہوں کہ کنٹریکٹ پر لیکچرار اور ایجوکیٹرز کو مہنگائی الاؤنس نہیں دیا جا رہا جبکہ ابھی وفاق کی بات ہو رہی تھی تو وہاں قومی اسمبلی میں بھی مہنگائی الاؤنس کی بات ہو رہی ہے تو کیا کنٹریکٹ پر آنے والے لیکچرارز اور ایجوکیٹرز پر مہنگائی اثر نہیں کرتی۔ کیا وہ مہنگائی proof ہیں، ان کے بارے میں وزیر موصوف کی کیا رائے ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: شکریہ۔جناب سپیکر! کچھ روز پہلے یہاں پر معزز وزیر تعلیم کا question day تھا تو اس دن شاید محترم ممبر تشریف نہیں رکھتے تھے اور اس دن بھی کسی معزز ممبر نے یہ سوال اٹھایا تھا۔ عرض یہ ہے کہ پہلے ہی حکومت پنجاب اپنے گورنمنٹ کے کنٹریکٹ ملازمین کے لئے 15 فیصد مہنگائی الاؤنس دے چکی ہے اور اس کا نوٹیفکیشن بھی ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یعنی کنٹریکٹ ملازمین کو بھی 15 فیصد مہنگائی الاؤنس ملے گا۔

وزیر خزانہ: جی، جناب! انہیں بھی ملے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے لئے آپ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ آپ نے غریب ملازمین کے لئے کچھ کیا۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ

"اس ایوان کی رائے ہے کہ جیسا کہ وفاقی حکومت نے تمام سرکاری ملازمین کا ہاؤس رینٹ 25 فیصد بڑھایا ہے اسی طرح پنجاب گورنمنٹ کے سرکاری ملازمین کا ہاؤس رینٹ 25 فیصد بڑھایا جائے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گجر صاحب!

ڈی پی او بھکر کی انتقامی کارروائی کے خلاف بھکر کی عوام کا پنجاب اسمبلی کے سامنے احتجاج

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے ابھی اطلاع ملی ہے کہ ایک بہت بڑا جلوس بسوں کے ذریعے بھکر سے لاہور تک اسمبلی کے سامنے پہنچ چکا ہے۔ وہ احتجاج کر رہے ہیں کہ بھکر کے ڈی پی او انتقامی کارروائیاں لینے کے لئے عوام کے شرفاء پر جھوٹے اور ڈکیتی کے پرچے درج کرا رہے ہیں جن کا کچھ واقعہ نہیں ہوا، کوئی واقعہ نہیں ہوا اور جب شہری احتجاج کے لئے ڈی پی او کے پاس جاتے ہیں تو بلا امتیاز اس میں پیپلز پارٹی جماعت اسلامی اور (ن) لیگ کے سب لوگ جاتے ہیں کہ یہ تو وقوعہ ہی نہیں ہوا اور شریف آدمی ہیں اور آپ نے ان پر جھوٹا پرچہ انتقامی طور پر کیوں کیا ہے تو جتنے لوگ جاتے ہیں، سب پر پرچہ درج کر دیا جاتا ہے۔ پھر ان پر ایک اور پرچہ درج کر دیا جاتا ہے اور جب انہوں نے دوبارہ احتجاج کیا کہ یہ تو ہم پر بھی جھوٹا پرچہ کر دیا گیا ہے تو پھر ان پر ایک اور پرچہ درج کر دیا گیا۔ یعنی کہ ظلم کی تہہ در تہہ زیادتیاں ہو رہی ہیں اور ان کے خلاف وہ سراپا احتجاج ہیں۔ وہ انصاف کے حصول کے لئے 250 میل کا سفر طے کر کے آپ کی اسمبلی کے سامنے پہنچے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کی بات سنی جائے اور ڈی پی او صاحب کی جانب سے ان کے خلاف جو جھوٹے مقدمات درج ہوئے ہیں، جنہوں نے ایف آئی آر زیہاں پر بھیجی ہیں کہ ایک پرچے کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا۔ بجائے یہ کہ ان کو انصاف دیا جائے تہہ در تہہ ان پر جو جھوٹے پرچے درج در ج ہوئے جا رہے ہیں۔ ان کو انصاف دلایا جائے اور انہیں امید دلائی جائے کہ ڈی پی او بھکر کے خلاف ایکشن لیا جائے گا یا انہیں ہدایت دی جائے گی کہ جھوٹے پرچے، انتقامی کارروائیوں کی صورت میں خارج کئے جائیں۔ بہت مہربانی۔ اس پر نوٹس لیا جائے کیونکہ لوگ باہر کھڑے ہیں اور ان کی طرف سے ہمیں یہ پیغام آیا ہے۔ کسی ذمہ دار آدمی کی یہ ڈیوٹی لگائی جائے کہ وہ ان کی بات سنیں۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہانی صاحب!

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ ہمارے دوست نے کہا ہے تو وہاں پر واقعی ظلم ہو رہا ہے اور زیادتی ہو رہی ہے۔ نہ تو وہاں پر کوئی پرواکی جا رہی ہے (نعرہ ہائے تحسین) جو کوئی بھی ملا ہے مدعی ملنا چاہئے وہاں نوانیوں کا راج ہے اور غلط جھوٹے پرچے نوانی گروپ کے ایم این اے اور ایم پی اے کروا رہے ہیں اور میں بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! on the floor of the House چودھری اصغر علی گجر صاحب نے تفصیل سے تین پرچوں کا بھی ذکر کیا ہے اور فاضل ممبر شاہانی صاحب نے بھی اس کی تائید کی ہے تو آپ اسی وقت تین چار ممبران کی کمیٹی بنائیں کہ باہر آنے والے لوگوں سے ملیں اور لاء منسٹر صاحب ان کی بات سنیں اور اس پر مناسب ایکشن لیں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہو گی کہ نوانی صاحب یہاں ہاؤس میں تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے جب وہ آ جائیں تو ان کے سامنے بات ہو تو زیادہ بہتر ہو گی۔ ان کی غیر موجودگی میں میرا خیال ہے کہ یہ پارلیمانی پریکٹس کے خلاف ہے۔ وہ ہیں نہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ نوانی صاحب تو اس مقدمہ میں مدعی نہیں ہیں اور نہ ہم نے نوانی صاحب کا کہا ہے گجر صاحب نے یہ کہا ہے کہ ڈی پی او بھکر نے یہ ظلم وہاں پر کیا ہوا ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اگر اڑھائی سو میل دور پنجاب کے لوگ یہاں پر صرف دادرسی کے لئے آئے ہوئے ہیں کہ ان کے نمائندے ہاؤس میں بیٹھے ہیں تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اگر یہاں سے کوئی وفد وہاں نہیں جانا چاہتا تو ان کے دو تین لوگ یہاں آ جائیں ہم آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کو یہاں بلا لیں ان کی بات

سن لیں اور انصاف کے تقاضوں کے مطابق، ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ ان کو ضرور ریلیف دیں اگر وہ انصاف پر ہیں اور سچ پر ہیں تو ان کی بات سن کر اس پر عملدرآمد بھی کروایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہی چیز ابھی لاء منسٹر صاحب سے گزارش کر رہا تھا اور چونکہ ابھی یہ پوائنٹ آپ نے raise کیا ہے اور وہ بھی سن رہے تھے اور آپ نے جو بات کی وہ پولیس کی حد تک کی پھر انہوں نے اپنے ذاتی اختلافات کی بات کی اور اس کو دوسرے رنگ میں لے لیا گیا۔ بات یہ ہے کہ اگر ایک واقعہ ہوا یا نہیں ہوا لیکن میں لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ ان کو اپنے چیمبر میں بلا لیں اور ان سے پوچھ گچھ کریں اور جو بھی مناسب ہو اس کے مطابق اس کو ٹیک اپ کریں۔

قراردادیں

(---جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم مورخہ 3-اکتوبر 2006 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قراردادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد ملک اصغر علی قیصر، حاجی محمد اعجاز، رانا آفتاب احمد خان کی ہے وہ اس کو پیش کریں۔

اساتذہ کو ہائر ایجوکیشن الاؤنس دینے کا مطالبہ

ملک اصغر علی قیصر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری قرارداد ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے موجودہ مالی سال کے بجٹ 07-2006 کے دوران اساتذہ کو ہائر ایجوکیشن الاؤنس جو دیا گیا ہے وہ صوبہ پنجاب میں تعینات اساتذہ کو بھی دیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے موجودہ مالی سال کے بجٹ 07-2006 کے دوران اساتذہ کو ہائر ایجوکیشن الاؤنس جو دیا گیا ہے وہ صوبہ پنجاب میں تعینات اساتذہ کو بھی دیا جائے۔"

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! I oppose it

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک اصغر علی قیصر!

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ ہم بڑا زور لگا رہے ہیں کہ پڑھا لکھا پنجاب ہو اور ہونا بھی چاہئے میں سمجھتا ہوں کہ ہائر ایجوکیشن کمشن نے اس ملک کو ایک رول ماڈل دیا ہے کہ ایجوکیشن انسٹیٹیوشنز کو جس طرح انہوں نے funded کیا، جس طرح اساتذہ کی حوصلہ افزائی کی اور جس طرح manage کیا اس کے نتائج آ بھی رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ مزید بھی نکلیں گے لیکن یہ بڑی discrimination ہے کہ جو فیڈرل گورنمنٹ کے ملازمین ہیں اگر کسی نے پی ایچ ڈی کی ہے اور وہ لیکچرار لگا ہے تو اس کو پانچ ہزار روپے اضافی الاؤنس دیا جا رہا ہے اسی طرح کالج اور سکول سیکٹر میں ہائر ایجوکیشن کی طرح ان کو ایکسٹرا الاؤنس دیا جا رہا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ discrimination ختم کرتے ہوئے جو پنجاب کے اساتذہ ہیں، جو کالجز میں ایم فل، پی ایچ ڈی اور جنہوں نے سپیشلائزیشن کی ہوئی ہے یہ ان کا حق بنتا ہے کہ ان کو ایکسٹرا الاؤنس دیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! under the Constitution of Pakistan "Equality of Citizens" پر ایک باقاعدہ آرٹیکل ہے جس میں all citizen should equally be treated ہیں اگر فیڈرل گورنمنٹ ایک پی ایچ ڈی یا ایم ایس سی کی بنیاد پر کسی کو ہائر ایجوکیشن کا الاؤنس دیتی ہے تو اس پر پنجاب گورنمنٹ کو بھی encourage کرنا چاہئے تاکہ جو پڑھے لکھے لوگ ہیں وہ brain drain out نہ ہوں یہاں سے لوگ باہر کے ملکوں میں نہ جائیں وہ یہیں پر کام کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں قرارداد پاس کر دیتے ہیں مجھے آج تک اس ہاؤس کی سمجھ نہیں آئی کہ ہم جو قرارداد پاس کرتے ہیں اس پر کیا کوئی ایکشن بھی ہوتا ہے؟ اس ہاؤس نے ایک متفقہ قرارداد پاس کی تھی کہ جتنے ممبران اسمبلی ہیں ان کو بلیو پاسپورٹ دیا جائے۔ آپ نے فیڈرل گورنمنٹ کو سفارش کر دی انہوں نے اس کو side پر رکھ دیا۔ میرا خیال ہے کہ وزراء کو بلاوجہ اس پر oppose نہیں کرنا چاہئے اور ان کی اس میں with a broader perception ہونی چاہئے اور انہیں encourage کرنا چاہئے۔ اس قرارداد پر نہ تو انہوں نے اپنی جیب سے پیسے دینے ہیں۔ اب یہ دیکھیں کہ انہوں نے اپنے الاؤنسز بڑھا لئے ہیں اور اپنی تنخواہیں بڑھا لی ہیں۔ کیا یہ جو پڑھے لکھے لوگوں کی بات کرتے ہیں ان کے الاؤنسز کیا نہیں بڑھنے چاہئیں، جو فیڈرل گورنمنٹ دیتی ہے کیا

وہ ان کو نہیں دینے چاہئیں؟ جیسے ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا 25 فیصد، اگر آپ ان کو بھی residential allowance دے دیں تو کوئی بری بات نہیں تھی مگر آپ کے اگر financial constraints ہیں اس پر تو، آپ ہائر کوالیفکیشن والے ہیں میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب بھی گریجویٹ تو ہیں ان کو بھی سوچنا چاہئے کہ جب یہ گریجوایشن کے بطور رکن اسمبلی اتنے الاؤنسز لے رہے ہیں تو جو پڑھا لکھا پی ایچ ڈی ہے اس کا بھی یہ حق ہے اس کو بھی ملنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے اس کو اس لئے oppose کیا ہے کہ جو قرارداد ملک اصغر علی قیصر اور ان کے ساتھیوں نے پیش کی اس میں تھوڑی سی ٹیکنیکل problem ہے۔ پہلے تو ان کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ انہوں نے گورنمنٹ کی اس پالیسی کو سراہا کہ ہائر ایجوکیشن کمشن ٹیچرز کو الاؤنسز دے رہی ہے۔ میں نے اس لئے oppose کیا ہے کہ اس قرارداد میں یہ کہا ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے موجودہ مالی سال کے بجٹ 07-2006 کے دوران اساتذہ کو ہائر ایجوکیشن کمشن نے جو الاؤنس دیا ہے وہ صوبہ پنجاب کے اساتذہ کو بھی دیا جائے۔ یہاں پر گورنمنٹ آف پنجاب کے ٹیچرز کو یہ الاؤنس پہلے ہی مل رہا ہے اب اس قرارداد میں تھوڑی سی ambiguity ہے سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ یہ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔ ایک تو ہائر ایجوکیشن کمشن پی ایچ ڈی، سکالرز یا جو ہائر ایجوکیشن حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو پانچ ہزار ماہانہ کے حساب سے دیتا ہے اور پندرہ سو روپے کالج کے پروفیسر کو دیتے ہیں اب وفاقی حکومت نے 15 فیصد الاؤنس بڑھایا وہ بھی صوبائی حکومت نے جاری کر دیا پھر Dearness allowance جو ابھی معزز منسٹر نے جناب کلو صاحب کے کہنے پر جو کہا ہم نے اس کو کنٹریکٹ پر بھی لاگو کر دیا ہم وہ بھی دے رہے ہیں۔ پنجاب حکومت تو ہر قسم کا الاؤنس دے رہی ہے اور جو فیڈرل حکومت جس کی انہوں نے نشاندہی کی ہے وہ دے وہ already ہائر ایجوکیشن کمشن کے جو خاص category کے لوگ ہیں، جو پی ایچ ڈی کرنا چاہتے ہیں ان کو تو دیتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس میں تھوڑی سی ٹیکنیکل problem ہے کیونکہ ہم پہلے ہی الاؤنسز دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمیں الاؤنسز دینے میں کوئی اعتراض نہیں ہے ہم ان کی ڈیمانڈ یا ان کی proposal کو بالکل consider کریں گے لیکن اس قرارداد کی رو سے یہاں پر سوال put کیا ہے جسے مجھے oppose کرنا پڑ رہا ہے کیونکہ ایک تو اس میں ambiguity ہے، دوسرا ہم الاؤنسز

دے رہے ہیں۔ یہ ایک خاص الاؤنس کی بات کر دیں انہوں نے ہائر ایجوکیشن الاؤنس کی بات کی ہے وہ تو ہم پہلے سے ہی دے رہے ہیں۔ ہائر ایجوکیشن کمشن جس کو 17۔ارب روپے وفاقی حکومت نے دیا ہے جو کہ چارٹر یونیورسٹی جوان کو support کرتے ہیں وہ چاروں صوبوں کو ریسرچ میں بھی پیسا دیتے ہیں اور ہائر ایجوکیشن جو پی ایچ ڈی کرنے باہر جاتے ہیں ان کو بھی سکالرشپ دیتے ہیں وہ تو ہم already دے رہے ہیں۔ لہذا یہ اپنی اگلی قرارداد میں کوئی specific چیز بتادیں تو ہم اس کو unanimously ٹیک اپ کر لیں گے ہم تو پہلے ہی ٹیچر کی ویلفیئر کے لئے بہت کام کر رہے ہیں اور ہماری کوشش یہ ہے کہ ٹیچرز کی pay scale دوبارہ درست کریں ابھی ہم نے ہائر ایجوکیشن میں جیسا کہ آپ کو پتا ہے میں نے Question Hour میں بھی بتایا کہ ہم نے کالج سائیڈ پر ان کی تنخواہ 6ہزار سے بڑھا کر 10ہزار روپے کر دی اور گاؤں کے جو لوگوں کی 12ہزار روپے کر دی ہے لہذا میری آپ سے استدعا ہو گی کہ اس کو وہ پریس نہ کریں اور اس کو approve نہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک اصغر علی قیصر!

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میری قرارداد میں بالکل ambiguity نہیں ہے اس کو منسٹر ایجوکیشن ambiguous بنا رہے ہیں۔ میری قرارداد بڑی سادہ سی ہے کہ جن اساتذہ کرام نے ہائر ایجوکیشن حاصل کی ہوئی ہے ایک بندہ پی ایچ ڈی لیکچرار لگا ہوا ہے تو وہ ایم اے ایم ایس سی بھی لگ سکتا ہے۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ منسٹر صاحب ان لوگوں کے بارے میں کہہ رہے ہیں جن کو ہائر ایجوکیشن حاصل کرنے کے لئے کوئی سکالرشپ دیا جاتا ہے۔ میری قرارداد ان لوگوں سے متعلقہ ہے جو already ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے employees ہیں، جیسے فیڈرل گورنمنٹ میں اگر کوئی پی ٹی سی ٹیچر ہے لیکن اس کی basic requirement Matric/PTC ہے اگر وہ ایف اے پی ٹی سی ہے تو فیڈرل گورنمنٹ نے کہا ہے کہ اس کو پانچ سو روپیہ اس کی تنخواہ سے زیادہ دیا جائے۔اسی طرح جو ای ایس ٹی ٹیچر ہے اگر وہ بی اے ہے اور required qualification سے زیادہ تعلیم رکھتا ہے تو اس کو ساڑھے سات سو روپیہ ماہوار دیا جائے۔اسی

طرح کوئی ایس ایس ٹی ٹیچر ہے اور وہ بی اے، بی ایڈ ہے لیکن اگر اس کی qualification ساتھ میں ایم اے ہے یا ایم ایس سی ہے تو اس کے لئے فیڈرل گورنمنٹ نے ایک ہزار روپیہ ماہوار دیا ہے۔ اسی طرح جو پی ایچ ڈی لوگ ہیں لیکن لیکچرار یا اسسٹنٹ پروفیسر ہیں تو ان کو فیڈرل گورنمنٹ نے پانچ ہزار روپیہ ماہوار دیا ہے۔ اس حوالے سے یہ میری قرارداد تھی کہ یہ پنجاب کے جو ٹیچرز، پروفیسرز یا لیکچرارز ہیں ان کو بھی اگر وہ اپنی required academic qualification سے ان کی qualification ہے زیادہ تو ان کو اس چیز کا ہائر ایجوکیشن الاؤنس دیا جائے۔ اگر اب بھی کوئی بات ambiguous ہے تو میں ایجوکیشن منسٹر کے پاس جا کر ان کو سمجھانے کے لئے تیار ہوں۔ لہذا میری گزارش ہے کہ اس کی مخالفت نہ کی جائے بلکہ انصاف پر مبنی تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا پنجاب میں نوٹیفکیشن کروانے میں مدد کریں اور قرارداد بھی خود منظور کروائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں ملک صاحب کا شکر گزار ہوں کہ وہ مجھے آ کر تھوڑا سا سمجھا دیں، میں ان کا شکر گزار ہوں لیکن میں یہ appreciate کرتا ہوں کہ یہ ان کا ٹیچرز کے حق میں بڑا concern ہے۔ میں ایک پرانی مثال دے رہا ہوں کہ اگر پی ٹی سی ٹیچر کو بھرتی کرنے کے لئے میٹرک کی required qualification ہے اور اگر اس نے ایف اے کیا ہوا یا بی اے کیا ہوا ہے تو ہم already ان کو انکریمنٹ کی شکل میں پیسے دیتے ہیں۔ ابھی recently احسان اللہ وقاص صاحب نے ایک اسمبلی question بھی کیا تھا، ہم نے 2001 میں ان کے پے سکیل بدل ڈالے، ہم نے ان کے سلیکشن گریڈ ختم کر ڈالے اور ہم انکریمنٹ کی شکل میں ان کو یہ ایوارڈ دیتے تھے۔ ہم تو پہلے ہی یہ کام کر رہے ہیں جو ملک صاحب ہمیں کہنا چاہ رہے ہیں۔

دوسری بات انھوں نے قرارداد میں جو یہ کہی کہ ہائر ایجوکیشن الاؤنس دیا جائے وہ وفاقی حکومت دے۔ وفاق کسی بھی صوبہ کو براہ راست کوئی بھی کسی قسم کا ہائر ایجوکیشن الاؤنس نہیں دیتا۔ اگر کسی اور صوبہ کو وہ دے رہے ہوں تو پنجاب کو وہ کیوں نہ دیں؟ لہذا ہائر ایجوکیشن کمیشن اپنی سطح پر رہ کر پنجاب کے ٹیچروں کو enhance qualification کرنے کے لئے سکالرشپ بھی دیتے ہیں، ریسرچ کے لئے بھی پیسا دیتے ہیں، ماہانہ بھی دیتے ہیں، ہم اپنے ٹیچروں کو جن کی upgraded qualification ہوتی ہے جس کا وہ ذکر کر رہے ہیں ہم already ان کو take up کر رہے ہیں۔ لہذا جو چیز ہم نے take up کی ہوئی ہے اب دوبارہ اس کو قرارداد کی شکل میں

وفاق سے مانگنے کی گنجائش نہیں ہے۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ آپ question put کریں اور اس کی ووٹنگ کروائیں۔ شکریہ

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ایجوکیشن منسٹر شاید اس کو سمجھنا ہی نہیں چاہ رہے یا جان بوجھ کر ایسا کر رہے ہیں۔ ہم تو وفاقی حکومت سے تو کچھ نہیں کہہ رہے، میں قرارداد دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر ایجوکیشن! وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جو الاؤنس وفاق نے ہائر ایجوکیشن کے لئے مقرر کیا ہے اسی ریٹ پر یہاں بھی دیا جائے۔ آپ انکریمنٹ کی بات کر رہے ہیں لیکن وہ اس کے مطابق نہیں جو وفاقی حکومت دے رہی ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ جیسے وفاق نے دیا ہے اس کے مطابق اس کو بھی consider کیا جائے۔

وزیر تعلیم: ہم تو پہلے ہی دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو آپ اسی level پر دے رہے ہیں؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! یہ اس طرح دے رہے ہیں کہ -/60 روپے کی انکریمنٹ، -/102 روپے کی انکریمنٹ، میری گزارش اور اس قرارداد کا لب لباب یہ ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کے پاس ایجوکیشن کی مد میں اتنے فنڈز پڑے ہیں کہ وہ فیڈرل گورنمنٹ کے مساوی اساتذہ کو دے سکتی ہے، اگر اساتذہ خوشحال نہیں ہوں گے تو وہ اچھی ایجوکیشن deliver نہیں کر سکیں گے۔ اگر فیڈرل گورنمنٹ نے ایک precedent دیا ہے تو وہ پنجاب جو کہ ایجوکیشن سیکٹر کو مضبوط کرنے کا بڑا نعرہ لگاتا ہے، یہ اساتذہ کو کیوں accommodate نہیں کرنا چاہتے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تعلیم بڑھانا چاہتے ہیں لیکن اساتذہ کے ساتھ دشمنی کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس کے بعد میری قرارداد ہے اور یہ ایک سال سے آ رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی آپ کی قرارداد آ رہی ہے۔ جب تک یہ قراردادیں ختم نہیں ہوتیں ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ آپ گھبرائیں مت۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی ہے۔ اب یہ آپ کروالیں۔ اس کے اوپر تو اتنی بحث

ہو گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: .Anyhow یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے موجودہ مالی سال کے بجٹ 07-2006 کے دوران اساتذہ کو ہائر ایجوکیشن الاؤنس جو دیا گیا ہے وہ صوبہ پنجاب میں تعینات اساتذہ کو بھی دیا جائے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی قرارداد شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔

بنکوں سے رقم نکلوانے پر عائد اسٹیٹ ڈیوٹی ٹیکس ختم کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ ایوان اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ:

"وفاقی حکومت کی طرف سے بنکوں میں سے رقم نکلوانے پر جو اسٹیٹ ڈیوٹی ٹیکس نافذ کیا گیا ہے اسے فوراً ختم کیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ یہ ایوان اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ:

"وفاقی حکومت کی طرف سے بنکوں میں سے رقم نکلوانے پر جو اسٹیٹ ڈیوٹی ٹیکس نافذ کیا گیا ہے اسے فوراً ختم کیا جائے۔"

جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ issue تقریباً ایک سال پہلے شیخ علاؤالدین صاحب نے ایوان میں پیش کیا تھا۔ چیف منسٹر صاحب نے ہمارا جو تجارتی طبقہ ہے اور جو انڈسٹری سے متعلق لوگ ہیں ان کی ترقی اور بہتری کے لئے اس issue کو پہلے بھی وفاقی حکومت سے take up کیا ہوا ہے اور اگر اس قرارداد کو متفقہ طور پر پاس کیا جائے تو ہمیں اس میں کوئی اعتراض نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ یہ ایوان اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ:

"وفاقی حکومت کی طرف سے بنکوں میں سے رقم نکلوانے پر جو اسٹیٹ ڈیوٹی ٹیکس نافذ کیا گیا ہے اسے فوراً ختم کیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی قرار داد جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کی ہے وہ اسے پیش کریں۔وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ قرارداد dispose of کی جاتی ہے۔اگلی قرار داد محترمہ پروین مسعود بھٹی صاحبہ کی طرف سے ہے۔

بہاولپور انڈسٹریل اسٹیٹ کے قریب ریلوے کراسنگ پر اوور ہیڈ برج کی تعمیر

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ بہاولپور سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کے قریب ریلوے کراسنگ پر اوور ہیڈ برج جلد از تعمیر کیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ بہاولپور سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کے قریب ریلوے کراسنگ پر اوور ہیڈ برج جلد از تعمیر کیا جائے۔"

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میری بہن محترمہ پروین مسعود بھٹی صاحبہ نے قرارداد کے ذریعے جس مسئلہ کی طرف نشاندہی کی ہے اس حوالے سے حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کو لکھا اور وفاقی حکومت کے ترقیاتی پروگرام کے مطابق بہاولپور سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کے قریب ریلوے کراسنگ کے اوپر 24 فٹ چوڑی سڑک اور اوور ہیڈ برج کی منظوری ہو چکی ہے۔ ہمارے محکمہ P&D نے بھی اس کو پاس کر دیا ہے۔اب صرف فنڈز آنے کی دیر ہے، فنڈز آنے کے بعد اس کی execution ہو جائے گی۔ چونکہ حکومت پنجاب نے پہلے ہی اس معاملے کو take up کیا ہوا ہے۔اس منصوبے کی منظوری بھی ہو چکی ہے اب صرف فنڈز آنے کی دیر ہے لہذا اب اس قرار داد کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے ایک عوامی فلاح کے منصوبے کی نشاندہی کی ہے۔اب میں امید کرتا ہوں کہ محترمہ اپنی قرارداد کو پریس نہیں فرمائیں گی۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: بہت شکریہ۔جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اوور ہیڈ برج کے لئے منظوری ہوئی ہے یا کہ انڈر پاس کی منظوری کی گئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: اوور ہیڈ برج کے لئے منظوری دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ محرک اپنی قرارداد کو پریس نہیں کرتی اس لئے یہ withdraw ہوتی ہے اس لئے یہ take up نہیں کی جاتی۔ اگلی قرارداد محترمہ کنول نسیم صاحبہ کی طرف سے ہے۔

وراثت میں خواتین کے شرعی اور قانونی حصے کی ادائیگی کے بارے میں موجودہ قانون پر عملدرآمد کروانا

محترمہ کنول نسیم: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ وراثت میں خواتین کے شرعی اور قانونی حصے کی ادائیگی کے بارے میں موجود قانون پر سختی سے عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ وراثت میں خواتین کے شرعی اور قانونی حصے کی ادائیگی کے بارے میں موجود قانون پر سختی سے عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔"

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ کنول نسیم!

محترمہ کنول نسیم: جناب سپیکر! اسلام نے ہمیں یہ حق دیا ہے اور پاکستانی قانون کے مطابق وراثت میں ہمیں حصہ دار بنایا گیا ہے۔ اس قانون میں کوئی نہ کوئی، کہیں نہ کہیں ضرور ایسی بات ہے کہ جس کی وجہ سے اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ ہر آدمی اپنے منطق کے مطابق اس قانون کی تشریح کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بہت سے بھائی اپنی بہنوں کو حصہ دیتے ہوں، اس سے انکار نہیں ہے لیکن اکثر جگہوں پر خواتین کو ان کا حصہ نہیں دیا جاتا۔ کہا جاتا ہے کہ جی عدالت سے رجوع کریں۔ اب ہر عورت تو عدالت میں نہیں جا سکتی، بہت سی عورتیں ان پڑھ اور غریب ہیں ان کی عدالتوں تک رسائی ممکن ہی نہیں ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس قانون میں ترمیم کی جائے اور اس میں یہ چیز شامل کی جائے کہ جو آدمی وراثت میں سے خواتین کا حصہ نہیں دے گا اسے سزا یا جرمانہ ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ Law is already there محترمہ نے قرارداد پیش کی ہے کہ شرعی اور قانونی حصے کے مطابق خواتین کو وراثت میں حصہ دیا جائے۔ اس حوالے سے inheritance کے laws اور باقی قوانین already موجود ہیں۔

اگر کسی کی اس حوالے سے کوئیgrievance ہے تو وہ کورٹ سےapproach کر سکتا ہے۔ عدالت اس کوredress کر سکتی ہے۔So پہلے سے ہی، قوانین موجود ہیں، حکومت بھی یہ چاہتی ہے کہ شرعی اور قانونی حصوں کے مطابق خواتین کو ان کا حصہ ملے۔ جہاں کہیں کوئیgrievance ہے وہ عدالت سے رجوع کر سکتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ بہت اہم اور اچھی قرارداد پیش کی گئی ہے۔ میں حیران ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کس بنیاد پر اس کی مخالفت کی ہے۔ اس میں تو دو ہی مطالبے کئے گئے ہیں۔ نمبر1 خواتین کو شرعی اور نمبر2 قانونی حصے کی ادائیگی کے بارے میں قانون پر سختی سے عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔ انھوں نے تو عمل درآمد کے لئے ایک گزارش کی ہے۔ شرعی حصے سے بھی کسی کو انکار نہیں ہے، قانونی حصے سے بھی کسی کو انکار نہیں ہے تو پھر وہ مخالفت کس بات کی کر رہے ہیں؟ خواتین کو شرعی حصہ بھی ملنا چاہئے اور قانونی حصہ بھی ملنا چاہئے۔ اس میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے کہ ہمارے معاشرے کے اندر خواتین کے نام نہاد حقوق کے جو دعویدار ہیں وہ ایسی چیزوں کو بہت بڑاissue بناتے ہیں کہ جن کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی لیکن جو اصلissues ہیں کہ خواتین کو وراثت میں حصہ ملنا چاہئے، خواتین کے حقوق کا تحفظ ہونا چاہئے اس حوالے سے اگر بات کی گئی ہے تو اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے۔ یہ بڑی جامع قرارداد ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو تو متفقہ طور پر منظور کیا جانا چاہئے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب پتا نہیں کس وجہ سے ایک اچھی قرارداد کی مخالفت کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! خوشی اس بات کی ہے کہ ایک اہم ترین مسئلہ ہماری محترمہ بہن نے پیش کیا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ جواب دیا ہے کہalready یہ قانون موجود ہے، ان کی بات ٹھیک ہے لیکن آپ بھی جانتے ہیں، پورا ہاؤس جانتا ہے کہfield میں کیا ہو رہا ہے؟ بے چاری خواتین کی اس حوالے سے کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس قرارداد میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کہ حکومت کی مخالفت میں جاتی ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ شریعت کا معاملہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد درست ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس کو متفقہ طور پر منظور فرمائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کے بارے میں تمام ہاؤس کو اتفاق کرنا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جی، بہتر ہے جیسے جناب کا حکم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ وراثت میں خواتین کے شرعی اور قانونی حصے کی ادائیگی کے بارے میں موجودہ قانون پر سختی سے عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کروانے پر میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ مبارکباد تو آپ ہاؤس کو دیں جس نے یہ قرارداد پاس کی ہے۔ اب ہم آج کے ایجنڈا کی قراردادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد ڈاکٹر اسد اشرف صاحب کی طرف سے ہے۔

صوبہ کے تمام ہسپتالوں میں ایدھی ایمبولینس سروس کے لئے پارکنگ کی جگہ مخصوص کرنے کا مطالبہ

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب صوبہ بھر کے ہسپتالوں میں ایدھی ایمبولینس سروس کے لئے مخصوص جگہ (Parking) کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے فوری اقدامات کرے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب صوبہ بھر کے ہسپتالوں میں ایدھی ایمبولینس سروس کے لئے مخصوص جگہ (Parking) کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے فوری اقدامات کرے۔"

رانا ثناء اللہ خان: یہ قرارداد کسی طرف سے oppose نہیں لہذا آپ سوال put کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا وزیر صحت نہیں ہیں؟ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں اس کو oppose نہیں کرتی لیکن ایوان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ حکومت پنجاب پہلے ہی اس کی منظوری دی چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب صوبہ بھر کے ہسپتالوں میں ایدھی ایمبولینس سروس کے لئے مخصوص جگہ (Parking) کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے فوری اقدامات کرے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پاس ہو گئی ہے۔ Ambulance is a good thing it should be parked in the government hospitals. جی، آگے چلیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہوں کہ ایدھی والوں نے اس بارے میں درخواست دی تھی اور ہم 13۔ ستمبر سے اس کی منظوری دے چکے ہیں اور تمام ہسپتالوں میں نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہوا ہے۔ میں یہ بتانا چاہ رہی تھی کہ تمام ہسپتالوں کے ایم ایس صاحبان کو پابند کر دیا گیا ہے کہ ان کو proper جگہ اور تمام facilities provide کی جائیں۔ ہم اس قرارداد سے پہلے ہی یہ منظوری دے چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت اچھا۔ ماشاء اللہ۔ یہ سب آپ کی طرف سے ہو رہا ہے اس لئے آپ کو مبارکباد ہو۔ جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

فیملی لاء آرڈیننس کے تحت فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ میں کرنے کا مطالبہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ

> "یہ ایوان اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ فیملی لاء آرڈیننس کے تحت فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ میں یقینی بنانے کے لئے مناسب اقدامات کرے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ فیملی لاء آرڈیننس کے تحت فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ میں یقینی بنانے کے لئے مناسب اقدامات کرے۔"

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بی بی!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اس حکومت میں جو خواتین کے حق کی بات کرتے ہیں اور خواتین کے حقوق کا نعرہ لگاتے ہیں۔ اکتوبر 2002 میں فیملی لاء آرڈیننس کی شق 12(a) میں یہ ترمیم کی گئی تھی کہ فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ کے اندر ہونا چاہئے۔ اب اس پر لاہور ہائی کورٹ کی judegemet بھی آ چکی ہے جس میں انھوں نے پنجاب حکومت کو direct کیا ہے کہ فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ میں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں نے تو اس قرارداد میں یہی کہا ہے کہ اس کو یقینی بنانے کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ فیملی کیسز ایسے matters ہوتے ہیں جن میں دو ایسے فریق involve ہوتے ہیں جن کی فیملی اور ان کی زندگی کا سوال ہوتا ہے اور خواتین فیملی کیسز میں عدالتوں میں خوار ہوتی ہیں۔ قبل اس کے کہ میں اس پر مزید بات کروں میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی رائے سننا چاہتی ہوں کہ انھوں نے اس کو کس بنیاد پر oppose کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور!

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے اس قرارداد کے سلسلے میں بطور وکیل اور بطور ممبر پارلیمنٹ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جب کوئی خاتون اپنے خرچے اور نان نفقے کے لئے عدالت میں دعویٰ دائر کرتی ہے۔ اس میں عدالت نے اس کے لئے پانچ سو روپے، ایک ہزار یا دو ہزار روپے خرچہ لگانا ہوتا ہے لیکن ہم روز دیکھتے ہیں کہ عدالتوں میں خواتین کی کس طرح بے حرمتی ہوتی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اس قرارداد کو oppose کیا ہے اس میں حکومت نے اپنے پاس سے کچھ نہیں دینا۔ جب ہماری direction جاتی ہے۔ چیف جسٹس

صاحب نے بھی ایک ایڈمنسٹریٹو آرڈر جاری کیا تھا کہ ہر فیملی کیس کو دو یا تین ماہ میں finalize کیا جائے۔اس سے پنجاب میں ہزاروں کی تعداد میں کیسز حل ہوئے تھے۔اس لئے میں ان سے درخواست کروں گا کہ اس کو oppose نہ کریں۔ جو بے چاری خواتین فیملی کورٹس میں divorce اور maintenance یا جہیز کے سامان کی واپسی کے لئے جاتی ہیں تو وہاں پر ان کے کیس تین تین سال تک پڑے رہتے ہیں۔اس لئے یہ چھ مہینے بڑی معقول مدت ہے لہذا اس قرارداد کو پاس ہونے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے خیال میں This is a serious business. For few it might be not but I will give a serious consideration جب آپ ہاؤس کی sense لے رہے ہوتے ہیں ابھی we have just given an example here آپ کے سامنے ایک precedent قائم ہوا ہے ان کی قرارداد تھی I opposed it لیکن اگر ہم اس قرارداد کو legally پاس کرتے تو we should look into the ambit کہ ہم کیا قرارداد پاس کر رہے ہیں؟ اب قانون already موجود ہے Are we passing a Resolution? آپ اس قرارداد کو پاس کر کے کہہ رہے ہیں کہ حکومت ان ایجنسیوں کو پابند کرے یا ہم by nation یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم preventive laws کے پابند نہیں ہیں۔ ہم ان laws پر ایک اور قرارداد لا کر عدالتی اداروں کو اپنا پابند بنا رہے ہیں۔ Can the Punjab Assembly pass a Resolution in which we bind the courts? No, Sir. We cannot. پہلے قانون کے متعلق بھی یہی بات تھی کہ مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1964 active ہے اور عدالتوں میں practice ہوتا ہے۔اس طرح تو ہم اپنی عدالتوں پر مکمل طور پر عدم اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں کہ وہاں پر جو بھی کیس جاتا ہے delayed procedures میں جاتا ہے وہاں پر قانون کے مطابق شریعت نہیں دی جاتی۔آپ کے فقہ والے صحیح طریقے سے شریعت کو نافذ العمل نہیں بنا رہے۔

جناب سپیکر! آپ پوری تفصیل کے ساتھ دیکھیں۔آپ کی sense تھی، آپ کی رولنگ آ رہی تھی I just kept sitting on the chair مجھے میرے معزز سینئر وزیر صاحب نے بھی کہا کہ oppose مت کرو ہاؤس کی sense کے ساتھ let it go. We let it just went go. ابھی میں محترمہ کی قرارداد کو I am not opposing it. In the sense of it I

وہاں پر دقتیں موجود ہیں لیکن انھوں نے ہاؤس سے جو قرارداد پاس am not opposing it. کرنے کے لئے کہا ہے۔ This is West Pakistan Muslim Family Court Act 1964. It has not been amended as Muslim Family Laws Ordinance 2002. It has not been amended. 10(a) کی حد تک ضرور ایک ترمیم آئی جس میں صدر پرویز مشرف نے اس آرڈیننس کے ذریعے 1964 کے ایکٹ کو promulgate کیا اور جو 12 (a) کے اندر موجود تھا اسے 10 (a) میں یہ کر دیا کہ چار ماہ کے اندر کریں۔

As Mr Arshad Baggu said the honourable Chief Justice of the Lahore High Court did that. He issued an Administrative Order that

فیملی کورٹس کے اندر جو کیسز pending ہیں انھیں چار ماہ کی بجائے دو ماہ کے اندر dispose of کریں۔ نان نفقہ کے کیسز جو چار مہینے کے اندر settle نہیں ہوتے Now 10(a) says that وہ عورت وہیں پر اپنے خاوند سے کہہ دے کہ میرا اس سے settle نہیں ہوتا اور وہیں پر اس کے خلاف خلع کا کیس فائل کر دے۔ یہ کورٹس سیکشنز کے اندر موجود ہے۔ اب ہم ان لاز پر قرار دادیں دے کر عدلیہ کو یہ message دے دیں کہ ہم آرڈیننسز پاس کر رہے ہیں، قرار دادیں دے رہے ہیں جن کے ذریعے بتا رہے ہیں کہ آپ اس قابل نہیں ہیں کہ آپ اپنی ڈیوٹی perform کو کر سکیں۔ So I oppose it technically کہ یہ قرارداد پاس کرنا بنتی نہیں ہے کیونکہ محترمہ نے جو چھ مہینے کا ٹائم کہا ہے وہ مسلم ویسٹ پاکستان فیملی کورٹ ایکٹ 1964 شریعت کے سیکشن 12(a) میں موجود ہے۔ صدر مشرف صاحب نے 2002 کے آرڈیننس میں سیکشن 10(a) کے ذریعے چار ماہ کر دیا ہے۔ اس لئے میری مزید گزارش ہے کہ It will give the sense that we are showing some sort of ہم کورٹس کے attitude پر کوئی displeasure show کر رہے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے پاس یہ حیثیت موجود ہے کہ ہم عدالتوں کو اور قوانین کو پابند کریں اور ان کو direction دیں this is not what our ambit is. اس لئے میری گزارش ہو گی کہ اس قرارداد کو پاس نہ کیا جائے۔ شکریہ

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بی بی!

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یکم نومبر 2002 کو صدر پاکستان نے ایک آرڈیننس کے ذریعے مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1964 میں بڑی اہم ترامیم کی تھیں۔ اس کے سیکشن 10 میں 10(a) کا اضافہ کیا تھا جس کے مطابق اگر ٹربیونل یا عدالت کے فیصلے میں reconciliation نہیں ہوتی چونکہ reconciliation کی date ہوتی ہے اگر reconciliation or compromise نہیں ہوتا اور خاتون خلع کی بنیاد پر طلاق لینا چاہتی ہے تو پھر وہ سٹیٹمنٹ دیتی ہے کہ میں خلع کی بنیاد پر طلاق لینا چاہ رہی ہوں تو عدالت پابند ہے کہ اسی وقت وہ طلاق کی ڈگری جاری کرے گی اور بیوی کو حکم دیتی ہے کہ اگر آپ نے مہر وصول کیا ہے تو وہ اپنے خاوند کو واپس کر دو۔ اس آرڈیننس کے ذریعے سیکشن 7 میں بھی ترمیم ہوئی ہے۔ پہلے مختلف عدالتوں میں کیسز چلتے تھے جیسے کسی عدالت میں حق مہر کا کیس چل رہا ہے کسی میں خرچے کا ہے اور کسی میں تنسیخ نکاح کا ہے لیکن اس سیکشن میں جو ترمیم ہوئی ہے اس کے ذریعے بیوی صرف سٹیٹمنٹ دے گی کہ میرے کیسز فلاں فلاں عدالت میں ہیں انھیں ایک ہی عدالت میں اکٹھا کر دیا جائے۔ تو اس کی سٹیٹمنٹ پر ہی تمام کیسز کو اکٹھا کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح شوہر پہلے الگ سے کیس کرتا تھا کہ میں اس کو بسانا چاہتا ہوں۔ اب اس ترمیم کے ذریعے اسے الگ کیس نہیں کرنا پڑتا بلکہ جب انہی کیسز کا جواب دے گا تو اسی میں ہی کہہ دے گا کہ میں تو اس کو بسانا چاہتا ہوں یعنی اب سارے کیسز ایک کیس میں ہی کئے جا رہے ہیں۔

جناب والا! اس کے سیکشن 14 میں 2(b) کا اضافہ کیا گیا ہے اس کے مطابق اگر عدالت تین ہزار تک کے حق مہر اور ایک ہزار کے خرچے کا آرڈر کرتی ہے تو اب اس کے خلاف اپیل نہیں کی جا سکتی۔ اس میں 17(a) کا اضافہ کیا گیا ہے اس کے مطابق جب کورٹ interim order کرتی ہے تو بچے کا باپ یا اس خاتون کا خاوند پابند ہے کہ ہر مہینے کی 14 تاریخ تک ہر صورت میں عدالت میں maintenance جمع کروائے۔ اسی طرح 12(a) کا اضافہ ہے کہ dissolution of marriage کے کیسز چار ماہ کے اندر ختم ہونے چاہئیں۔

جناب والا! اس وقت خامی یہ ہے کہ فیملی کیسز کی رفتار day by day بڑھتی جا رہی ہے لیکن ان کو نمٹانے کی رفتار اس لئے سست ہے کہ ہمارے پاس فیملی کورٹس کم ہیں۔ 1994 میں

سیکشن 3 میں ایک ترمیم آئی تھی کہ فیملی کیسز کو نمٹانے کے لئے ہر ضلع میں ہر تحصیل میں ایک فیملی کورٹ بنائی جائے اور اس کی پریزائیڈنگ آفیسر خاتون ہو۔ ہم نے آج تک اس پر عمل نہیں کیا اگر اس پر implementation ہو جاتی ہے ہر ڈسٹرکٹ اور تحصیل میں کورٹ بن جاتی ہے تو پھر یہ cases جلدی dispose of ہو سکتے ہیں۔ اس وقت قانون میں کوئی lacuna نہیں ہے کورٹس بھی اس کو جلدی نپٹانے کی کوششیں کر رہی ہیں۔ میں کل کورٹ میں ڈیڑھ ماہ کے اندر رہی ایک case dispose of کروا کر آئی ہوں دوسرا کیس میں اس لئے جلدی dispose of نہیں کروا سکی کہ کورٹ کے پاس رش بہت زیادہ تھا اور جج صاحب کے پاس جو cause list تھی وہ سو سے بھی اوپر کیسیز کی لٹک رہی تھی۔

جناب والا! میں یہ عرض کروں گی کہ اس وقت قانون میں کوئی lacuna نہیں ہے کورٹس ان کو جلدی dispose of کرنے کی کوشش کر رہی ہیں لیکن۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! تشریف رکھیں۔ That is a seperate issue۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر میں یہ عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے mover بات کریں گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! مجھے آپ نے floor دیا ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں اور یہ بھی سمجھتی ہوں کہ ملک صاحب کافی learned آدمی ہیں اور میرے خیال میں انہوں نے میری قرارداد کے اس phrase کو دھیان سے پڑھا نہیں کہ میری قرارداد کیا ہے۔ میں محترمہ مصباح کی بات کو بھی second کرتی ہوں کہ اس وقت law میں lacuna نہیں ہے۔ میں نے بھی یہی کہا ہے کہ اس کو یقینی بنانے کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں اور میں محترمہ مصباح کی اس بات کو بھی second کرتی ہوں کہ 1994 میں محترمہ بے نظیر بھٹو کے دور میں فیملی کورٹس کے قیام کے بارے میں عمل میں لانے کے لئے کہا گیا تھا کیونکہ محترمہ کی گورنمنٹ نہیں رہی اس کے بعد وہ نہیں ہوا تو میں نے بھی مناسب اقدامات کے بارے میں کہا ہے۔ اسی لئے میں نے کوئی ٹائم فریم نہیں دیا۔ میں نے جلد از جلد بھی نہیں کہا میں نے یہ بھی نہیں کہا کہ فوری طور پر کر دیا جائے۔ میں نے یہی کہا ہے کہ یقینی بنانے کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں اور وہ یہی ہیں کہ فیملی کورٹس بنائی جائیں اور اس میں لیڈی ججز تعینات کی جائیں۔ مصباح صاحبہ کی یہ بات بھی بالکل

ٹھیک ہے کہ ہم جو practicing lawyer ہیں ہم اس بات کو بالکل سمجھتے ہیں کہ ان کیسز کا فیصلہ چار مہینے سے بھی کم عرصے میں ہو سکتا ہے اگر proper courts ہوں اور جتنے کیسز ہوں اسی تعداد کے حساب سے کورٹس بنائی جائیں اور ان میں ججوں کی appointments کی جائیں تو یہ تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں اس لئے میں نے اس کے اندر کورٹس binding کی بات نہیں کی۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ کورٹس کو bound کر دیں کہ وہ چھ مہینے کے اندر لازمی کریں۔ میں نے تو یہ کہا ہے اور حکومت سے یہ سفارش کی ہے کہ یہ ایوان حکومت سے سفارش کر رہا ہے ہم کورٹس binding کی بات نہیں کر رہے ہم یہ کہہ رہے کہ مناسب اقدامات کئے جائیں یعنی executive اقدامات جو گورنمنٹ کر سکتی ہے وہ کئے جائیں۔

جناب سپیکر! میرا یہ خیال ہے کہ ملک صاحب میری گزارش کو اب بہتر طور پر سمجھ پائے ہوں گے۔ میں نے یہ کہا ہے کہ ایگزیکٹو اقدامات کئے جائیں کورٹس بنائی جائیں، ججز بنائے جائیں تاکہ ۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب والا! یہ اپنی قرارداد amend کر کے دے دیں۔ گزارش یہ ہے کہ انہوں نے جو قرارداد پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ

"یہ ایوان اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ فیملی لاء آرڈیننس کے تحت فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ میں یقینی بنانے کے لئے مناسب اقدامات کریں"

جناب والا ایکٹ جو already in practice ہے جس کے تحت ہم کر رہے ہیں وہ ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس ایکٹ 1964 ہے۔ چلیں اس بات کو اگر درست تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حکومت مناسب اقدامات کرے اور ان تمام شقوں پر عملدرآمد کرائے جس کے اندر ابھی تک جو ترامیم آ چکی ہیں اور اس کو speedy trial میں لے جایا جائے۔ ٹھیک ہے ہم بھی اس کی favour میں ہیں لیکن اس کو وقتی طور پر اگر مان بھی لیا جائے، درست بھی سمجھا جائے تو جو قرارداد یہ پیش کر رہی ہیں وہ ایکٹ کے مطابق نہیں ہے۔ The words used are Family Law Ordinance. Now we have an Act which is called West Pakistan Family Court Act. یا تو معزز رکن عظمیٰ زاہد بخاری اس کو redraft کر کے پیش کر دیں۔ We will have no objection for that. اور اس کی grievances پہلے سے settled ہیں اور اس پر amendment بھی آ چکی ہے۔ 2002 کے اندر جو آرڈیننس آیا

ہےاس میں فیملی لاء کے سیکشن کوamend کیا گیا ہےاس کی پوری details---

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو--

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! فاضل پارلیمانی سیکرٹری ملک محمد احمد خان صاحب نے اس کا بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے۔ یہ اتنی سادہ بات نہیں ہے جتنی انہوں نے بتائی ہے۔ آپ اس کو پڑھ لیں اس قرارداد کا text آپ دیکھیں۔ یہ فرماتی ہیں کہ یہ ایوان اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ فیملی لاء آرڈیننس کے تحت فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ میں یقینی بنانے کے لئے مناسب اقدامات کرے۔ اس میں ایک تو حکومت کا لفظ بھی نہیں ہے اس میں کورٹس بھی آ جاتی ہیں اور ہمارے فاضل دوست بگو صاحب جو صاحب علم ہیں قانون کو جانتے ہیں وہ بھی اس کو support کر رہے ہیں ایسی قرارداد پیش کرنا پنجاب اسمبلی کے لئے بڑی embarrassment ہو گی۔ میری بھی آپ سے یہی استدعا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو جواب دیا ہے محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ جو کہ خود بھی ایک وکیل ہیں قانون کو جانتی ہیں ان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور اس قرارداد کو redraft کر لیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: درست فرما رہے ہیں۔ اس کو آرڈیننس کے مطابق redraft کر لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز رکن اس کو پریس نہیں کرتیں. It is being withdrawn. تیسری قرارداد شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے۔

صوبہ میں آتش بازی کے سامان کی تیاری اور فروخت پر پابندی کا مطالبہ

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں آتش بازی کے سامان کی تیاری اور اس کی فروخت پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں آتش بازی کے سامان کی تیاری اور اس کی فروخت پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔"

سینئر منسٹر صاحب اس پر کچھ کہنا چاہیں گے۔

وزیر خوراک: جناب والا! میرے خیال میں تو اس میں کوئی ایسی problem نہیں ہے۔ اگر ہاؤس اس قرارداد کو پاس کرنا چاہتا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا مطلب ہے کہ آپ اسے oppose نہیں کرنا چاہتے۔

وزیر خوراک: نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں آتش بازی کے سامان کی تیاری اور اس کی فروخت پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میرے محترم دوست رشید بھٹی صاحب اور رانا آفتاب صاحب ساہیوال سے یہاں پر موجود ہیں۔ ان کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی پیٹریاٹ گروپ سے ہے اور پیٹریاٹ گروپ والے یہ کہتے ہیں کہ ہمارے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب ہیں اور ان کے جو دوسرے قائد ہیں "مشرف صاحب" [******]

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت اس معاملے پر بات نہیں ہو رہی This is no point of order. اور ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔ اگلی قرارداد چودھری اصغر علی گجر، ڈاکٹر سید وسیم اختر اور سید احسان اللہ وقاص، جناب محمد وقاص، چودھری محمد شوکت، سید اعجاز حسین بخاری، جناب ارشد محمود بگو، محترمہ طاہرہ منیر اور محترمہ زیب النساء قریشی صاحبہ کی طرف سے ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

صوبہ میں ریت، بجری اور سیمنٹ کی بار برداری کے لئے دو پہیوں والی ٹریکٹر ٹرالی کی بجائے چار پہیوں والی ٹریکٹر ٹرالی مع بیک بتی اور بریک کی شرط کو لازمی قرار دینا

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام شہروں اور دیہاتوں میں ریت، سیمنٹ، بجری و دیگر قسم کی اشیائے بار برداری کی نقل و حمل اور آمدورفت کے لئے سر دست استعمال ہونے والی single axle two wheeler ٹریکٹر ٹرالی کی بجائے Four Wheeler مع بیک لائٹ (back light) اور بریک (break) چلانے کی لازمی شرط عائد کی جائے تاکہ حادثات و دیگر ٹریفک کی پیچیدگیوں سے بچا جاسکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام شہروں اور دیہاتوں میں ریت، سیمنٹ، بجری و دیگر قسم کی اشیائے بار برداری کی نقل و حمل اور آمدورفت کے لئے سر دست استعمال ہونے والی single axle two wheeler ٹریکٹر ٹرالی کی بجائے Four Wheeler مع بیک لائٹ (back light) اور بریک (break) چلانے کی لازمی شرط عائد کی جائے تاکہ حادثات و دیگر ٹریفک کی پیچیدگیوں سے بچا جاسکے۔"

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب والا! اس سلسلے میں آج وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے بڑی clear cut head line statement ہے اور اس پر عملدرآمد بھی ہو رہا ہے۔ قرارداد پاس کرنا چاہتے ہیں تو کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام شہروں اور دیہاتوں میں ریت، سیمنٹ، بجری و دیگر قسم کی اشیائے بار برداری کی نقل و حمل اور آمدورفت کے لئے سر دست استعمال ہونے والی single axle two wheeler

ٹریکٹر ٹرالی کی بجائے Four Wheeler مع بیک لائٹ(back light)اور
بریک(break)چلانے کی لازمی شرط عائد کی جائے تاکہ حادثات و دیگر
ٹریفک کی پیچیدگیوں سے بچا جاسکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچویں قرارداد جناب سمیع اللہ خان صاحب کی طرف سے ہے اور وہ اسے پیش کریں گے۔

پنجاب اسمبلی کے ممبران کو بھی حج پر جانے والوں کے لئے سفارش کا اختیار دینا

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ قومی اسمبلی
کے ممبران کی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران کو بھی حج پر بھجوانے
کے لئے مروجہ خرچہ پر نام دینے کا اختیار دیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ قومی اسمبلی
کے ممبران کی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران کو بھی حج پر بھجوانے
کے لئے مروجہ خرچہ پر نام دینے کا اختیار دیا جائے۔"

وزیر خوراک: جناب والا! میں اس کو بنیادی طور پر oppose تو نہیں کرتا اگر آپ اجازت دے دیں اور ان کو پسند ہو تو اس میں تھوڑی سی ترمیم ہو جائے۔ یہ قرارداد تھوڑی سی مبہم ہے۔ انہوں نے یہ لکھا کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ قومی اسمبلی کے
ممبران کی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران کو بھی حج پر بھجوانے کے
لئے مروجہ خرچہ پر نام دینے کا اختیار دیا جائے۔"

جناب سپیکر! اس میں اگر اس طرح سے ترمیم کر کے ابھی لے آئیں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران کو بھی حج پر بھجوانے کے لئے مروجہ پالیسی کے مطابق سفارش کرنے کا اختیار دیا جائے۔" تو وہ زیادہ مناسب ہوگا۔ یہ خرچہ، مروجہ کے الفاظ مناسب نہیں ہیں۔

"صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران کو بھی حج پر بجھوانے کے لئے مروجہ پالیسی کے مطابق سفارش کرنے کا اختیار دیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اس قرارداد میں یہ amendment کی جاتی ہے اور اس amendment کے ساتھ منسٹر صاحب نے جو کہا ہے اس کو میں ہاؤس میں پیش کرتا ہوں۔

"صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران کو بھی حج پر بجھوانے کے لئے مروجہ پالیسی کے مطابق سفارش کرنے کا اختیار دیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 11۔اکتوبر 2006 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔